گناہ بارگاہ خدا کی راہ میں ایک رکاوٹ

حیات انسان میں گناہوں کے دو اثر ہوتے ہیں:

ا۔ گناہ انسان اور خداوند عالم کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں، انسان خدا سے منقطع ہوجاتا ہے اس کے لئے اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے اوراس سے لولگانے کا امکان ہی نہیں رہتا، اور نہ ہی اس کے لئے دعا کرنا ممکن ہوتا ہے بیشک دعا کا مطلب اپنے کو خداوند عالم کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے۔

جب گناہ، گناہ کرنے والے کو خدا تک پہنچانے میں مانع ہوجاتے ہیں تو اس کی دعامیں بھی مانع ہوجاتے ہیں۔

۲۔ گناہ دعا کو اللہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، چونکہ جب دعا اللہ تک پہنچتی ہے تو خدا اس کو مستجاب کرتا ہے، یہ خدا کے شایان شان نہیں کہ جب کسی بندے کی دعا اس تک پہنچے تو وہ عاجز ہوجائے یا بخل سے کام لے، بیشک دعا کی عاجزی یہ ہے کہ وہ خدا تک نہیں پہنچتی ہے: کبھی کبھی گناہ انسان کو دعا کرنے سے مقید کردیتے ہیں اور کبھی کبھی دعا کو اللہ تک پہنچنے میں مقید کردیتے ہیں۔

ہم ذیل میں اس مطلب کی وضاحت کررہے ہیں:

اخذ اور عطا میں دل کا دوہرا کردار

بیشک قلب ایک طرف تو خداوند عالم سے رابطہ کے لئے ضروری چیزیں اخذ کرتا ہے اوراس سے ملاقات کرتا ہے، اور دوسری طرف ان چیزوں کو عطا کرتا ہے جیسے حملہ آور قلب جوخون کو پھینکنے واپس لانے اور لوگوں کے درمیان سے اکٹھا کرنے کا کام دیتا ہے۔

جب دل میں انسان کو ملانے اور خداوند عالم سے مربوط کرنے کی صلاحیت ختم ہوجائے تو گویا اس نے اپنی ساری اہمیت کھو دی اوراس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا جیسے وہ دل جو پوری طرح حملہ آور ہے۔

دل اس لینے دینے میں ایک طرف تو خداوند عالم کی جانب سے ہدایت، نورانیت اور آگاہی حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کو اس کی حرکات وگفتار اور موقف عمل میں یہ ہدایت اور نورانیت عطا کرتے ہیں

پہلی شق (اللہ سے ملاقات اوراخذ کرنا) کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

"وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلاً"[1]

"اور کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر ان پر یہ قرآن ایک دفعہ کل کا کل کیوں نہیں نازل ہوگیا۔ہم اسی طرح تدریجا نازل کرتے ہیں تا کہ تمہارے دل کو مطمئن کرسکیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے"

قرآن رسول کے قلب مبارک پر ایک دم اور آہستہ آہستہ نازل ہوتا تھا اور دلوں کو تقویت بخشتا تھا نیز یہ دل اس سے نورانیت

[1] سورۂ فرقان آیت ۳۲۔

اور ہدایت حاصل کرتے تھے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ"[1]

"اللہ نے بہترین کلام اس کتاب کی شکل میں نازل کیا ہے جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اور بار بار دُہرائی گئی ہیں کہ ان سے خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اس کے بعد ان کے جسم اور دل یاد خدا کے لئے نرم ہوجاتے ہیں"

قلوب، قرآن سے خشوع وخضوع اخذ کرتے ہیں، نرم ہوجاتے ہیں خدا کی ہدایت اور اس نور کے ساتھ رابطہ پیدا کرتے ہیں جس کو خداوند عالم نے بندوں کی طرف بھیجا ہے کیونکہ قرآن خداوند عالم کی طرف سے ہدایت اور ایسا نور ہے جس کو خداوند عالم نے بندوں کی جانب بھیجا ہے نیز یہ قرآن خداوند عالم کا برہان اور مخلوق پر حجت ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا"[2]

"اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کردیا ہے"

یہ نور اور ہدایت مومنین اور متقین لوگوں کے دلوں سے مخصوص ہے وہ اس نور کو اخذ کرتے ہیں اور اس سے متأثر ہوتے ہیں:

"هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ"[3]

"یہ عام انسانوں کے لئے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبان تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے"

"هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ"[4]

"یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے دلائل ہدایت اور صاحبان ایمان کے لئے رحمت کی حیثیت رکھتا ہے"

دل کے لئے یہ پہلا دور ہے جو اللہ سے ہدایت، نور، بصیرت اور برہان حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نور اور ہدایت نازل کیا ہے ان سے مخصوص ہوتا ہے۔

دلوں کے لئے دوسرا مرحلہ توسعہ اور عطا

---

[1] سورۂ زمر آیت ۲۳۔

[2] نساء آیت/ ۱۷۴)

[3] سورۂ آل عمران آیت/ ۱۳۸۔

[4] سورۂ اعراف آیت/ ۲۰۳۔

اس مرحلہ میں قلوب ایسے نور اور ہدایت کو پھیلاتے ہیں جو ان کو خداوند عالم کی جانب سے ملا ہوتا ہے اور یہ قلوب انسان کی حرکت، گفتار، موقف، روابط اور اقدامات کو نور عطا کرتے ہیں اس وقت انسان نور الٰہی اور ہدایت الٰہی کے ذریعہ آگے بڑھتا ہے نور خدا اور ہدایت خدا سے تکلم کرتا ہے نور خدا اور ہدایت کے ذریعہ اپنا موقف معین کر کے لوگوں کے درمیان چلتا ہے۔

"اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْراً يَمْشِيْ بِهِ فِي النَّاسِ"[1]

"کیا جو شخص مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور قرار دیا جس کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے"

"يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَآمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُوْراً تَمْشُوْنَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"[2]

"ایمان والو اللہ سے ڈرو اور رسول پر واقعی ایمان لے آؤ تا کہ خدا تمھیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کردے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دیدے جس کی روشنی میں چل سکو اور تمھیں بخش دے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے"

یہ نور جس کے ذریعہ مومنین کا ایک دوسرے سے رابط برقرار رہتا ہے، اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی صفوں میں گھوما کرتے ہیں، ان کی سیاست، یا تجارت یا حیات انسانی کے دوسرے تمام کاموں میں لگے رہتے ہیں یہ خداوند عالم کا وہ نور ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے بھیجا ہے:

"وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهُ نُوْراً فَمَا لَهُ مِنْ نُوْرٍ"[3]

"اور جس کے لئے خدا نور قرار نہ دے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے"

یہ وہ نور ہے جو اللہ کی طرف سے قلب میں ودیعت کیا جاتا ہے پھر اس کے ذریعہ دل، انسان کی بینائی، سماعت اور اس کے اعضاو جوارح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

اس اخذ اور عطا میں دل کا کردار درمیانی ہوتا ہے نور اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اس کے ذریعہ انسان اپنا راستہ، اپنی تحریک، کلام اور موقف اختیار کرتا ہے۔

یہ دل کے صحیح و سالم ہونے کی علامت ہے اور وہ قرآن کو صحیح طریقہ سے اخذ کرتا ہے، اور اسکو عطا کرتا ہے جس طرح سرسبز زمین نور، ہوا اور پانی کو اخذ کرتی ہے اور طیب و طاہر پھل دیتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام قرآن کی صفت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

---

[1] سورۂ انعام آیت/ ۱۲۲۔

[2] سورۂ حدید آیت/ ۲۸۔

[3] سورۂ نور آیت/ ۴۰۔

"کتاب اللہ تبصرون بہ وتنطقون بہ وتسمعون بہ"

"یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے ذریعہ تمھیں سجھائی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گویائی آتی ہے اور (حق کی آواز) سنتے ہو"

جب دل صحیح و سالم نہ ہو تو اس میں اللہ سے لو لگانے کی خاصیت مفقود ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہوتا۔

جب دل میں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرنے کی قدرت نہ ہوگی تو وہ نماز اور دعا کے ذریعہ قرآن صاعد کو اللہ تک پہنچانے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔

اس حالت کو انغلاق قلب (دل کا بند ہو جانا) کہا جاتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

"صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ" [۱]

"یہ سب بہرے، گونگے، اور اندھے ہو گئے ہیں اور اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں"

بہرا اور اندھا نور کا استقبال کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اسی طرح جو بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو فطری طور پر گونگا کہا جاتا ہے۔

پروردگار عالم بنی اسرائیل سے فرماتا ہے:

"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً" [۲]

"پھر تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت"

بیشک پتھر، نور، ہوا اور پانی کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے اور نور، ہوا اور پانی میں سے جو کچھ بھی اس پر گرتا ہے اس کو واپس کر دیتا ہے اور یہ فطری بات ہے کہ وہ ثمر دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے، بلکہ ثمر تو وہ زمین دیتی ہے جس میں نور، ہوا اور پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے

اسی طرح جب دل صحیح و سالم نہیں ہوتا تو وہ نور کا استقبال نہیں کرتا اور نہ ہی نور سے استفادہ کر پاتا ہے اسی کو مکمل انغلاق کی حالت کہا جاتا ہے اور وہ حالت (دل کا مرجانا) جس میں دل ہر طرح کی حیاتی چیز سے بے بہرہ ہو جاتا ہے یعنی زندہ دل کی طرح اس میں کسی چیز کو لینے یا دینے کی طاقت باقی نہیں رہ جاتی اور جس دل میں یہ خاصیت نہ پائی جاتی ہو وہ زندگی کا ہی خاتمہ کر دیتا ہے۔

خداوند عالم دل کے مردہ ہو جانے کے متعلق فرماتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ" [۳]

---

[۱] سورۂ بقرہ ۱۸۔

[۲] سورۂ بقرہ ۷۴۔

[۳] سورۂ فاطر آیت/ ۲۲۔

"اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بات سنا دیتا ہے اور آپ انھیں نہیں سنا سکتے جو قبروں کے اندر رہنے والے ہیں"

اور یہ فرمان خدا:

"إِنَّكَ لاَتُسْمِعُ الْمَوْتىٰ وَلاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ"[1]

"آپ مُردوں کو اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے ہیں اگر وہ منھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں"

خداوند عالم یہ فرماتا ہے:

"وَسَوَاءٌعَلَيْهِمْ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لاَيُؤْمِنُوْنَ"[2]

"اوران کے لئے سب برابر ہے آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں"

آواز اورانداز میں کوئی عجز وکمی نہیں ہے بلکہ یہ میت کی کمی اور عاجزی ہے کہ وہ کسی چیز کو سننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے۔

دل کی اسی حالت کو اس (دل) کا مرجانا، بند ہوجانا اور اللہ سے منقطع ہوجانا کہا جاتا ہے۔

اس قطع تعلق اور دل کے بند ہوجانے کی کیا وجہ ہے؟

دلوں کے منجمد ہونے کے اسباب

اسلامی روایات میں دلوں کے منغلق ہونے اوران کے اللہ سے منقطع ہوجانے کے دواہم اسباب پر زور دیا گیا ہے:

۱۔ اللہ کی آیات سے اعراض روگردانی اوران کی تکذیب۔

۲۔ گناہوں اور معصیتوں کا ارتکاب۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

"وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْابِآيَاتِنَاصُمٌّوَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ"[3]

"اورجن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہ بہرے گونگے تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں"

اس آیۂ کریمہ میں اللہ کی آیات کی تکذیب، لوگوں کی زندگی میں تاریکیوں کے بس جانے اوران کے گونگے ہوجانے کا سبب ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

"وَإِذَاتُتْلىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِراً كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِيْ أُذُنَيْهِ وَقْراً"[4]

---

[1] سورۂ نمل آیت/ ۸۰۔

[2] سورۂ یس آیت/ ۱۰۔

[3] سورۂ انعام آیت/ ۳۹۔

[4] سورۂ لقمان آیت/ ۷۔

"اور جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو اکڑ کر منھ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور جیسے اس کے کان میں بہراپن ہے"

ہم اس آیۂ کریمہ میں اللہ کی آیات سے روگردانی ان سے استکبار کے درمیان ایک متبادل تعلق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اسی پہلے سبب کو اعراض وروگردانی کہا جاتا ہے۔

اور دوسرے سبب (گناہ) کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

"كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" [1]

"نہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے"

آیۂ کریمہ میں صاف طور پر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جن گناہوں کو انسان کسب کرتا ہے وہ دل کو زنگ آلود کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

گناہوں سے دلوں کا اُلٹ جانا

انسان جب بار بار گناہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل خدا سے منقطع ہو جاتا ہے اور جب دل خدا سے منقطع ہو جاتا ہے تو وہ برعکس (پلٹ جانا) ہو جاتا ہے گویا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جاتا ہے اور اس کے تمام خصوصیات ختم ہو جاتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"كان أبي يقول: ما من شيء افسد للقلب من خطيئته، انّ القلب ليواقع الخطيئة، فلا تزال به حتّىٰ تغلب عليه، فيصير اعلاه اسفله" [2]

"میرے والد بزرگوار کا فرمایا کرتے تھے: انسان کی خطا وغلطی کے علاوہ کوئی چیز انسان کے دل کو خراب نہیں کرسکتی، بیشک اگر دل خطا کر جائے تو وہ اس پر ہمیشہ کے لئے غالب آجاتی ہے یہاں تک کہ دل کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر آجاتا ہے"

اور یہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

"اذا اذنب الرجل خرج في قلبه نكتة سوداء، فان تاب انمحت، وان زاد زادت، حتّىٰ تغلب علىٰ قلبه، فلا يفلح بعدها أبداً" [3]

"جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے، اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر غالب آجاتا ہے اور پھر کبھی وہ اس (دل) پر کامیابی نہیں پا سکتا

[1] سورۂ مطففین آیت/ ۱۴۔
[2] بحار الانوار جلد ۷۳ صفحہ/ ۴۱۲۔
[3] بحار الانوار جلد ۷۳ صفحہ ۳۲۷۔

ہے“

گناہوں کے ذریعہ انسان کے دل سے حلاوت ذکر کا خاتمہ

اللہ کے ذکر کے لئے مومنوں کے دلوں میں حلاوت پائی جاتی ہے، اس حلاوت وشیرینی سے بلندتر کوئی حلاوت نہیں ہے، لیکن جب انسان خداوندعالم سے روگردانی کرلیتا ہے تو وہ حلاوت بھی ختم ہوجاتی ہے اوراس کا حلاوت ذکر کا ذائقہ چکھنے والوں میں شمار نہیں کیا جاتا ہے جیسے بیمار انسان جو اپنی تندرستی کھوبیٹھتا ہے تو اس کی قوت ذائقہ بھی مفقود ہوجاتی ہے نہ یہ کہ کھانے والی چیزوں کا ذائقہ ختم ہوجاتا ہے، بلکہ مریض کی قوت ذائقہ مفقود ہوجاتی ہے اسی طرح جب دل خدا سے پھرجاتے ہیں تو ان سے اللہ کے ذکر کی حلاوت ختم ہوجاتی ہے اوران کی نظر میں اللہ کے ذکر کی کوئی حلاوت وجاذبیت نہیں رہ جاتی ہے جیسے وہ بیمار جو اپنی سلامتی وصحت وتندرستی سے محروم ہوجاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ لذیذ چیزوں کی لذت کھوبیٹھتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لذیذ چیزوں میں لذت نہیں رہی ہے بلکہ انسان کو ان کی اشتہا وخواہش نہیں رہی ہے اسی طرح جب قلوب اپنا اعتدال کھو بیٹھتے ہیں تو ان کے درمیان سے خداوندعالم کی یاد کی شیرینی کا ذائقہ ختم ہوجاتا ہے اور خداوندعالم کی یاد اور تذکرہ کے لئے ان میں کوئی حلاوت وجذابیت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ اَوْحیٰ اِلیٰ دَاودَ اَنَّ اَدنیٰ مَا اَنَا صَانِعٌ بِعبدٍ غَیْرَ عَامِلٍ بِعِلْمِہِ مِنْ سَبْعِیْنَ عَقُوْبَۃ بَاطِنِیَّۃٍ اَنْ اَنْزِ عَ مِنْ قَلْبِہِ حَلَاوَۃَ ذِکْرِیْ"[1]

”خداوندعالم نے جناب داؤد کو وحی کی کہ اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے بندہ کو ستر باطنی سزاؤں میں سے سب سے کم سزا یہ دیتاہوں کہ میں اس کے دل سے اپنے ذکر کی حلاوت ختم کردیتاہوں“

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

"یاأمیر المؤمنین، إنی قد حرمت الصلاۃ باللیل۔

فقال علیہ السلام: انت رجل قد قیدتك ذنوبك"[2]

”اے امیر المومنین ایسا لگتا ہے کہ جیسے نماز شب مجھ پر حرام ہوگئی ہے“

آپ نے فرمایا: تو ایسا شخص ہے کہ تیرے گناہوں نے تجھ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"انّ الرجل یذنب الذنب، فیحرم صلاۃ اللیل، وانّ العمل السیّئ أسرع فی صاحبہ من

---

[1] دارالسلام مؤلف شیخ نوری جلد ۳ صفحہ ۲۰۰۔

[2] علل الشرائع جلد ۲ صفحہ/۵۱۔

السکین فی اللحم."[1]

"جب انسان گناہوں پر گناہ کئے چلا جاتا ہے تو اس پر نماز شب حرام ہوجاتی ہے اور برا عمل انسان کے اندر گوشت میں چھری سے کہیں زیادہ تیز اثر کرتا ہے"

دعاؤں کو روک دینے والے گناہ

براہ راست گناہوں کے انجام دینے سے انسان کا دل اللہ سے منقطع ہوجاتا ہے اور جب انسان کا دل اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے تو نہ اس میں کسی چیز کو اخذ کرنے کی صلاحیت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی چیز عطا کی جاتی ہے

جب انسان اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرتا ہے تو (دعا) انسان کو اللہ تک پہنچاتی ہے، اور جب انسان اللہ کے نازل کئے جانے والے قرآن سے منقطع ہوجاتا ہے تو وہ ضروری طور پر قرآن صاعد سے بھی منقطع ہوجاتا ہے۔ اس کی دعا محبوس (قید) ہوجاتی ہے اور وہ اس پر کامیاب نہیں ہو پاتا یہاں تک کہ اگر وہ خدا کی بارگاہ میں بہت زیادہ گڑگڑائے یا پافشاری کرے، اصرار کرے تب بھی خدا اس کی دعا کو اوپر پہنچنے سے روک دیتا ہے اور اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

"المعصیة تمنع الاجابة"

"گناہ دعا کے مستجاب ہونے میں مانع ہوتے ہیں"

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے خداوندعالم کے اس قول "ادعونی استجب لکم" کے سلسلہ میں سوال کیا:

"مالنا ندعو فلا یُستجاب لنا؟ قال: فأی دعاء یُستجاب لکم، وقد سددتم ابوابه وطرقه، فاتقوالله و اصلحوا اعمالکم، و اخلصوا سرائرکم، وأمروا بالمعروف، وانهوا عن المنکر، فیستجیب الله معکم."[2]

"کیا وجہ ہے کہ ہم خداوندعالم سے دعا کرتے ہیں لیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری دعا کیسے مستجاب ہو جب تم نے اس کے دروازوں اور راستوں کو بند کر دیا ہے پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، نیک اعمال انجام دو، اپنے اسرار کو پاکیزہ کرو، امر بالمعروف کرو، نہی عن المنکر انجام دو تو خدا تمہاری دعا قبول کرے گا"

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے:

"والذنوب التی تردّ الدعاء، وتُظلم الهواء عقوق الوالدین."[3]

---

[1] اصول کافی ۲ صفحہ/ ۲۷۲۔

[2] بحارالانوار جلد ۹۳ /صفحہ ۳۷۶۔

[3] معانی الاخبار صفحہ/ ۲۷۰۔

"جو گناہ دعاؤں کورد کر دیتے ہیں اور فضا کو تاریک کر دیتے ہیں ان سے مراد والدین سے سرکشی کرنا ہے"

دوسری روایت میں آیا ہے:

"والذنوب التی تردّالدعاء:سوء النیة وخبث السریرة، والنفاق، وترك التصدیق بالاجابة، وتاخیرالصلوات المفروضات حتّیٰ تذهب اوقاتها، وترك التقرب الیٰ الله عزّ وجلّ بالبرّ والصدقة، واستعمال البذاء والفحش فی القول"[1]

"دعاؤں کو مستجاب ہونے سے روک دینے والے گناہ یہ ہیں: بُری نیت، خُبث باطنی، نفاق واجب صدقہ نہ دینا، واجب نمازوں کے ادا کرنے میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت ہی ختم ہوجائے، نیکی اور صدقہ دینے کے ذریعہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کو چھوڑ دینا اور گفتگو میں گالیاں دینا"

حضرت مام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

"انّ العبد یسأل الله الحاجة، فیکون من شأنه قضاؤها الیٰ اجل قریب، فی ذنب العبد ذنباً، فیقول الله تبارك وتعالیٰ للملك:لاتقض حاجته، واحرمه ایاها، فإنهّ تعرض لسخطی واستوجب الحرمان منی"[2]

"جب بندہ خداوندعالم سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے تو خدا کی شان دعا کو پورا کر دینا ہے مگر بندہ گناہ کر لیتا ہے جسکی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی، خداوندعالم فرشتہ سے کہتا ہے: اس کی حاجت روانہ کرنا، اس کو اس کی حاجت سے محروم رکھنا، وہ مجھکو ناخشنود کرتا ہے جسکی وجہ سے وہ مجھ سے محروم ہوا ہے"

قبولیت اعمال کے موانع

اسلامی روایات میں (اعمال کے بلند ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والے موانع) اور (اللہ کی بارگاہ میں اعمال پہنچانے کے اسباب) کا تذکرہ موجود ہے:

ان دونوں چیزوں کا انسان کے عمل سے براہ رست تعلق ہے مگر یہ کہ (موانع) اعمال کے اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں، اور (اسباب) اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے میں مددگار ہوتے ہیں:

ہم ذیل میں (موانع) کے متعلق اسلامی روایات میں وارد ہونے والے ایک نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اسباب کے سلسلہ میں بھی ایک ہی نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اس مسئلہ کی اسلامی ثقافت وتربیت میں زیادہ اہمیت ہونے کی غرض سے اسکی تفصیل وتشریح

---

[1] معانی الاخبار صفحہ/۲۷۱۔

[2] اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۳۷۳۔

ایک مناسب موقع کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

صعوداعمال کے موانع (اسباب)

شیخ ابوجعفر محمد بن احمد بن علی قمی ساکن ری نے اپنی کتاب "المنبئ عن زھدا لنبی" عبدالواحد سے اورانھوں نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے: ان کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کیا: میرے لئے ایک ایسی حدیث بیان فرمادیجئے جس کو آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو اور حفظ کیا ہو انھوں نے کہا ٹھیک ہے پھر معاذ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو اس وقت مجھ سے یہ حدیث نقل فرمائی جب میں ان کے پاس کھڑا ہوا تھا:

"بینا نسیراذ رفع بصره الی السماء فقال:الحمدلله الذی یقضی فی خلقه ماأحبّ، ثم قال:یامعاذ، قلت:لبیك یارسول الله وسید المؤمنین قال: یا معاذ، قلت، لبیك یارسول الله امام الخیرونبی الرحمة فقال:احدثك شیئاًماحدّث به نبی امته ان حفظته نفعك عیشك، وان سمعته ولم تحفظه انقطعت حجتك عندالله، ثم قال:انّ الله خلق سبع أملاك قبل ان یخلق السماوات فجعل فی کل سماء ملکاًقدجللها بعظمته، وجعل علیٰ کل باب من ابواب السماوات ملکاًبواباً، فتکتب الحفظة عمل العبد من حین یصبح الی حین یمسی، ثم ترتفع الحفظة بعمله وله نور کنور الشمس حتّی اذابلغ سماء الدنیا فتزکیه وتکثره فیقول الملك:قفوا واضربوابهذاالعمل وجه صاحبه، انامَلك الغیبة،فمن اغتاب لاادع عمله یجاوزنی الیٰ غیری، امرنی بذالك ربی۔

قال:ثم تجیء الحفظة من الغدومعهم عمل صالح، فتمّر به فتزکیه وتکثره حتّی تبلغ السماء الثانیة، فیقول الملك الذی فیالسماء الثانیة:قفوا واضربواهذ االعمل وجه صاحبه انّما اراد بهذاعرض الدنیا، اناصاحب الدنیا، لاادع عمله یتجاوزنی الیٰ غیری۔

قال:ثم تصعد الحفظة بعمل العبدمبتهجابصدقة وصلاة فتتعجب به الحفظة، وتجاوز به الیٰ السماء الثالثة، فیقول الملك:قفوا واضربوا هذاالعمل وجه صاحبه وظهره، أنامَلك صاحب الکبر، فیقول:انه عمل وتکبّرعلی الناس فی مجالسهم،امرنی ربی أن لاأدع عمله یتجاوزنی الیٰ غیری۔

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد یزهرکالکوکب الدری فی السماء، له دوی بالتسبیح والصوم والحج، فتمّر به الی السماء الرابعة فیقول له الملك:قفوا واضربوا بهذا العمل وجه صاحبه وبطنه، انامَلك العُجب، انه کان یعجب بنفسه انه عمل وادخل نفسه العُجب، امرنی ربّی ان لاادع عمله یتجاوزنی الیٰ غیری۔

قال وتصعد الحفظة بعمل العبدکالعروس المزفوفة الی اهلها، فتمرّ به الی ملك السماء

الخامسة بالجهاد والصلاة (والصدقة)مابين الصلاتين، ولذلك العمل رنين كرنين الابل وعليه ضوء كضوء الشمس، فيقول الملك:قفوا انا ملك الحسد، واضربوا بهذا العمل وجه صاحبه، واحملوه علیٰ عاتقه، انه كان يحسد مَنْ يتعلم اويعمل لله بطاعته، واذا رایٰ لاحد فضلاًفی العمل والعبادة حسده ووقع فيه، فيحمله علیٰ عاتقه ويلعنه عمله۔

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد من صلاة وزكاة وحج وعمرة، فيتجاوزون به الی السماء السادسة، فيقول الملك:قفوا اناصاحب الرحمة واضربوا بهذاالعمل وجه صاحبه، واطمسوا عينيه لانّ صاحبه لم يرحم شيئاًاذا اصاب عبداًمن عبادالله ذنب للاخرة اوضرّ فی الدنيا شمت به، امرنی به ربی ان لاادع عمله يجاوزنی۔

قال وتصعد الحفظةبعمل العبد بفقه واجتهاد وورع وله صوت كالرعد، وضوء كضوء البرق، ومعه ثلاثة آلاف ملك، فتمرّبه الی ملك السماء السابعة، فيقول الملك:قفوا واضربوا بهذاالعمل وجه صاحبه انا ملك الحجاب احجب كل عمل ليس لله، انّه اراد رفعة عندالقُوّاد، وذكراً فی المجالس وصيتاًفی المدائن، امرنی ربی ان لاادع عمله يتجاوزنی الی غيری مالم يكن الله خالصاً۔

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد مبتهجاً به من صلاة وزكاة وصيام وحج وعُمرة وحسن الخلق وصمت وذكر كثير، تشيعه ملائكة السماوات والملائكة السبعة بجماعتهم، فيطئأُون الحجب كلّها حتیٰ يقوموابين يديه سبحانه، فيشهدواله بعمل ودعاء فيقول:انتم حفظة عمل عبدی، وانا رقيب علیٰ مافی نفسه انه لم يردنی بهذا العمل۔ وعليه لعنتی فيقول الملائكة:عليه لعنتك ولعنتنا قال :ثم بكیٰ معاذقال:قلت:يارسول الله، ماا عمل واخلص فيه ؟قال:اقتد بنبيك يامعاذفی اليقين قال:قلت انت رسول الله وانامعاذ قال:وان كان فی عملك تقصير يامعاذ فاقطع لسانك عن اخوانك وعن حملة القرآن، ولتكن ذنوبك عليك لا تحملهاعلیٰ اخوانك، ولاتزك نفسك بتذميم اخوانك، ولاترفع نفسك بوضع اخوانك، ولاتراء بعملك، ولاتدخل من الدنيافی الآخرة، ولا تفحش فی مجلسك لكی يحذروك لسوء خلقك ولاتناج مع رجل وانت مع آخر، ولا تعظم علی الناس فتنقطع عنك خيرات الدنيا، ولاتمزق الناس فتمزقك كلاب اهل النار، قال الله تعالیٰ:"وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا"[1]افتدری ماالناشطات ؟انها كلاب اهل النار تنشط اللحم واعظم قلت:ومن يطيق هذه الخصال ؟قال:يامعاذ، انه يسير علیٰ من يسّره الله تعالیٰ عليه

[1] سورۂ نازعات آیت/ ۲۔

قال:ومارایت معاذاً یکثر تلاوۃ القرآن کما یکثر تلاوۃ ھذا الحدیث[1]۔

”انھوں نے فرمایا: ہم راستہ چلے جارہے تھے تو انھوں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لاشریک کے لئے ہیں وہ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پھر انھوں نے کہا: اے معاذ۔

میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے سردار۔ فرمایا: اے معاذ میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ خیر کے امام اور نبی رحمت، انھوں نے کہا میں تم سے ایک حدیث نقل کررہا ہوں جیسی کسی نبی نے اپنی امت سے نقل نے کی ہو اگر تم اس کو حفظ کروگے تو زندگی میں مستفید ہوگے اگر سن کر حفظ نہیں کروگے تو تم پر خداوند عالم کی حجت تمام ہوجائے گی۔ پھر انھوں نے کہا کہ خداوند عالم نے آسمانوں کی خلقت سے پہلے سات فرشتے خلق کئے تو ہر اس آسمان میں ایک فرشتہ معین کیا جس کو اپنی عظمت کے ذریعہ مکرم فرمایا آسمانوں کے ہر دروازے پر ایک نگہبان فرشتہ معین فرمایا تو وہ انسان کے اعمال نامہ میں اس بندہ کا صبح سے شام تک کا عمل لکھتے ہیں پھر یہ لکھنے والے فرشتے اس کے اعمال نامہ کو لے کر اوپر جاتے ہیں اس کی روشنی دھوپ کے مانند ہوتی ہے یہاں تک کہ جب وہ آسمان دنیا پر پہنچتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کو پاک وصاف وشفاف اور زیادہ کردیتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو میں غیبت کا فرشتہ ہوں جو غیبت کرتا ہے میں اس کے عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہیں پہنچنے دوں گا میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگلے دن یہ نامۂ اعمال، عمل صالح کے ساتھ تزکیہ اور زیادہ ہونے کی صورت میں دوسرے آسمان تک پہنچتا ہے، تو دوسرے آسمان والا نگہبان فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو

اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو چونکہ اس نے اس عمل کے ذریعہ اپنے کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور میں صاحب دنیا ہوں لہٰذا میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہیں جانے دونگا۔

فرمایا: پھر وہ لکھنے والے اس نامۂ اعمال کو صدقہ اور نماز سے پُر، خوشی خوشی اوپر لیجاتے ہیں اور وہ تیسرے آسمان سے عبور کرجاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ اور پیٹھ پر ماردو میں صاحب کبر کا فرشتہ ہوں وہ کہے گا: اس نے اس عمل کے ذریعہ لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر تکبر کیا میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ پہنچنے دوں۔

---

[1] ہم نے یہ طویل حدیث کتاب عدۃ الداعی کے صفحہ ۲۲۸۔۲۳۰ سے نقل کی ہے، اور اس کتاب میں اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ: سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول: ''وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاہُ ھَبَاءً مَنْثُوراً'' سورۂ فرقان آیت/ ۲۳ ”پھر ہم انکے اعمال کی طرف توجہ کریں گے اور سب کو اڑتے ہوئے خاک کے ذروں کے مانند بنادیں گے“ کے سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر انکے اعمال قباطی سے بھی زیادہ سفید (بہت زیادہ نورانی) رہے ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے کسی حرام چیز کو پیش کیا جاتا تھا تو اسکو ترک نہیں کرتے تھے“ مرآۃ العقول میں آیا ہے: مذکورہ مطلب میں اس بات کی دلالت ہے کہ کھلم کھلا گناہ کرنے سے نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں اور احباط کا مطلب یہ ہے کہ اچھائیوں پر ثواب نہ ملنا اسکے بالمقابل تکفیر ہے یعنی کسی برائی پر عذاب نہ ملنا۔

فرمایا: یہ نامۂ اعمال بندہ کے اس عمل کی وجہ سے جس میں تسبیح، روزہ اور حج ہوگا ان کے ذریعہ آسمان میں کوکب دری کی طرح روشن ہوکر چوتھے آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ اس سے کہے گا: اس عمل کو صاحب عمل کے منھ اور پیٹ پر ماردو، میں عُجب کا فرشتہ ہوں وہ اپنے نفس میں اس عمل کے ذریعہ عجب کرتا تھا اور اس کے نفس میں عُجب داخل ہو گیا ہے؛ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ یہ عمل میرے علاوہ کسی اور تک نہ پہنچنے پائے۔

فرمایا: یہ نامۂ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ اپنے شوہر کے گھر کی طرف جانے والی دُلہن کے مانند جہاد، نماز اور دو نمازوں کے درمیان دئے جانے والے صدقہ سے پانچویں آسمان سے گذرجائیگا یہ اونٹ کی طرح آواز بلند کررہا ہوگا اور آفتاب کی طرح روشن ہوگا، پس فرشتہ کہے گا: ٹھہرو میں حسد کا فرشتہ ہوں اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو اور اس کے کاندھوں پر رکھ دو؛ یہ طالب علم اور اللہ کی اطاعت کرنے والے سے حسد کرتا تھا اور جب بھی یہ عمل اور عبادت میں کسی اور کو اپنے سے برتر دیکھتا تھا تو اس سے حسد کرتا تھا لہٰذا اس عمل کو اسی کے کاندھوں پر رکھ دو اور اس کا عمل اس پر لعنت کریگا۔

فرمایا: وہ نامۂ اعمال نماز، زکات، حج اور عمرہ کے ذریعہ چھٹے آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ کہے گا: ٹھہرو میں صاحب رحمت ہوں اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو اور اس کی آنکھوں کو بے نور کردو چونکہ اس شخص نے ذرہ برابر رحم نہیں کیا جب اللہ کا کوئی بندہ اُخروی گناہ یا دنیوی مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس کی شماتت کی جاتی ہے۔

فرمایا: یہ نامۂ اعمال بندہ کے فقہ، اجتہاد اور ورع و پرہیزگاری کے ذریعہ جو بجلی کی طرح کڑک رہا ہوگا، برق کی طرح اس کی روشنی ہوگی اور اس کے تین ہزار فرشتے ہوں گے یہ ساتویں آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ کہے گا: ٹھہرو اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو میں حجاب کا فرشتہ ہوں اس نے جو عمل اللہ کیلئے نہیں تھا اس کو چھپایا؛ اس نے رہنماؤں کی نظر میں بلند مرتبہ، نشستوں میں اپنے تذکرہ اور شہروں میں اپنی شہرت کی تمنّا کی تھی، میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جو عمل خالص اللہ کے لئے نہ ہو اس کو میں اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ جانے دوں۔

فرمایا: یہ نامۂ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ خوشی خوشی جس میں نماز، زکات، روزے، حج، عمرہ، حُسن خلق، صمت و وقار اور ذکر کثیر ہوگا آگے بڑھے گا جس کے ساتھ آسمان و زمین کے ملائکہ ہوں گے جو تمام پردوں کو روندھ دیتے ہیں یہاں تک کہ پروردگار عالم کے سامنے جا کھڑے ہوں گے اور وہ سب اس بندہ کے اس عمل اور دعا کی گواہی دیں گے پس پروردگار آواز دے گا: تم نے میرے بندہ کا یہ نامۂ اعمال لکھا ہے اور میں بذات خود اس کا دیکھنے والا ہوں۔ اس عمل کو میرے پاس نہ لاؤ اس پر میری لعنت ہے۔ تو ملائکہ کہیں گے: اس پر تیری اور ہم سب کی لعنت ہے۔

فرمایا: پھر معاذ گریہ کرنے لگے۔

معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں کیسے خالص عمل انجام دوں؟

فرمایا: اے معاذ تم یقین میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کرو۔

معاذ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رسول خدا ہیں اور میں معاذ ہوں۔

فرمایا: اگر تمہارے عمل میں کوئی کوتاہی ہے تو تم اپنے برادران کی غیبت کرنے سے پرہیز کرو قرآن کے حاملین کے سلسلہ میں اپنی زبان بند رکھو تمہارے گناہوں کا بوجھ تمہارے بھائیوں پر نہیں پڑنا چاہئے، اپنے بھائیوں کی برائی کر کے خود کو بہتر مت سمجھو، اپنے بھائیوں کی توہین کر کے خود کو بلند مرتبہ مت سمجھو، ریا کاری نہ کرو، دنیا کے ذریعہ آخرت میں داخل نہ ہو اگر تم کسی سے سرگوشی کر رہے ہو تو دوسرے شخص کے ساتھ اسی حال میں سرگوشی مت کرو، لوگوں پر بوجھ مت بنو کہ تم سے دنیا کی بھلائیاں روگردانی کر جائیں، لوگوں میں تفرقہ نہ پیدا کرو ورنہ جہنم کے کتے تم کو پاش پاش کر ڈالیں گے خداوند عالم کا فرمان ہے: ''وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطاً'' ''اور آسانی سے کھول دینے والے ہیں'' کیا تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہے؟ یہ جہنم کے کتے ہیں جو گوشت اور ہڈیوں کو کھا جاتے ہیں۔

معاذ نے عرض کیا: ان خصلتوں کی کس میں طاقت ہے؟

فرمایا: اے معاذ یہ اس شخص کیلئے بہت آسان ہیں جن کیلئے خداوند عالم ان کو آسان کر دیا ہے

فرمایا: میں نے معاذ کو اتنی زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے نہیں دیکھا جتنی وہ اس حدیث کی تلاوت کرتے تھے"

اعمال کو اللہ تک پہنچانے والے اسباب

موانع کے بالمقابل کچھ ایسے اسباب ہیں کہ جب اعمال اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو وہ اسباب جو انسان کے اعمال کو اللہ کی بارگاہ تک پہنچاتے ہیں اور یہ اسباب، موانع کے بالمقابل ہیں: ان اسباب کا روایت نبوی میں تذکرہ موجود ہے جن کو ہم علامہ مجلسی کی نقل روایت کے مطابق جس کو انھوں نے امالی شیخ صدوق سے بحار الانوار میں نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں:

شیخ صدوق نے ((امالی)) میں سعید بن مسیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن سمرہ سے نقل کیا ہے: (ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا:

فقال:انی رایت البارحة عجائب، قال:فقلنا:یارسول الله، ومار آیت ؟ حدّثنا به فداك انفسناواهلوناواولادنا ؟فقال:رآیت رجلاً من اُمتی وقد آتاه ملك الموت لیقبض روحه، فجاء ه برّه بوالدیه فمنعه منه۔

ورآیت رجلاً من اُمتی قدبسط علیه عذاب القبر، فجاءَه وضوؤه فمنعه منه۔

ورآیت رجلاً من اُمتی قداحتوشته الشیاطین، فجاءَه ذکرُالله عزّوجلّ فنجّاه من بینهم۔

ورأیت رجلاً من اُمتی والنبیّون حلقاً کلما اتیٰ حلقة طردوه، فجاءَ ه اغتساله من الجنابة فاخذبیده فأجلسه الی جنبهم۔

ورأیت رجلاً من اُمتی بین یدیه ظلمة ومن خلفه ظلمة وعن یمینه ظلمة وعن شماله ظلمة

ومن تحته ظلمة مستنقعاً في الظلمة، فجاءه حجه وعمرته فأخرجاه من الظلمة وادخلاه النور۔

ورأيت رجلاً من أُمتي يُكلّم المؤمنين فلايُكلمونه، فجاءَ ه صلته للرحم فقال: يامعشر المؤمنين، كلّموه فانّه كان واصلاً لرحمه، فكلمه المؤمنون وصافحوه وكان معهم۔

ورأيت رجلاً من اُمتي تقي وجهه النيران و شررها بيده ووجهه، فجاء ته صدقته فكانت ظلّاً علىٰ راسه وستراً علىٰ وجهه۔

ورأيت رجلاً من اُمتي قد اخذ ته الزبانية من كل مكان فجاء ه امره بالمعروف ونهيه عن المنكر فخلّصاه من بينهم وجعلاه مع ملائكة الرحمة۔

ورأيت رجلاً من اُمتي جاثياً علىٰ ركبتيه بينه وبين رحمة الله حجاب فجاء ه حسن خلقه فأخذ بيده فأدخله في رحمة الله۔

ورأيت رجلاً من اُمتي قد هوت صحيفته قبل شماله فجاءَ ه خوفه من الله عزّ وجلّ فأخذ صحيفته فجعلها في يمينه۔

ورأيت رجلاً من اُمتي قد خفت موازينه، فجاءَ ه افراطه فثقلوا موازينه۔

ورأيت رجلاً من اُمتي قائماً علىٰ شفير جهنم، فجاءَ ه رجاءَ ه في الله عزّو جلّ فاستنقذه بذالك۔

ورأيت رجلاً من اُمتي قد هوىٰ في النار فجاءَ ته دموعه التي بكىٰ من خشية الله فاستخرجته من ذلك۔

ورأيت رجلاً من اُمتي علىٰ الصراط يرتعد كما ترتعد السعفة في يوم ريح عاصف فجاءَ ه حسن ظنه بالله فسكن رعدته ومضىٰ على الصراط۔

ورايت رجلاً من اُمتي علىٰ الصراط يزحف احياناًو يحبو احياناًو يتعلق احياناً فجاءَ ته صلاته عليه فأقامته علىٰ قدميه ومضىٰ علىٰ الصراط۔

ورأيت رجلاً من اُمتي انتهىٰ الیٰ ابواب الجنة كلما انتهىٰ الیٰ باب اُغلق دونه، فجاء ته شهادة ان لا اله الّا الله صادقاً بها، ففتحت له الابواب ودخل الجنة۔" [1]

"میں نے متعدد عجائبات کا مشاہدہ کیا ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ نے کن کن عجائبات کا مشاہدہ فرمایا؟ میری جان آپ پر فدا ہو ذرا ان عجائبات کی ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے تفسیر تو فرما دیجیے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی امت میں سے

[1] بحارالانوار جلد ۷ صفحہ/ ۲۹۰۔۲۹۱۔

ایک شخص کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہے تو وہ فرشتہ اس (شخص) کی اپنے والدین کے ساتھ نیکیوں کی وجہ سے اس کی روح قبض نہ کرسکا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کو شیاطین نے ڈرا رکھا تھا تو اللہ عزوجل کے تذکرہ نے اس کو ان شیاطین سے نجات دلائی۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے پیاسے شخص کو دیکھا کہ جب بھی وہ پانی کے حوض پر پانی پینے کی غرض سے پہنچتا تھا تو اس کو پانی پینے نہیں دیا جاتا تھا تو ماہ رمضان کے روزوں نے آکر اس کو سیراب کیا گیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاءعلیہم السلام حلقہ، حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں تو جب بھی یہ شخص حلقہ کے پاس پہنچتا تھا تو اس کو نزدیک آنے سے منع کر دیا جاتا تھا، لیکن جب وہ غسل جنابت کر کے آیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بیٹھایا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جسکے آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اس کے نیچے کی طرف تاریکی ہی تاریکی تھی اور وہ اس تاریکی کے سبب جانکنی کے عالم میں تھا تو اس کے انجام دئے ہوئے حج وعمرہ نے آکر اس کی جان بچائی اور تاریکی سے نکال کر روشنی میں داخل کیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ مومنین سے کلام کرتا ہے لیکن مومنین اس سے بات نہیں کرتے ہیں۔ تو اس شخص کے صلۂ رحم نے کہا اے مومنو اس سے کلام کرو کیونکہ اس نے صلۂ رحم انجام دیا ہے تو مومنوں نے اس سے کلام کیا، مصافحہ کیا گویا کہ وہ ان کے ساتھ تھا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ اور چہرہ آگ کی سوزش سے جل رہے تھے تو اس کے دئے ہوئے صدقہ نے اس کے سر پر آکر سایہ کیا اور اس کے چہرے کو چھپالیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کی ہر جگہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے تو اس کے کئے ہوئے امر با لمعروف اور نہی عن المنکر نے اس کو ان شعلوں سے نجات دلائی اور اس کے لئے رحمت کے فرشتہ مقرر فرمائے۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو گھٹنیوں کے بھل چل رہا تھا اور اس کے اور اللہ کی رحمت کے درمیان پر دے حائل ہو گئے تھے تو اس کے حسن خلق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی رحمت میں داخل کیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا تو اللہ کے خوف نے اس کا وہ نا مۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ سے لے کر اس کے دائیں ہاتھ میں دیدیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے اعمال کا پلڑا بہت ہلکا تھا تو اس کے دوسروں کو سیراب کرنے نے اس کو وزنی بنایا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کے پاس کھڑے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے امید نے اس کو جہنم سے نجات دلائی۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کی آگ میں جلتے دیکھا تو اس کے وہ آنسو جو اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے جاری ہوئے تھے انھوں نے اس کو جہنم کی آگ سے نکالا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو صراط پر دیکھا جو سخت آندھیوں میں خرمہ کے درخت کی شاخ کی طرح ہل رہا تھا تو اس کے اللہ سے حسن ظن نے اس کو ہلنے سے روکا اور وہ صراط سے گذر گیا۔

میں نے اپنی امت میں سے پل صراط پر ایک ایسے شخص کو دیکھا جو آگے بڑھنے کے لئے اپنے چاروں ہاتھ پیر مار رہا تھا اور کبھی اپنے کو کھینچے جارہا تھا اور کبھی اس پر لٹک رہا تھا تو اس کی نماز نے آکر اس کے قدموں پر کھڑا کیا اور پل صراط سے گذارا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس پر جنت کے تمام دروازے بند ہو گئے تھے تو اس کی ''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ'' کی گواہی نے اس کی تصدیق کی تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے اور وہ جنت میں چلا گیا۔

جن چیزوں کو اللہ سے دعا کرتے وقت انجام دینا چاہئے

اب ہم ان (وسائل) اسباب کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہیں جن کو دعا کرتے وقت انجام دنیا چاہئے۔

پروردگار عالم کا فرمان ہے کہ ہم اس سے وسیلہ کے ذریعہ دعا کریں:

ارشاد خداوند عالم ہے:

''أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ'' [1]

''یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں''

''يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ'' [2]

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو''

خداوند عالم نے یہ وسائل ان بندوں کے لئے قرار دئے ہیں جن کے اعمال اور دعائیں اللہ کی رحمت تک پہنچنے سے عاجز ہیں اور وہ (خدا) ارحم الراحمین ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

''اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ'' [3]

''پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے''

---

[1] سورۂ اسرا آیت/ ۵۷۔

[2] سورۂ مائدہ آیت/ ۳۵۔

[3] سورہ فاطر آیت ۱۰۔

بیشک انسانی حیات میں کلمۂ طیب اور عمل صالح ہے۔

''کلم الطیّب'' سے مراد انسان کا اللہ پر ایمان رکھنا، اخلاص، اُس (خدا) پر اعتماد رکھنا، اس سے امید رکھنا، اس سے دعا کرنا اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑانا اور گریہ وزاری کرنا ہے۔

عمل صالح سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی انسانیت قائم ہوتی ہے اور وہ ایمان، اخلاص، اعتماد اور امید ہے۔

اور ''کلم الطیب'' ''خوشگوار گفتگو'' قرآن کی تصریح کی رو سے خداوندعالم کی جانب چلی جاتی ہے لیکن قرآن ہی کی صراحت کی بنا پر اس خوشگوار گفتگو کو خداوندعالم کی جانب نیک عمل ہی لے جاتا ہے۔

اگر عمل صالح نہ ہو تو ''کلم الطیب'' اللہ تک نہیں پہنچ سکتا، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ (عمل صالح) عاجز اور کمزور ہوتا ہے اور اس میں ''کلم الطیب'' کو اللہ تک پہنچانے کی طاقت وقدرت نہیں ہوتی لہٰذا ایسی صورت میں نہ تو انسان کی دعا اللہ تک پہنچتی ہے اور نہ ہی اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

اللہ نے انسان کی زندگی میں اس کے ہاتھوں میں کچھ ایسے وسائل دیدئے ہیں جن کے ذریعہ وہ خداوندعالم تک پہنچ سکتا ہے اگر یہ وسائل واسباب نہ ہوں تو انسان کے لئے اس کی دعا اور فریاد کے اللہ تک پہنچنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

یہی وہ وسائل واسباب ہیں جن کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ ان ہی وسائل میں سے رسول اللہ کا اپنی امت کے لئے دعا اور استغفار کرنا ہے۔ خداوندعالم کا ارشاد ہے:

'وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْكَ فَاسْتَغْفِرُوْا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللهَ تَوَّابًا رَحِيْماً' [1]

''اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے تو خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے''

قرآن کریم کی یہ آیت صاف طور پر یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مومنین کے لئے استغفار کرنا ان وسائل میں سے ہے جن میں پروردگار عالم اپنے بندوں کو اس چیز کی رغبت دلاتا ہے جو دعا اور استغفار میں ان کے لئے وسیلہ قرار پائے۔

جو کچھ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان کی حیات طیبہ میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مومنین کے لئے خدا سے استغفار کیا ہے وہ وفات کے بعد استغفار نہیں کر سکتے نہیں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں۔

---

[1] سورۂ نساء آیت/ ۶۴۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کرنا

اسلامی روایات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کے لئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

داؤ وبرقی سے مروی ہے: "إِنِّي كنت اسمع اباعبد الله ؑ اكثر مايلحّ في الدعاء على الله بحقّ الخمسة، يعني رسول الله، و امير المؤ منين، و فاطمة، و الحسن، و الحسين" [1]

"میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو دعا میں اکثر پنجتن پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے دیکھا ہے یعنی رسول اللہ، امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام"

سماعہ سے مروی ہے: مجھ سے ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اے سماعہ جب تمھیں خداوند عالم سے کوئی سوال درپیش ہوتو اس طرح کہو:

"اللهم انّي أسالك بحقّ محمّد وعلي فانّ لهما عندك شأناًمن الشأن وقدراًمن القدر، وبحقّ ذلك القدر ان تُصلّيَ على محمّد وآل محمّد وان تفعل بي كذا و كذا" [2]

"پروردگارا میں تجھ کو محمد اور علی کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جن کا تیرے نزدیک بلند و بالا مقام ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر تو محمد وآل محمد پر درود بھیج اور میرے لئے ایسا ایسا انجام دے"

دعائے کمیل کے ذریعہ اللہ تک رسائی کے وسائل

ہم دعائے کمیل میں ان وسائل کا مشاہدہ کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے امیر المومنین دعا میں خداوند عالم سے متوسل ہوئے ہیں۔

یہ وسائل دعا کے دوسرے حصہ میں بیان ہوئے ہیں جن کو امیر المومنین علیہ السلام نے خداوند عالم سے دعا اور حاجتوں کو پیش کرنے سے پہلے مدنظر رکھا ہے۔ اس دعائے شریف میں بیان فرمایا ہے ان کو بیان کرنے سے پہلے ہم اس دعائے کمیل کا مختصر سا خاکہ بیان کرتے ہیں، اور جن بلند افکار پر یہ دعا مشتمل ہے ان کو بیان کریں گے نیز اس کی بھی وضاحت کریں گے کہ آپ نے اس دعا میں ان بلند افکار کے مابین کن طریقوں سے استفادہ فرمایا ہے۔

کیونکہ ائمہ سے منقول مشہور ادعیہ کی ہر عبارت کے معین افکار اور منظم اسلوب نیز دعا کے آغاز اور اختتام کی مخصوص روش ہے۔

معروف ادعیہ میں سے ہر دعا کی ایک مخصوص شکل ہے ان کیفیات کے مطالعہ سے ہمیں یہ استفادہ ہوتا ہے کہ دعا کی روش نیز

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۳۹، حدیث/ ۸۸۴۴۔
[2] عدۃ الداعی صفحہ/ ۳۸۔

خداوندعالم سے مناجات کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

ہر دعا کے لئے بلند وبالا اور بنیادی فکر ہے، افکار کا مجموعہ اسی فکر سے پرورش پاتا ہے، یہ بنیادی مطلب ہے اور دوسرے مطالب کا مجموعہ اسی اساسی مطلب سے پرورش پاتا ہے،سوال کرنے کا طریقہ اورسوال کرنے اورختم کرنے کے اسلوب وطریقوں کو بتاتا ہے۔

اگر علمانے اس مسئلہ کوبطور کافی ووافی بیان کیا ہوتا تو اس سے مفید نتائج کا اخراج کرتے۔

اب ہم دعائے کمیل کے سلسلہ میں اس کے بنیادی افکار اور کیفیت کے متعلق بیان کرتے ہیں:

دعاکمیل کی عام تقسیم

دعائے کمیل مومنین کے درمیان بڑی مشہور ومعروف ہے جس کومومنین ہر شب جمعہ کو پڑھا کرتے ہیں، اور اس کو کبھی تنہااور کبھی ایک ساتھ مل کر بھی پڑھا کرتے ہیں۔

یہ دعا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منسوب ہے جوآپ نے کمیل بن زیاد نخعی کوتعلیم فرمائی تھی اسی طرح یہ دعاایک نسل کے بعد دوسری نسل میں مومنین تک پہنچتی رہی ہے۔

یہ دعاعبودیت،فروتنی وانکساری کے مفاہیم کے لحاظ سے بیش بہاخزانہ نیز زندہ اشکال میں تضرع ،فریادخواہی نیزتوبہ اورانابہ کاموجیں مارتا سمندر ہے۔

ہم اس دعاء میں بیان شدہ تمام مطالب ومفاہیم کی تشریح کرنانہیں چاہتے چونکہ یہ طولانی بحثیں ہیں انشاءاللہ اگرموقع ملا، قسمت نے ساتھ دیااوراسباب بھی پیداہوگئےتوضروران مطالب کی تشریح کریں گے۔

لیکن اب ہم صرف اس دعا کی کیفیت کی وضاحت کرتے ہیں یہ دعا تین مخصوص مرحلوں پر مشتمل ہے اور ہر مرحلہ آنے والے مرحلہ میں شمار ہوتا ہے ان تمام باتوں کی اساس وبنیاددعا کی کیفیت سے درک ہوتی ہے یہ ہمارے دعا پڑھنے،اس میں بیان ہو نے والے مفاہیم وافکار کے سلسلہ میں غور وفکر کرنے اوران سے متاثر ہونے میں ہماری بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔

شاید پروردگار عالم اس جہدوکوشش کوان مومنین کے لئے نفع بخش اورمفید قرار دے جنھوں نے اس دعا کو پڑھنے کی اپنی عادت بنالی ہے۔

تصمیم دعا کی فکر

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ دعا تین مرحلوں پر مشتمل ہے:

پہلامرحلہ: جودعاکے شروع کرنے کے حکم میں ہے جس میں دعا کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں کھڑاہوکر دعا کرتا ہے۔گڑاگڑاتا ہے اور خدا سے مانگتا ہے، چونکہ گناہ انسان اور اللہ کے درمیان حائل ہوکر دعا کو مقید کر دیتے ہیں اور اگر بندہ خدا کے سامنے کھڑے ہوکر

دعا کرنے کا موقف اپناتا ہے تو اس کے لئے اس پہلے مرحلہ کی رعایت کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

اس مرحلہ (ابتدائے دعا) میں اللہ سے مانگنے، طلب کرنے کے طریقہ کی ابتداء بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک اللہ سے مغفرت طلب کرنا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَھْتِكُ الْعِصَمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ النِّقَمَ..."

"خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگا دیتے ہیں۔ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں"

یہ جملے مغفرت سے متعلق ہیں۔

اور دوسرے مرحلہ میں خدا کی یاد، شکر اور اسکا تقرب طلب کیا گیا ہے:

"وَاَسْاَلُكَ بِجُوْدِكَ اَنْ تُدْنِیَنِیْ مِنْ قُرْبِكَ وَاَنْ تُوْزِعَنِیْ شُكْرَكَ وَاَنْ تُلْھِمَنِیْ ذِكْرَكَ"

"تیرے کرم کے سہارے میرا سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنالے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما"

پہلے تو انسان کے لئے خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرنے کے لئے کھڑا ہونا ضروری ہے۔

جس کے نتیجہ میں خداوند عالم اسکے گناہوں کو معاف کریگا، اسکے دل سے پردے ہٹا دیگا۔

دوسرے خداوند عالم کا بندے کو اپنے سے قریب ہونے اسکا شکر کرنے اور اس کے دل میں تذکرہ کرنے کی اجازت دینا ضروری ہے۔

یہ دعا میں وارد ہونے کے ابتدائی فقرے ہیں۔

اسکا دوسرا فقرہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کو پیش کرنا اور اسکی طرف راغب ہونا ہے:

"اَللّٰھُمَّ وَاَسْأَلُكَ سُؤَالَ مَنْ اشْتَدَّتْ فَاَقَتُهُ وَاَنْزَلَ بِكَ عِنْدَ الشَّدَائِدِ حَاجَتَهُ وَعَظُمَ فِیْمَا عِنْدَكَ رَغْبَتُهُ"

"مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما خدایا میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو"

اللہ سے کوئی فرار نہیں کر سکتا اور نہ ہی خدا کے علاوہ بندے کی کوئی اور پناہگاہ ہے۔

یہ دو حقیقتیں ہیں:

الف۔ اللہ سے کوئی مفر نہیں ہے

"اَللّٰھُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُكَ وَعَلَا مَكَانُكَ وَخَفِیَ مَكْرُكَ وَظَھَرَ اَمْرُكَ وَ غَلَبَ قَھْرُكَ وَجَرَتْ

قُدْرَتُكَ وَلَا يُمْكِنُ الْفِرَارُ مِنْ حُكُومَتِكَ"

"خدایا تیری سلطنت عظیم، تیری منزلت بلند، تیری تدبیر مخفی، تیرا امر ظاہر، تیرا قہر غالب اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے"

ب: اللہ کے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے

"اَللّٰهُمَّ لَا أَجِدُ لِذُنُوبِي غَافِراً وَلَا لِقَبَائِحِي سَاتِراً، وَلَا لِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِيَ الْقَبِيحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيْرَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ"

"خدایا میرے گناہوں کے بخشنے والے، میرے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے"

یہ اس ابتدائی مرحلہ کا دوسرا فقرہ ہے اور اس مرحلہ کے تیسرے فقرے میں حضرت علی انسان کی مایوسی اور اس کی طویل شقاوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ عَظُمَ بَلَائِي وَ أَفْرَطَ بِي سُوءُ حَالِي، وَقَصُرَتْ بِي أَعْمَالِي، وَقَعَدَتْ بِي أَغْلَالِي، وَحَبَسَنِي عَنْ نَفْعِي بُعْدُ أَمَلِي وَخَدَعَتْنِي الدُّنْيَا بِغُرُورِهَا، وَنَفْسِي بِجِنَايَتِهَا وَمِطَالِي يَا سَيِّدِي"

"خدایا میری مصیبت عظیم ہے، میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے، میرے اعمال میں کوتاہی ہے، مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑ کر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز کی امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے اے میرے سردار"

اس بے بسی، رنج و غم اور شقاوت کے اسباب انسان کا عمل اور اس کی کوششیں ہیں لہٰذا وہ خداوندعالم سے دعا کرے کہ اس کے گناہوں کو معاف کر دے اور ان گناہوں کو اپنے اور دعا کے درمیان حائل نہ ہونے دے۔

"فَأَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ لَا يَحْجُبَ عَنْكَ دُعَائِي سُوءُ عَمَلِي وَفِعَالِي وَلَا تَفْضَحْنِي بِخَفِيِّ مَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنْ سِرِّي وَلَا تُعَاجِلْنِي بِالْعُقُوبَةِ عَلٰى مَا عَمِلْتُهُ فِي خَلَوَاتِي مِنْ سُوءِ فِعْلِي وَ إِسَائَتِي وَدَوَامِ تَفْرِيطِي وَجَهَالَتِي وَ كَثْرَةِ شَهَوَاتِي وَغَفْلَتِي"

"تجھے تیری عزت کا واسطہ۔ میری دعاؤں کو میری بداعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر برسرعام رسوا نہ ہونے پاؤں۔ میں نے تنہائیوں میں جو غلطیاں کی ہیں ان کی سزا فی الفور نہ ملنے پائے، چاہے وہ غلطیاں بدعملی کی شکل میں ہوں یا بے ادبی کی شکل میں۔ مسلسل کوتاہی ہو یا جہالت یا کثرت خواہشات و غفلت"

اس مرحلہ کے چوتھے فقرے میں ایک بہت بڑے مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بندہ کا اپنے نقصان اور مایوسی کے وقت خدا کے علاوہ اس کا کوئی ملجاو ماویٰ نہیں ہے:

"اِلٰهِیْ مَنْ لِیْ غَیْرُكَ اَسْاَلُهُ كَشْفَ ضُرِّیْ وَالنَّظَرَ فِیْ اَمْرِیْ"

"خدایا۔ پروردگار۔ میرے پاس تیرے علاوہ کون ہے جو میرے نقصانات کو دور کر سکے اور میرے معاملات پر توجہ فرما سکے"

اس مرحلہ کے پانچویں فقرے میں دو باتوں کا اعتراف کیا گیا ہے:

ا۔ گناہوں کا اعتراف۔

۲۔ اس چیز کا اعتراف کہ بندہ جب اللہ کے حدود و احکام کی مخالفت کرتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی میں غرق ہوجاتا ہے تو وہ خدا کے سامنے کوئی حجت پیش نہیں کرسکتا ہے۔

اس مرحلہ کے آخری اور چھٹے حصہ میں بندہ کا اپنے گناہوں، معصیت، ناامیدی شقاوت کا اعتراف کرنا ہے اور یہ اعلان کہ خدا سے کوئی فرار اختیار نہیں کرسکتا اور اسکے علاوہ بندہ کی کوئی پناہگاہ نہیں ہے، اور اللہ سے یہ درخواست کرنا کہ وہ بندے سے اس کے برے افعال، جرم و جرائم کا مواخذہ نہ کرے، اللہ کے سامنے گریہ وزاری اور اپنے مسکین ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد بندہ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے مولا کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، اس سے نادم ہے، انکساری کرتا ہے چونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار نہیں کیا جاسکتا ہے اور وہ اپنے نقصان اور رنج وغم کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے گڑگڑا نہیں سکتا ہے:

"وَقَدْ اَتَیْتُكَ یَااِلٰهِی بَعْدَ تَقْصِیْرِیْ وَاِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِیْ مُعْتَذِراً نَادِماً مُنْكَسِراً مُسْتَقِیْلاً مُنِیْباً مُقِرّاً مُذْعِناً مُعْتَرِفاً لَا اَجِدُ مَفَرّاً مِمَّا كَانَ مِنِّیْ وَلَا مَفْزَعاً اَتَوَجَّهُ اِلَیْهِ فِیْ اَمْرِیْ غَیْرَ قَبُوْلِكَ عُذْرِیْ وَاِدْخَالِكَ اِیَّایَ فِیْ سَعَةٍ رَحْمَتِكَ"

"اب میں ان تمام کوتاہیوں اور اپنے نفس پر تمام زیادتیوں کے بعد تیری بارگاہ میں ندامت انکساری، استغفار، انابت، اقرار، اذعان، اعتراف کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں کہ میرے پاس ان گناہوں سے بھاگنے کے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہے اور تیری قبولیت معذرت کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تو اپنی رحمت کاملہ میں داخل کرلے"

اس مقام پر یہ مرحلہ ختم ہوجاتا ہے۔

اور اس جملہ "وقد اتیتك" کے ذریعہ انسان خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا اور تضرع کرنے کا اعلان کرتا ہے۔

یہاں سے دعا کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اس مرحلہ میں امام علیہ السلام ان وسائل کا تذکرہ فرماتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ سے متوسل ہوا جاتا ہے اور ہمارے (مولف) نظریہ کے مطابق وہ چار وسائل ہیں:

پہلا وسیلہ: خداوندعالم کا اپنے بندوں پر فضل وکرم ورحمت اور ان سے محبت کرنا ہے:

"یَامَنْ بَدَاءَ خَلْقِیْ وَذِكْرِیْ وَتَرْبِیَتِیْ وَهَبْنِیْ لِاِبْتِدَاءِ كَرَمِكَ وَسَالِفِ بِرِّكَ بِیْ"

"اے میرے پیدا کرنے والے۔ اے میرے تربیت دینے والے۔ اے نیکی کرنے والے! اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ

احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے"

دوسراوسیلہ: ہماراخداوندعالم سے محبت (لولگانا) کرنااوراس کی وحدانیت کااقرار کرنا ہے:

"اَتُرَاكَ مُعَذِّبِيْ بِنَارِكَ بَعْدَ تَوْحِيْدِكَ وَبَعْدَ مَا انْطَوىٰ عَلَيْهِ قَلْبِيْ مِنْ مَعْرِفَتِكَ وَلَهِجَ بِهٖ لِسَانِيْ مِنْ ذِكْرِكَ وَاعْتَقَدَهُ ضَمِيْرِيْ مِنْ حُبِّكَ وَبَعْدَ صِدْقِ اعْتِرَافِيْ وَدُعَائِيْ خَاضِعًا لِرُبُوْبِيَّتِكَ"

"پروردگار! کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدۂ توحید کے بعد بھی تو مجھ پر عذاب نازل کرے، یا میرے دل میں اپنے معرفت کے باوجود مجھے موردعذاب قرار دے کہ میری زبان پر مسلسل تیراذکراور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔ میں صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں"

تیسراوسیلہ: ہماراعذاب کے تحمل کرنے میں کمزوری کا اعتراف ہے اپنی کھال کی کمزوری اور ہڈیوں کے ناتواں ہونے کا اقرار کرنا ہے:

"وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِيعَنْ قَلِيْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْيَا وَعُقُوْبَاتِهَا وَمَا يَجْرِيْ فِيْهَا مِنَ الْمَكَارِهِ عَلىٰ اَهْلِهَا عَلىٰ اَنَّ ذٰلِكَ بَلاَءٌ وَمَكْرُوْهٌ قَلِيْلٌ مَكْثُهُ يَسِيْرٌ بَقَائُهُ قَصِيْرٌ مُدَّتُهُ فَكَيْفَ اِحْتِمَالِيْ لِبَلاَءِ الاٰخِرَةِ وَجَلِيْلِ وَقُوْعِ الْمَكَارِهِ فِيْهَا ۔۔۔ اِلٰهِيْ وَرَبِّيْ وَسَيِّدِيْ لِاَيِّ الاُمُوْرِ اِلَيْكَ اَشْكُوْ وَلِمَا مِنْهَا اَضِجُّ وَاَبْكِيْ لِاَلِيْمِ الْعَذَابِ وَشِدَّتِهِ اَمْ لِطُوْلِ الْبَلاَءِ وَمُدَّتِهِ"

"پروردگار تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنیٰ سی سختی کو برداشت نہیں کرسکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔ تو میں ان آخرت کی بلاؤں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم ہیں۔۔۔ خدایا۔ پروردگارا۔ میرے سردار۔ میرے مولا! میں کس کس بات کی فریاد کروں اور کس کس کام کے لئے آہ وزاری اور گریہ وبکا کروں، قیامت کے دردناک عذاب اور اس کی شدت کے لئے یا اس کی طویل مصیبت اور دراز مدت کے لئے"

چوتھاوسیلہ: امام علیہ السلام نے اس دعا میں بیان فرمایا ہے وہ اس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی ہواور وہ پھر اپنے آقا کی پناہ اور اس کی مدد چاہتا ہو جب اسکے تمام راستہ بند ہو گئے ہوں اور اس کی اپنے مولا کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہ ہو۔

اس وسیلہ کی امام علیہ السلام ان کلمات میں عکاسی فرماتے ہیں:

"فَبِعِزَّتِكَ يَاسَيِّدِيْ وَمَوْلاَيَ اُقْسِمُ صَادِقًا لَئِنْ تَرَكْتَنِيْ نَاطِقًا لَاَضِجَّنَّ اِلَيْكَ بَيْنَ اَهْلِهَا ضَجِيْجَ الْاٰمِلِيْنَ وَلَاَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بُكَاءَ الْفَاقِدِيْنَ وَلَاُنَادِيَنَّكَ اَيْنَ كُنْتَ يَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَاغَايَةَ آمَالِ الْعَارِفِيْنَ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَاحَبِيْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِيْنَ وَيَااِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ"

"تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا ومولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا۔ اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور "عزیز گم کردہ" کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی

ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس۔ صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے"

یہاں پر اس دعائے شریفہ کے چاروں وسیلے پیش کرنے کے بعد دوسرا مرحلہ ختم ہوجاتا ہے جن کے ذریعہ بندہ اللہ سے دعا اور سوال کرنے کے لئے لولگاتا ہے۔

اب ہم اس دعائے شریفہ کے تیسرے مرحلہ کو پیش کرتے ہیں۔ (امام علیہ السلام ان چاروں وسیلوں سے اللہ سے متوسل ہونے کے بعد) جس میں امام علیہ السلام اپنی حاجات و مطالب کو یکے بعد دیگرے خدا کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں یہ تمام حاجتیں ایک پست نقطہ یعنی بندہ کی حیثیت اور اس کے عمل سے شروع ہوتی ہیں اور بلندترین نقطہ قمہ یعنی انسان کا اپنے آقا کی رحمت کے سلسلہ میں وسیع شوق پر ختم ہوتی ہیں۔

ہم پستی کے مقام پر اس طرح پڑھتے ہیں:

"اَنْ تَهَبَ لِيفِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُهُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ قَبِيْحٍ اَسْرَرْتُهُ"

" مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کردے۔ میرے سارے جرائم، سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں۔۔۔"

اور بلند نظری کے سلسلہ میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں:

"وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَحْسَنِ عَبِيْدِكَ نَصِيْباً عِنْدَكَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْكَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَّدَيْكَ"

اور مجھے بہترین حصہ پانے والا، قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا"

اور جن حاجتوں کو امام علیہ السلام نے ان فقروں میں بیان فرمایا ہے ان کے چار گروہ ہیں۔

ا۔ پہلا گروہ: خداوند عالم ہم کو بخش دے اور ہم سے ہمارے گناہوں کا مواخذہ نہ کرے ہماری برائیوں سے درگذر فرما ہمارے جرم اور جن برائیوں کا ہم نے ارتکاب کیا ان کو معاف فرما:

"اَنْ تَهَبَ لِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُهُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ قَبِيْحٍ اَسْرَرْتُهُ وَكُلَّ جَهْلٍ عَمِلْتُهُ كَتَمْتُهُ اَوْ اَعْلَنْتُهُ اَخْفَيْتُهُ اَوْ اَظْهَرْتُهُ وَكُلَّ سَيِّئَةٍ اَمَرْتَ بِاِثْبَاتِهَا الْكِرَامَ الْكَاتِبِيْنَ الَّذِيْنَ وَكَّلْتَهُمْ بِحِفْظِ مَا يَكُوْنُ مِنِّيْ وَجَعَلْتَهُمْ شُهُوْداً عَلَيَّ مَعَ جَوَارِحِيْ"

" مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کردے۔ میرے سارے جرائم، سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں اور ساری جہالتیں جن کو میں نے خفیہ طریقہ سے یا علی الاعلان چھپا کر یا ظاہر کر کے عمل کیا ہے اور میری تمام خرابیاں جنھیں تو نے درج کرنے کا حکم کراماً کاتبین کو دیا ہے جن کو اعمال کے محفوظ کرنے کے لئے معین کیا ہے اور میرے اعضاء و جوارح کے ساتھ ان کو میرے اعمال کا گواہ قرار دیا ہے"

دوسرے گروہ میں امام علی علیہ السلام اللہ سے رحمت نازل کرنے کے لئے عرض کرتے ہیں اور خدا سے عرض کرتے ہیں اے پروردگار وہ ہر شان، ہر رزق اور خیر جو تو نازل کرتا ہے اس میں میرا حصہ قرار دے۔

"وَاَنْ تُوَفِّرَ حَظِّیْ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ اَنْزَلْتَهُ اَوْبِرٍّ نَشَرْتَهُ اَوْرِزْقٍ بَسَطْتَهُ"

"میرے پروردگار اپنی طرف سے نازل ہونے والے ہر خیر واحسان اور نشر ہونے والی ہر نیکی، ہر وسیع رزق، ہر بخشے ہوئے گناہ، عیوب کی ہر پردہ پوشی میں سے میرا وافر حصہ قرار دے"

یہ وسیع دعا ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو اللہ کی رحمتوں سے خارج نہیں ہو سکتی ہیں۔

اس دعا کے تیسرے گروہ میں طولانی فقرے ہیں اور اس مطلب کی عکاسی کرتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے اللہ سے لو لگانے کا بڑا اہتمام فرمایا ہے۔

مولائے کائنات خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میرے اوقات کو اپنے ذکر سے پر کردے اپنی خدمت میں لگے رہنے کی دھن لگا دے، اپنے (خدا) سے ڈرتے رہنے کی توفیق عطا کر، اپنے سے قریب کرا اور اپنے جوار میں جگہ عطا فرما:

"اَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ اَوْقَاتِیْ مِنَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ بِذِكْرِكَ مَعْمُوْرَةً وَبِخِدْمَتِكَ مَوْصُوْلَةً... قَوِّ عَلٰی خِدْمَتِكَ جَوَارِحِیْ، وَاشْدُدْ عَلَی الْعَزِیْمَةِ جَوَانِحِیْ وَهَبْ لِیَ الْجِدَّ فِیْ خَشْیَتِكَ وَالدَّوَامِ فِی الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِكَ حَتّٰی اَسْرَحَ اِلَیْكَ فِیْ مَیَادِیْنِ السَّابِقِیْنَ، وَاشْتَاقَ اِلٰی قُرْبِكَ فِی الْمُشْتَاقِیْنَ وَاَدْنُوَ مِنْكَ دُنُوَّ الْمُخْلِصِیْنَ، وَاَخَافَكَ مَخَافَةَ الْمُوْقِنِیْنَ، وَاجْتَمِعَ فِیْ جَوَارِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ"

"میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ دن اور رات میں جملہ اوقات اپنی یاد سے معمور کردے۔ اپنی خدمت کی مسلسل توفیق عطا فرما۔۔۔ اپنی خدمت کے لئے میرے اعضاء و جوارح کو مضبوط کردے اور اپنی طرف رخ کرنے کے لئے میرے ارادۂ دل کو مستحکم بنادے۔ اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تا کہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں۔ مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں۔ صاحبان یقین کی طرح تیرا خوف پیدا کروں اور مومنین کے ساتھ تیرے جوار میں حاضری دوں"

ہمارے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ پہلے اور تیسرے گروہ کے دعا کے تمام فقرے بندے کے اللہ سے لو لگانے کے لئے مخصوص ہیں لیکن پہلے گروہ (قسم) میں سلبی پہلو اختیار کیا گیا ہے اس میں انسان اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے ان سے در گذر چاہتا ہے؛ اور تیسرے گروہ (قسم) میں ایجابی (مثبت) پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے اس میں خدا سے اخلاص، خوف، خشیت، حب اور شوق کی بنیاد پر اللہ سے لو لگانے کو کہا گیا ہے۔

چوتھے گروہ (قسم) میں ان مطالب کو مدنظر رکھا گیا ہے جن میں امام نے خداوند عالم سے ظالموں کے مکر اور ان کے شر سے بچنے کی درخواست کی ہے اور ان کے شر کو خود ان ہی کی طرف پلٹانے کو کہا ہے اور ظالموں کے ظلم اور ان کی اذیتوں سے محفوظ رہنے کی در

خواست کی ہے:

"اَللّٰھُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِیْ بِسُوْءٍ فَاَرِدْہُ، وَمَنْ کَادَنِیْ فَکِدْہُ"

"خدایا! جو بھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا"

"وَاکْفِنِیْ شَرَّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مِنْ اَعْدَائِیْ"

"اور مجھے تمام دشمنان جن وانس کے شر سے محفوظ فرمانا"

یہ اس دعا شریف کا بہت ہی مختصر اور مفید خلاصہ ہے۔

لہٰذا اس اجمال کی تشریح کرنا ضروری ہے۔

دعائے کمیل کے چار وسیلے

اب ہم دعائے کمیل کے چار وسیلوں کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں اور یہ اس دعا شریف کی دوسری فصل ہے۔

پہلا وسیلہ

خداوند عالم نے اپنے بندے پر پہلے ہی اپنا فضل وکرم فرمادیا ہے۔ جب بندہ اپنے عمل وکوشش میں عاجز ہوجاتا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان پردے حائل ہوجاتے ہیں تو خدا کا بندے پر فضل اور اس کی رحمت خدا تک پہنچنے کے لئے بندہ کی شافع ہوتی ہے۔

خدا کا بندے پر سابق فضل اور رحمت نازل کرنا اللہ کا بندے سے محبت کرنے کی علامت ہے۔

اور اسی (حب الٰہی) کے ذریعہ بندہ خداوند عالم کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا ہے جب بندہ خدا کی رحمت کا مستحق نہیں ہوتا تو اللہ کی محبت اس کو اپنی رحمت اور فضل کا اہل بنادیتی ہے اور اس کو مقام اجابت تک پہنچاتی ہے امام علیہ السلام اس وسیلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یَامَنْ بَدَاءَ خَلْقِیْ وَذِکْرِیْ وَتَرْبِیَتِیْ وَبِرِّیْ، ھَبْنِیْ لِاِبْتِدَاءِ کَرَمِکَ وَسَالِفِ بِرِّکَ بِیْ"

"اے میرے پیدا کرنے والے، اے میرے تربیت دینے والے، اے نیکی کرنے والے! اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے"

ہماری پیدائش بھی اللہ سے سوال کرنے سے پہلے نیکی کا ذکر، خلق اور تربیت کے ذریعہ ہوئی جبکہ ہم اس کے مستحق نہیں تھے۔

جب ہمارے گناہ اور ہماری برائیاں اللہ کی نیکی اور اس کی رحمت کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں تو اللہ کی محبت ہماری شفاعت کرتی ہے اور ہم کو اللہ کے روبرو اور اسکی رحمت کے مقام پر لاکر کھڑا کردیتی ہے۔

دوسرا وسیلہ

ہماری خدا سے محبت، اس کی ہمارے لئے کامیاب محبت کا وسیلہ ہے۔امام علیہ السلام نے پہلے وسیلہ میں خدا کی محبت کا ذکر کیا ہے اوراس کے بعد خداوندعالم سے اپنی محبت کووسیلہ قرار دیا ہے۔

اس وسیلہ کے سیاق میں ہمارا خدا کی وحدانیت کا اقرار، اس کی بارگاہ میں خضوع وخشوع، ہماری نمازیں سجدے، ذکر، شھادت (گواہی)، اس کی ربوبیت کا اقرار نیز اس کی عبودیت کا اقرار کرنا یہ تمام چیزیں آتی ہیں۔

ان تمام چیزوں کا مرجع دو ہی چیزیں ہیں: ہمارا اس سے محبت کرنا اور اس کی توحید کا اقرار کرنا ہے۔ بیشک (حب) اور (توحید) دونوں ایسے سرمایہ ہیں جن کو اللہ رد نہیں کرتا ہے اور ہم کو بھی دونوں چیزوں میں ایک لحظہ کیلئے بھی کوئی شک نہیں کرنا چاہئے۔

امام علیہ السلام اس وسیلہ سے متوسل ہونے کے لئے فرماتے ہیں:

"اَتُرَاكَ مُعَذِّبِیْ بِنَارِكَ بَعْدَ تَوْحِیْدِكَ وَبَعْدَ مَاانْطَویٰ عَلَیْهِ قَلْبِیْ مِنْ مَعْرِفَتِكَ وَلَهِجَ بِهِ لِسَانِیْمِنْ ذِكْرِكَ وَاعْتَقَدَهُ ضَمِیْرِیْ مِنْ حُبِّكَ وَبَعْدَصِدْقِ اعْتِرَافِیوَدُعَائِیْ خَاضِعاً لِّرُبُوْبِیَّتِكَ"

"کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدۂ توحید کے بعد بھی تو مجھ پرعذاب نازل کرے، یا میرے دل میں اپنی معرفت کے باوجود مجھے موردعذاب قرار دے کہ میری زبان پر مسلسل تیرا ذکر اور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔ میں صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں'

یہاں پر ہم دعا کے اس فقرہ سے متعلق ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے: جب خداوندعالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت وسلطنت عطا کی تو آپ ایک دن اپنے گھر کے سامنے تخت پر ایک ایسے نیک وصالح بندے کے ساتھ تشریف فرما تھے جس کو اللہ نے علم اور نور عطا کیا تھا، اسی وقت اس تخت کے پاس سے ایک نوجوان کا گذر ہوا تو اس صالح بندے نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ اس جوان کو پہچانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں تو اس بندے نے عرض کیا: یہ وہی بچہ ہے جس نے آپ کے بری و پاک ہونے کی اس وقت گواہی دی تھی جب عزیز مصر کی زوجہ نے آپ پر الزام لگایا تھا۔

"وَشَهِدَشَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَااِنْ كَانَ قَمِیْصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَمِنَ الْكَاذِبِیْنَ۔ وَاِنْ كَانَ قَمِیْصُهُ قُدَّمِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَمِنَ الصَّادِقِیْنَ"[1]

"اور اس پر اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی بھی دیدی کہ اگر ان کا دامن سامنے سے پھٹا ہے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹوں میں سے ہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹی ہے اور یہ سچوں میں سے ہیں"

---

[1] سورۂ یوسف آیت/۲۶۔۲۷۔

یہ وہی شیر خوار بچہ ہے جس نے گہوارے میں آپ کی گواہی دی تھی اور یہ اب جوان ہو گیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو بلایا، اپنے پہلو میں بیٹھایا اور اس کا بہت زیادہ احترام کیا اور وہ عبد صالح حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے حضرت یوسف کے اس برتاؤ کا مشاہدہ کرتا رہا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس نیک بندے سے فرمایا۔ کیا تم کو میرے اس جوان کے عزت و کرام کرنے پر تعجب ہو رہا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں لیکن اس جوان کی آپ کے بری الذمہ ہونے کی گواہی کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے، خدا نے اس کو قوت گویائی عطا کی جبکہ اس کی خود اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کا اتنا زیادہ اکرام کیا اس کو اتنی عزت دی ہے۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے سامنے اتنے طولانی سجدے کرے اور وہ اس کو جہنم کی آگ میں جلا دے، یا اس بندے کے اس دل کو جلا دے جو اس کی محبت سے لبریز ہے، یا اس کی اس زبان کو جلا دے جس سے اس نے خدا کو بہت زیادہ یاد کیا یا اسکی وحدانیت کی گواہی دی اور اس کی وجہ سے شرک کا انکار کیا ہے؟

حضرت امام علی علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"وَلَیْتَ شِعْرِیْ یَاسَیِّدِیْ وَاِلٰهِیْ وَمَوْلَایْ اَتُسَلِّطُ النَّارَعَلٰی وُجُوْهٍ خَرَّتْ لِعَظَمَتِكَ سَاجِدَةً وَعَلٰی اَلْسُنٍ نَطَقَتْ بِتَوْحِیْدِكَ صَادِقَةً وَبِشُكْرِكَ مَادِحَةً وَعَلٰی قُلُوْبٍ اعْتَرَفَتْ بِاِلٰهِیَّتِكَ مُحَقِّقَةً وَعَلٰی ضَمَائِرَ حَوَتْ مِنَ الْعِلْمِ بِكَ حَتّٰی صَارَتْ خَاشِعَةً وَعَلٰی جَوَارِحَ سَعَتْ اِلٰی اَوْطَانِ تَعَبُّدِكَ طَائِعَةً، وَاَشَارَتْ بِاِسْتِغْفَارِكَ مُذْعِنَةً مَا هٰكَذَا الظَّنُّ بِكَ وَلَا اُخْبِرْنَا بِفَضْلِكَ عَنْكَ یَاكَرِیْمُ"

"میرے سردار۔ میرے خدا میرے مولا! کاش میں یہ سوچ بھی سکتا کہ جو چہرے تیرے سامنے سجدہ ریز رہے ہیں ان پر بھی تو آگ کو مسلط کر دے گا اور جو زبانیں صداقت کے ساتھ حرف توحید کو جاری کرتی رہی ہیں اور تیری حمد وثنا کرتی رہی ہیں یا جن دلوں کو تحقیق کے ساتھ تیری خدائی کا اقرار ہے یا جو ضمیر تیرے علم سے اس طرح معمور ہیں کہ تیرے سامنے خاضع و خاشع ہیں یا جو اعضاء و جوارح تیرے مراکز عبادت کی طرف ہنسی خوشی سبقت کرنے والے ہیں اور تیرے استغفار کو یقین کے ساتھ اختیار کرنے والے ہیں؛ ان پر بھی تو عذاب کرے گا۔ ہرگز تیرے بارے میں ایسا خیال بھی نہیں ہے اور نہ تیرے فضل و کرم کے بارے میں ایسی کوئی اطلاع ملی ہے"

تیسرا وسیلہ

عذاب برداشت کرنے کے مقابلہ میں ہمارا کمزور ہونا، ہماری کھال کا باریک ہونا، ہماری ہڈیوں کا کمزور ہونا، ہم میں صبر اور قوت برداشت کے مادہ کا کم ہونا، کمزوری، قوی متین تک پہنچنے میں ایک کامیاب وسیلہ ہے، ہر کمزور قوی کو جذب کرنے اور اس کی عطوفت و محبت کو اخذ کرنے کی خواہش کرتا ہے۔

بیشک کمزور میں ایک راز ہے جس کی بنا پر اسے ہمیشہ قوی کی طلب ہوتی ہے اسی طرح قوی (طاقتور) کو ہمیشہ کمزور کی تلاش

رہتی ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی تلاش رہتی ہے۔

بیشک شیر خوار اپنی کمزوری کی بناء پر اپنی ماں کی محبت چاہتا ہے جس طرح مادر مہربان کو بچہ کی کمزوری اور اس کی رقت کی چاہت ہوتی ہے۔

کمزور کا اسلحہ اور وسیلہ بکا اور امید ہے امیر المومنین علی علیہ السلام اس دعائے کمیل میں فرماتے ہیں:

"یَامَنِ اسْمُهُ دَوَاءٌ، وَذِكْرُهُ شِفَاءٌ وَطَاعَتُهُ غِنیً اِرْحَمْ مَنْ رَّاْسُ مَالَهُ الرَّجَاءُ وَسِلاَحَهُ الْبُكَاءُ"

"اے وہ پروردگار جس کا نام دوا، جس کی یاد شفا۔۔۔اس بندہ پر رحم فرما جس کا سرمایہ فقط امید اور اس کا اسلحہ فقط گریہ ہے"

بیشک فقیر کا اصل سرمایہ غنی (مالدار) سے امید رکھنا ہے، کمزور کا اسلحہ، قوی کے نزدیک گریہ وزاری کرنا ہے، اور دنیا میں جو کمزور کے، قوی و طاقتور سے اور طاقتور کے کمزور سے لولگانے کے سلسلہ میں اللہ کی سنتوں کو نہیں سمجھ پائے گا وہ اس دعائے کمیل میں حضرت علی علیہ السلام کے ان موثر فقروں کو نہیں سمجھ پائیگا۔

حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام دوسری مناجات میں فرماتے ہیں:

"انت القوی و انا الضعیف وهل یرحم الضعیف الا القوی"

"تو قوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کیا طاقتور کے علاوہ کوئی کمزور پر رحم کرسکتا ہے"

امام علیہ السلام اس دعا کمیل میں بندے کی کمزوری، اس کی تدبیر کی کمی اسکے صبر وتحمل کے جلدی ختم ہوجانے، کھال کے رقیق ہونے اور اسکی ہڈیوں کے رقیق ہونے سے متوسل بہ بارگاہ خداوند قدوس ہوتے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یَارَبِّ ارْحَمْ ضَعْفَ بَدَنِیْ وَرِقَّةَ جِلْدِیْ وَدِقَّةَ عَظْمِیْ"

"پروردگار میرے بدن کی کمزوری، میری جلد کی نرمی اور میرے استخواں کی باریکی پر رحم فرما"

ہم کو دنیا میں کانٹا چبھتا ہے، انگارے سے ہمارا ہاتھ جل جاتا ہے اور جب ہم کو دنیا میں ہلکی سی بیماری لاحق ہوجاتی ہے تو ہماری نیند اڑ جاتی ہے اور ہم بے چین ہوجاتے ہیں، جبکہ اس تھوڑی سی دیر کی بیماری کو خداوند عالم نے امتحان کے لئے قرار دیا ہے تو ہم اس وقت کیا کریں گے جب ہم دردناک عذاب کی طرف لے جائے جائیں گے اور عذاب کے فرشتوں سے کہا جائیگا:

"خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوْهُ"[1]

"اب اسے پکڑو اور گرفتار کرلو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو، پھر ستر گز کی ایک رسی میں اسے جکڑ لو"

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِیْ عَنْ قَلِیْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْیَا وَعُقُوْبَاتِهَا وَمَا یَجْرِیْ فِیْهَا مِنَ الْمَكَارِهِ عَلٰی

[1] سورۂ الحاقۃ آیت/۳۰،۳۱،۳۲۔

اَهْلِهَا عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ بَلاَءٌ وَمَكْرُوْهٌ قَلِيْلٌ مَكْثُهُ يَسِيْرٌ بَقَائُهُ قَصِيْرٌ مُدَّتُهُ فَكَيْفَ اِحْتِمَالِىْ لِبَلاَءِ الآخِرَةِ وَجَلِيْلِ وَقُوْعِ الْمَكَارِهِ فِيْهَا وَهُوَ بَلَاءٌ تَطُوْلُ مُدَّتُهُ وَيَدُوْمُ مُقَامُهُ وَلَا يُخَفِّفُ عَنْ اَهْلِهِ لِاَنَّهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا عَنْ غَضَبِكَ وَانْتِقَامِكَ وَسَخَطِكَ وَهٰذَا مَالَا تَقُوْمُ لَهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضُ يَاسَيِّدِىْ فَكَيْفَ لِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيْفُ الذَّلِيْلُ الْحَقِيْرُ الْمِسْكِيْنُ الْمُسْتَكِيْنُ يَا اِلٰهِىْ وَرَبِّىْ وَسَيِّدِىْ وَمَوْلَاىْ"

"پروردگارا تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنی سی سختی کو برداشت نہیں کرسکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔ تو میں ان آخرت کی بلاؤں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم، جن کی مدت طویل اور جن کا قیام دائمی ہے۔ جن میں تخفیف کا بھی کوئی امکان نہیں ہے اس لئے کہ یہ بلائیں تیرے غضب اور انتقام کا نتیجہ ہیں اور ان کی تاب زمین وآسمان نہیں لاسکتے، تو میں ایک بندۂ ضعیف وذلیل وحقیر ومسکین وبے چارہ کیا حیثیت رکھتا ہوں خدایا، پروردگارا، میرے سردار، میرے مولا"

چوتھا وسیلہ

امام علیہ السلام اس دعا میں بندہ کے اللہ سے مضطر ہونے کو بیان فرماتے ہیں اور انسان کے لئے اضطرار ایک کامیاب وسیلہ ہے اور اس کی حاجتیں اللہ کے علاوہ کسی اور کے ذریعہ پوری نہیں ہوسکتی ہیں۔

ہماری اضطرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کی حاجتیں اللہ کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں کرسکتا ہے اور اس کی پناہگاہ کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں ہے، انسان اللہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھاگ کر جا ہی نہیں سکتا اللہ کے علاوہ اس کو کوئی اور پناہگاہ نہیں مل سکتی ہے۔

چھوٹا بچہ بچپن میں اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی اور کو ایسا نہیں پاتا جو اس کے کام آئے اس کا دفاع کرے اس کی حاجتیں پوری کرے اس کی ہر خواہش وچاہت پر لبیک کہے اس پر عطوفت کرے لہٰذا وہ اپنے والدین سے مانوس ہوتا ہے وہ اپنے ابھرتے بچپن میں ان دونوں سے اپنے ہر مطالبہ اور ہر ضرورت کو ان کی رحمت رافت شفقت سے پاتا ہے جب بچہ کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے جب اس کو کسی چیز کا خوف ہوتا ہے تو وہ اپنے والدین کی پناہ میں آجاتا ہے اور ان کے پاس اس کو امن وچین، رحمت اور شفقت ملتی ہے اس کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور جس چیز سے اس کو خوف ہوتا ہے ان سے امان ملتی ہے۔

جب وہ کبھی ایسا کام انجام دیتا ہے جس میں وہ ان دونوں کے عقاب کا مستحق ہوتا ہے اور اس کو اپنی جان کا خوف ہوتا ہے تو وہ اپنے دائیں بائیں نظریں ڈالتا ہے تو اس کو کوئی پناہگاہ نظر نہیں آتی اور نہ ہی وہ ان دونوں سے فرار کرسکتا ہے اور ان کے علاوہ کوئی امن کی جگہ اس کو نظر نہیں آتی تو انھیں کی پناہگاہ میں چلا جاتا ہے اور اپنے نفس کو ان کا مطیع وفرمانبردار کہہ کر ان سے فریاد کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں اس کو مارنے اور مواخذہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

والدین کو بھی اس طرح کے اکثر مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور بچہ ان کی محبت اور عطوفت کو حاصل کرلیتا ہے۔

امام علیہ السلام اس دعائے شریفہ میں اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر مسئلہ میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے جب آپ

پر کوئی سخت وقت آتا تھا، کوئی مصیبت پڑتی تھی یا کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو آپ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتے تھے اور اسی سے لو لگاتے تھے لیکن پھر بھی آپ کو اپنی مصیبت کے سلسلہ میں اللہ کے علاوہ اور کوئی پناہگاہ نہیں ملتی تھی امام علیہ السلام انسان کا اسی حالت میں مشاہدہ کرتے ہیں وہ خداوند عالم کے اسی غضب کے سامنے ہے جس کی رحمت کی اسے امید ہے اور اس خداوند قدوس کی عقوبت کے سامنے ہے جس کے غضب سے وہ سلامتی چاہتا ہے۔

بندے کی (جب وہ اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق دیکھتا ہے) اللہ کے علاوہ اور کوئی پناہگاہ نہیں ہے اللہ کے علاوہ وہ کہیں فرار اختیار نہیں کرسکتا نہ اس کو خدا کے علاوہ کسی کی حمایت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی وہ خدا کے علاوہ کسی اور سے سوال کرسکتا ہے۔

جب عذاب کے فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ خدا کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اس سے امن وچین طلب کرتا ہے اس سے فریاد کرتا ہے، اپنے نفس کے لئے اس سے رحمت طلب کرتا ہے جیسے وہ بچہ کہ جب اس کے والدین اس سے ناراض ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار کرنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ہے اور وہ ان کے علاوہ وہ کسی کو اپنا مونس ومددگار نہیں پاتا ہے۔

ہم امام علیہ السلام سے ان کلمات میں دقیق ورقیق وشفاف مطالب کو سنتے ہیں جن کو توحید اور دعا کی روح وجان کہا جاتا ہے:

"فَبِعِزَّتِكَ يَاسَيِّدِيْ وَمَوْلَايْ اُقْسِمُ صَادِقاً لَئِنْ تَرَكْتَنِيْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَيْكَ بَيْنَ اَهْلِهَاضَجِيْجَ الْآمِلِيْنَ وَلأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بُكَاءَ الْفَاقِدِيْنَ وَلَاُنَادِيَنَّكَ اَيْنَ كُنْتَ يَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَاغَايَةَ آمَالِ الْعَارِفِيْنَ يَاغَيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَاحَبِيْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِيْنَ وَيَااِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ"

"تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا ومولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور "عزیز گم کردہ" کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس، صادقین کے دلوں کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے"

ضیہ کی یہ پہلی وجہ ہے اور دوسری وجہ بھی پہلی وجہ کی طرح واضح وروشن ہے یعنی خداوند عالم کا اپنے بندہ سے رابطہ۔

پہلی وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ جب مضطر ہوتا ہے تو خدا سے ہی لو لگاتا ہے اس کی رحمت اور اس کی امن کی تلاش میں رہتا ہے۔

بندہ سے خداوند عالم کے محبت کرنے کا دوسرا رخ اس وقت نظر آتا ہے جب وہ تیز بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور اُس (خدا) کی رحمت کا طلبگار ہوتا ہے خداوند عالم سے خود اسی خدا کی طرف فرار کرتا ہے خداوند عالم کی رحمت اور فضل کو اس حال میں طلب کرتا ہے کہ وہ خداوند عالم کی عقوبت اور انتقام کے سامنے ہوتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین ہونے کے باوجود بندہ کی فریاد سنتا ہو اور اس (بندہ) کو اس کی عقل کی کمی

اور جہالت کی وجہ سے اس کا ٹھکانا جہنم بنادے جبکہ وہ اس سے فریاد کرتا ہے، اس کا نام لے کر چیختا ہے، اپنی زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے، اس سے جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہے، اور اسی کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے۔۔۔اور وہ اس کو جہنم کے عذاب میں ڈال دے اور اس کے شعلے اس کو جلادیں، اس کو جہنم کی آواز پریشان کرے، اس کے طبقوں میں لوٹتا رہے، اس کے شعلے اس کو پریشان کریں جبکہ خداوندعالم جانتا ہے کہ یہ بندہ اس سے محبت کرتا ہے یہ سچ بول رہا ہے اس کی توحید کا اقرار کررہا ہے اس سے پناہ مانگ رہا ہے اور اسی کا مضطر ہے۔

پس تم غور سے سنو:

اَفَتُرَاكَ سُبْحَانَكَ يَاإِلٰهِيْ وَبِحَمْدِكَ تَسْمَعُ فِيْهَا صَوْتَ عَبْدٍ مُسْلِمٍ سُجِنَ فِيْهَا بِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِهَا بِمَعْصِيَتِهِ وَحُبِسَ بَيْنَ اَطْبَاقِهَا بِجُرْمِهِ وَجَرِيْرَتِهِ وَهُوَ يَضِجُّ إِلَيْكَ ضَجِيْجَ مُؤَمِّلٍ لِرَحْمَتِكَ وَيُنَادِيْكَ بِلِسَانِ أَهْلِ تَوْحِيْدِكَ وَيَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِرُبُوبِيَّتِكَ يَامَوْلَايَ فَكَيْفَ يَبْقٰى فِي الْعَذَابِ وَهُوَ يَرْجُوْ مَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِكَ اَمْ كَيْفَ تُؤْلِمُهُ النَّارُ وَهُوَ يَأْمُلُ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ اَمْ كَيْفَ يُحْرِقُهُ لَهِيْبُهَا وَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ وَتَرٰى مَكَانَهُ اَمْ كَيْفَ يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ زَفِيْرُهَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ اَمْ كَيْفَ يَتَقَلْقَلُ بَيْنَ اَطْبَاقِهَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ كَيْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِيَتُهَا وَهُوَ يُنَادِيْكَ يَارَبَّهُ اَمْ كَيْفَ يَرْجُوْ فَضْلَكَ فِيْ عِتْقِهِ مِنْهَا فَتَتْرُكُهُ فِيْهَا هَيْهَاتَ مَاذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ وَلَا الْمَعْرُوْفُ مِنْ فَضْلِكَ وَلَا مُشْبِهٌ لِمَا عَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ بِرِّكَ وَاِحْسَانِكَ"

"اے میرے پاکیزہ صفات، قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والا اور جرم وخطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنادے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امیدوار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا، ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا، جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا، وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے، جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل وکرم کا امیدوار ہوگا، ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے، تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے"

دعامیں خدا سے کیا مانگنا چاہئے اور کیانہیں مانگنا چاہئے

اس مقام پر دعاء کے سلسلہ میں دو اہم سوال در پیش ہیں:

ا۔ہمیں دعا کرتے وقت خدا سے کن چیزوں کو مانگنا چاہئے؟

۲۔اور دعا میں خداوندعالم سے کن چیزوں کا سوال نہیں کرنا چاہئے؟

ا۔دعامیں خدا سے کیا مانگنا چاہئے؟

ہم پہلے سوال سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں کہ دعا کرتے وقت اللہ سے کونسی چیزیں مانگنا سزاوار ہے؟

بیشک بندے کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا دعا کہلاتا ہے۔

بندے کی ضرورت اور حاجت کی کوئی انتہانہیں ہے جیسا کہ خداوندعالم کے غنی سلطان اور کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

دونوں لامتناہی چیزوں کے جمع ہونے کو دعا کہا جاتا ہے۔

یعنی بندے کی ضرورت کی کوئی انتہانہیں ہے اور خداوندعالم کے غنی اور کریم ہونے کی کوئی انتہانہیں ہے اس کے ملک کے خزانے ختم نہیں ہوتے،اسکی سلطنت اوراس کی طاقت کی کوئی حد نہیں،اس کے جودوکرم کی کوئی انتہانہیں،اسی طرح بندے کی حاجت وضرورت کمزوری اور کوتاہی کی کوئی انتہانہیں ہے ان تمام باتوں کے مدنظر ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم دعا میں خداوندعالم سے کیا طلب کریں؟

ا۔دعامیں محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات

دعامیں سب سے اہم نقطہ خداوندعالم کی حمدوثنا کے بعد مسلمانوں کے امور کے اولیاء محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنا ہے۔

اوراسلامی روایات میں اس صلوات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کا سبب واضح وروشن ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا کو مسلمانوں اور اوران کے اولیاء کے درمیان ایک دوسرے سے رابطہ کا وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ ولا ومحبت کی رسی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں جس کو اللہ نے مسلمانوں کے لئے معصوم قرار دیا ہے صلوات،ان نفسی رابطوں میں سے سب سے اہم سبب کا نام ہے بیشک محبت کے حلقے (کڑیاں) اللہ اوراس کے بندوں کے درمیان ملی ہوئی ہیں اور رسول اللہ اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کی سب سے اہم کڑیاں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اہل بیت علیہم السلام کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اس محبت کی تاکیداور تعمیق خداوندعالم کی محبت کی تاکید کا جزء ہے نیز خداوندعالم کی محبت کی تعمیق کا جزء ہے یہ معرفت کا ایسا وسیع باب ہے جس کو اس مقام پر تفصیل سے بیان نہیں کیا جاسکتا اوراس سلسلہ میں ہم کما حقہ گفتگو نہیں کرسکتے ہیں شاید خداوندعالم ہم کو کسی اور مقام پر اسلامی ثقافت اور اسلامی امت کی تکوین کے سلسلہ میں اس اہم اور حساس نقطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی توفیق عنایت فرما

ئے۔

اس مطلب پر اسلامی روایات میں بہت زور دیا گیا ہے۔ ہم اس موضوع سے متعلق بعض روایات کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

اور ان میں سب سے عظیم خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیماً" [1]

"بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"الصلاۃ علیّ نور علی الصراط" [2]

"مجھ پر صلوات بھیجنا پل صراط کے لئے نور ہے"

یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی قول ہے:

"انّ ابخل الناس مَنْ ذُکرت عندہ، ولم یصلّ علیّ" [3]

"سب سے بخیل انسان وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے"

عبداللہ بن نعیم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میں اپنے پاس محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنے کے علاوہ کوئی اور دعا نہیں پاتا تو آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے"

حضرت امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے مروی ہے:

"اثقل ما یُوزن فی المیزان یوم القیامۃ الصلاۃ علیٰ محمّد وآل محمّد" [4]

"قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز محمد وآل محمد پر صلوات ہوگی"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اذا کانَ لکَ اِلیٰ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ حَاجَۃ فَأَبْدَأْ بِمَسْأَلَۃِ الصَّلَاۃِ عَلیٰ رَسُوْلِہِ ثُمَّ سَلْ حَاجَتُکَ، فَاِنَّ اللّٰہَ

---

[1] سورۂ احزاب آیت/۵۶۔

[2] کنز العمال حدیث/۲۱۴۹۔

[3] کنز العمال حدیث/۲۱۴۴۔

[4] بحار الانوار جلد ۷۱۔ صفحہ/۳۷۴۔

اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یُسْأَلَ حَاجَتَیْنِ، فَیَقْضِیْ اِحْدَاھُمَا وَیَمْنَعُ الْاُخْرٰی"[1]

"جب تم خداوندعالم سے کوئی حاجت طلب کروتو پہلے محمد وآل محمد پر صلوات بھیجو اس کے بعد اس سے سوال کرو بیشک خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ان میں سے ایک کو پورا کردے اور دوسری کو پورا نہ کرے"

انبیاء ومرسلین اوران کے اوصیاء کی دعائیں اسی طرح کی دعائیں ہیں۔

عام طور پر تمام انبیاءعلیہم السلام اوران کے اوصیاء پر صلوات وسلام وارد ہوتے ہیں یا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں مشخص ومعین اور نام بنام ان پر صلوات وسلام وارد ہوئے ہیں اوران میں وارد ہونے والی ایک دعا (عمل ام داؤد) ہے جو رجب کے مہینہ میں ایام بیض کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے اوروہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنے کے چند نمونے

صحیفۂ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ربِّ صلِّ علی محمّد وآل محمّد، المنتجب، المصطفیٰ المکرّم، المقرّب افضل صلواتك وبارك علیه آتمّ برکاتك، و ترحّم علیه امتع رحماتك۔ ربِّ صلِّ علی محمّد وآله صلاة زاکیة لاتکون صلاة ازکیٰ منها و صلِّ علیه صلاة نامیة لاتکون صلاة انمیٰ منها و صلِّ علیه صلاة راضیة لاتکون صلاة فوقها ربِّ صلِّ علی محمّد صلوة تُرضیه وتزید علی رضاه وصلِّ علیه صلاة تُرضیك و تزید علی رضاك وصلِّ علیه صلاة لانرضیٰ له الّا بها ولاتریٰ غیره لها اهلا ..... ربِّ صلِّ علیٰ محمّد وآله صلاة تنتظم صلوات ملائکتك وانبیائك ورسلك واهل طاعتك"

"خدایا محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما جو منتخب، پسندیدہ، محترم اور مقرب ہیں۔ اپنی بہترین رحمت اوران پر برکتیں نازل فرما اپنی تمام ترین برکات، اوران پر مہربانی فرما اپنی مفید ترین مہربانی خدایا محمد وآل محمد پر وہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت جس سے زیادہ بڑھنے والی کوئی رحمت نہ ہو۔ ان پر وہ پسندیدہ صلوات نازل فرما جس سے بالاتر کوئی صلوات نہ ہو۔ خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جس سے انھیں راضی کردے اوران کی رضامندی میں اضافہ کردے اپنے پیغمبر پر وہ صلوات نازل فرما جو تجھے راضی کردے اور تیری رضا میں اضافہ کردے۔ ان پر وہ صلوات نازل فرما جس کے علاوہ ان کے لئے کسی صلوات سے تو راضی نہ ہو اور اس کا ان کے علاوہ کوئی اہل نہ سمجھتا ہو۔۔۔ خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جو تیرے ملائکہ، انبیاء ومرسلین اور اطاعت گذاروں کی صلوات کو سمیٹ لے"

---

[1] نہج البلاغہ حکمت ۳۶۱۔

۲۔مومنین کے لئے دعا

خداوند عالم کی حمد وثنااور محمد وآل محمد انبیاءاوران کے اوصیاء پر درود وسلام بھیجنے کے بعد سب سے اہم چیز مومنین کے لئے دعا کرنا ہے یہ دعا، دعا کے اہم شعبوں میں سے ہے اس لئے کہ مومنین کے لئے دعا کرنا اس روئے زمین پر ہمیشہ پوری تاریخ میں ایک مسلمان کو پوری امت مسلمہ سے جوڑے رہی ہے جس طرح محمد وآل محمد پر صلوات خداوند عالم کی طرف سے نازل ہونے والی ولایت کی رسی کے ذریعہ جوڑے رہی ہے۔

اس رابط کو دعاایک طرف فرداورامت کے درمیان جوڑتی ہےاوران سے رابطہ قائم کرنے والےتمام افراد کے درمیان اس رابطہ کو جوڑتی ہے یہ رابطہ سب سے بہترین وافضل رابطہ ہےاس لئے کہ اس علاقہ وتعلق سے انسان اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہےاور یہ تعلق ولگاؤاس کو ہمیشہ خدا سے جوڑے رہتا ہےاوروہ خدا کے علاوہ کسی اور کونہیں پہچانتااور یہ اللہ کی دعوت پر لبیک کہنا ہے۔

یہ دعادوطریقہ سے ہوتی ہے:

عام دعاکسی شخص کومعین اورنام لئے بغیر دعا کرنا۔

دوسرے نام بنام اور مشخص ومعین کرنے کے بعد دعا کرنا۔

اورہم انشاءاللہ ان دونوں قسموں کے متعلق بحث کریں گے:

الف: عام مومنین کے لئے دعا

اس طرح کی دعا کواللہ دوست رکھتا ہے،اس کواسی طرح مستجاب کرتا ہے خداوند عالم اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ بعض دعا کو قبول کرےاور بعض دعا کورد کردے۔

دعا کا یہ طریقہ عام مومنین کے لئے ہے جوہم سے پہلے ایمان لائے اورطول تاریخ میں روئے زمین پرامت مسلمہ کے ایک ہونے کی نشاندہی کرتا ہےاور ہمارے تعلقات کواس خاندان سے زیادہ مضبوط ومحکم کرتا ہے۔

ہماری زندگی میں دعا کے دوکردار ہیں:

پہلاکردار یہ ہے کہ ہم اللہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔

دوسراکردار یہ ہے کہ طول تاریخ میں روئے زمین پرایمان لانے والی امت مسلمہ سے ہمارارابطہ ہوتا ہے۔

دعا کے اس بلیغ طریقہ پراسلامی روایات میں بہت زیادہ زوردیا گیا ہےاور یہ وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم دعا کرنے والے کو اس کی بزم میں حاضر ہونے والےتمام مومنین کی تعداد کے مطابق نیک ثواب دیتا ہے،اس دعا میں شامل ہونے والے ہرمومن کی اس وقت شفاعت ہوگی جب خدااپنے نیک بندوں کو گناہگار بندوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دےگا۔

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مامن مؤمن دعا للمؤمنین والمؤمنات إلّاردّ الله علیه مثل الذی دعا لهم به من کلّ مؤمن ومؤمنة،مضی مِنْ اوّل الدهر او هو آت الیٰ یوم القیامة۔

وانّ العبد لیؤمر به الیٰ النار یوم القیامة فیسحب، فیقول المؤمنون والمؤمنات:یاربّ هٰذا الذیکان یدعوا لنا فشفعنا فیه،فیشفعّهم الله عزّوجلّ،فینجو"[1]

"جومومن بھی زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن ومومنہ کے بدلے خلقت آدم سے قیامت تک نیکی لکھے گا۔

بیشک قیامت کے دن ایک انسان کودوزخ میں ڈالے جانے کاحکم دیا جائیگا تو اس کو کھینچا جائیگا اس وقت مومن ومومنات کہیں گے یہ وہی شخص ہے جو ہمارے لئے دعا کرتا تھا لہٰذا ہم کواس کے سلسلہ میں شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پاجائیگا"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"مَنْ قال کلّ یوم خمسا و عشرین مرة :اللّهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات کتب الله له بعدد کل مؤمن وضیٰ وبعدد کل مؤمن ومؤمنة بقی الیٰ یوم القیامة حسنة ومحا عنه سیئة ورفع له درجة"[2]

"جس نے ایک دن میں پچیس مرتبہ "اللّهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات" کہا،تو خداوند عالم ہر گزشتہ اور قیامت تک آنے والے مومن اور

مومنہ کی تعداد کے مطابق اس کے لئے حسنات لکھے گا اور اس کی برائیوں کو محو کردے گا اور اس کا درجہ بلند کرے گا"

ابوالحسن حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

"مَنْ دعا لإخوانه من المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات وکّل الله به عن کل مؤمن ملکا یدعو له"[3]

"جس نے مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے دعا کی تو خداوند عالم ہر مومن پر ایک ملک کو معین فرمائے گا جو اس کے لئے دعا کرے گا"

ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

[1] اصول کافی/ ۵۳۵،آمالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۹۵،وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۵۱،حدیث/ ۸۸۸۹۔
[2] ثواب الاعمال صفحہ ۸۸؛وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۵۱،حدیث ۸۸۹۱۔
[3] وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۵۲،حدیث ۸۸۹۳۔

"مامن مؤمن يد عوللمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، الأحياء منهم والأموات، الّا كتب اللهُ لهُ بكُلِّ مؤمن ومؤمنة حسنة، منذ بعث الله آدم الیٰ ان تقوم الساعة" [1]

"جومومن بھی زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کیلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے اورانھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

"مامن مؤمن اومؤمنة، مضیٰ من اوّل الدهر، او هوآت الیٰ يوم القيامة، الّا وهم شفعاء لمن يقول فی دعائه: اللّهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات، وان العبد ليؤمر به الی النار يوم القيامة، فيُسحب فيقول المؤمنين والمؤمنات: يا ربّنا هذا الذی كان يدعولنا فشفّعنا فيه فيشفّعهم الله، فينجو" [2]

"جومومن مرد یا مومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکے ہیں یا قیامت تک آنے والے ہیں وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والے ہیں جو یہ دعا کرے: خدایا مومنین ومومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین ومومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا"

ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

"مامن مؤمن يدعو للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، الاحياء منهم والاموات، الّا ردّ اللهُ عليه من كُلِّ مؤمن ومؤمنة حسنة، منذ بعث الله آدم الیٰ ان تقوم الساعة" [3]

"جو شخص زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے دعا کرتا ہے تو خداوند عالم خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے انھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

"مامن عبد دعاء للمؤمنين والمؤمنات الّا ردّ الله عليه مثل الذی دعا لهم من كلّ مؤمن ومؤمنة، مضیٰ من اوّل الدهر، او هوآت الیٰ يوم القيامة، وان العبد ليؤمر به الی النار يوم القيامة، فيُسحب فيقول المؤمنين والمؤمنات: يا ربّنا هذا الذی كان يدعو لنا فشفّعنا فيه فيشفّعهم الله،

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۵۲، حدیث/ ۸۸۹۴۔
[2] امالی صدوق صفحہ ۲۷۳؛ بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۵۔
[3] ثواب الاعمال صفحہ/ ۱۴۶، بحارالانوار جلد ۹۳ /صفحہ ۳۹۶۔

فینجو من النار"[1]

"جو مومن مرد یا مومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکا ہے یا قیامت تک آنے والا ہے وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والا ہے جو یہ دعا کرے: خدایا مومنین ومومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن اس انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین ومومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا"

امام جعفر صادق رسول خدا سے نقل فرماتے ہیں:

"اذا دعا احدکم فلیعمّ فإنّه اوجب للدعاء"[2]

"جب دعا مانگو تو سب کیلئے دعا مانگو کیونکہ اس طرح دعا ضرور قبول ہوتی ہے"

ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے مروی ہے:

جب انسان کہتا ہے:

"اللّهم إغفرللمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم وجميع الاموات ردّالله عليه بعدد ما مضى ومَنْ بقي من كلّ انسان دعوة"[3]

"پروردگار تمام زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کو بخش دے تو خداوند عالم اس کے گذشتہ اور آئندہ انسانوں کی تعداد کے برابر نیکی لکھ دیتا ہے"

عمومی دعا کے کچھ نمونے

ہم ذیل میں اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں عام دعا کے سلسلہ میں کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْنِ كُلَّ فَقِيْرٍ اَللّٰهُمَّ اشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ، اَللّٰهُمَّ اكْسُ كُلَّ عُرْيَانٍ اَللّٰهُم اقْضِ دَيْنَ مِنْ كُلِّ مَدِيْنٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ اَللّٰهُم رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ اَللّٰهُم فُكَّ كُلَّ اَسِيْرٍ اَللّٰهُم اَصْلِحْ كُلِّ فَاسِدٍ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُم اشْفِ كُلَّ مَرِيْضٍ، اَللّٰهُم سُدَّ فَقْرَنَا بِغِنَاكَ، اَللّٰهُم غَيِّرْ سُوْءَ حَالَنَا بِحُسْنِ حَالِكَ، وَصَلَّ اللّٰهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ"

"خدایا تو ہر فقیر کو غنی بنا دے، خدایا تو ہر بھوکے کو سیر کر دے، خدایا تو ہر برہنہ کو لباس پہنا، خدایا تو ہر قرضدار کا قرض ادا کر دے، خدایا ہر غمگین کے غم کو دور کر، خدایا ہر مسافر کو اس کے وطن پہنچا دے، خدایا ہر اسیر کو آزاد کر، خدایا مسلمانوں کے جملہ فاسد امور کی

[1] ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۷، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ/۳۸۶۔

[2] ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۷۔ بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ/۳۸۶۔

[3] فلاح السائل صفحہ/ ۴۳۔ بحار النوار جلد ۹۳ صفحہ/۳۸۷۔

اصلاح فرما، خدایا ہر مریض کو شفا عطا کر، خدایا ہمارے فقر کو اپنی مالداری سے درست کردے، خدایا ہماری بدحالی کو خوش حالی سے بدل دے، خدایا ہمارے قرض کو ادا کردے اور ہمارے فقر کو مالداری سے تبدیل کردے اور محمد اور ان کی آل پاک پر صلوات بھیج"

ان ہی نمونوں میں سے ہے:

"اللّهم وتفضّل على فقراء المؤمنين والمؤمنات بالغنىٰ والثروة، و علىٰ مرضى المؤمنين والمؤمنات بالشفاء والصحة، و علىٰ احياء المؤمنين و المؤمنات باللطف والكرامة وعلىٰ اموات المؤمنين والمؤمنات بالمغفرة والرحمة وعلىٰ مسافر المؤمنين والمؤمنات بالردّ الىٰ اوطانهم سالمين غانمين برحمتك ياارحم الراحمين وَصَلَّ اللهُ عَلىٰ سيدنا مُحَمَّدٍ خاتم النبيين وعترته الطَّاهِرِيْنَ"

"خدایا مومنین اور مومنات فقراء کو اپنے فضل سے دولت وثروت عطا کر، بیمار مومنین اور مومنات کو شفاوصحت عطا کر، زندہ مومنین اور مومنات پر لطف وکرم فرما، مردہ مومنین ومومنات پر بخشش ورحمت عطا فرما، اپنی رحمت سے مسافر مومنین ومومنات کو ان کے وطن میں صحیح وسالم واپس لوٹا اور ہمارے سید وسردار محمد خاتم النبیین اور ان کی آل پاک پر درود وسلام ہو"

صحیفۂ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللّهم وصلّ علىٰ التابعين منا يومنا هذا الىٰ يوم الدين وعلىٰ ازواجهم وعلىٰ ذرّياتهم وعلىٰ مَنْ اطاعك منهم صلواةً تعصمهم بها من معصيتك وتفسح لهم فى رياض جنتك وتمنعهم بها من كيد الشيطان وتعينهم بها علىٰ ما استعانوك عليه من برّ وتقيهم طوارق الليل والنهار الاّ طارقا يطرق بخيرٍ"

"خدایا ان تمام تابعین پر آج کے دن سے قیامت کے دن تک مسلسل رحمتیں نازل کرتے رہنا اور ان کی ازواج اور اولاد پر بھی بلکہ ان کے تمام اطاعت گذاروں پر بھی وہ صلوات ورحمت جس کے بعد تو انھیں اپنی معصیت سے بچالے اور ان کے لئے باغات جنت کی وسعت عطا فرمادے اور انھیں شیطان کے مکر سے بچالے اور جس نیکی پر امداد مانگیں ان کی امداد کردے اور رات اور دن کے نازل ہونے والے حوادث سے محفوظ بنادے۔ علاوہ اس حادثہ کے جو خیر کا پیغام لے کر آئے"

سرحدوں کے محافظوں کے حق میں دعا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ، وَحَصِّنْ ثُغُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِكَ وَاَيِّدْ حُمَاتُهَا بِقُوَّتِكَ وَاَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ كَثِّرْ عِدَّتَهُمْ وَاشْحَذْ اَسْلِحَتَهُمْ وَاحْرُسْ حَوْزَتَهُمْ وَامْنَعْ حَوْمَتَهُمْ وَاَلِّفْ جَمْعَهُمْ وَدَبِّرْ اَمْرَهُمْ وَوَاتِرْ بَيْنَ مِيَرِهِمْ وَتَوَحَّدْ بِكِفَايَةِ مُؤَنِهِمْ وَاعْضُدْهُمْ بِالنَّصْرِ وَاَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِ وَالْطُفْ لَهُمْ فِيْ الْمَكْرِ۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَعَرِّفْھُمْ مَایَجْھَلُوْنَ وَعَلِّمْھُمْ مَالَایَعْلَمُوْنَ وَ بَصِّرْھُمْ مَالَایُبْصِرُوْنَ"

"خدایا محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرمااوراپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرمااوراپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرمااوراپنے کرم سے ان کے عطایا کومکمل بنادے خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرمااورمجاہدوں کی تعداد میں اضافہ فرماان کے اسلحوں کو تیز وتند بنادے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما،ان کے حدودواطراف کی حراست فرماان کے اجتماع انس والفت پیدا کران کے امور کی تدبیر فرماان کی رسد کے وسائل کومتواتر بنادےاورتوتن تنہاان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہوجااپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کوقوی بنادےاورجوہرصبر کے ذریعہ ان کی امدادفرمااور باریک تدبیروں کاعلم عطافرما۔

خدایا محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرمااورمسلمانوں کوان تمام چیزوں سے باخبر کردے جن سے وہ ناواقف ہیں اوروہ تمام باتیں بتادے جنھیں نہیں جانتے ہیں اوروہ سارے مناظر دکھلادے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں"

صحیفہ سجادیہ میں ایک اورمقام پرامام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللّٰھم وایّما مسلم اھمّه امر الاسلام واحزنه تحزب اھل الشرك علیھم فنویٰ غزواً او همّ بجھاد فقعد به ضعف او ابطات به فاقة او اخرّہ عنه حادث او عرض له دون ارادته مانع فاکتب اسمه فی العابدین واوجب له ثواب المجاھدین واجعله فی نظام الشھداء والصالحین"

"خدایااورجس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہواوروہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہوکر جہاد کاارادہ کرےاورمقابلہ پرآمادہ ہوجائے لیکن کمزوری اسے بٹھادے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہوجائے اوراس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آجائے تواس کا نام بھی عبادت گزاروں میں لکھ دینااوراسے بھی مجاہدین کا ثواب عطافرمادینااورشہداء وصالحین کی فہرست میں اس کانام بھی درج کردینا"

دعامجاہدین الرسالیین صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین فرماتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ وَاَیُّمَامُسْلِمٍ خَلَفَ غَازِیاً اَوْمُرَابِطاً فِیْ دَارِهٖ اَوْتَعَھَّدَخَالِفِیْهِ فِیْ غَیْبَتِهٖ اَوْاَعَانَهُ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهٖ، وَاَمَدَّهُ بِعِتَادٍ، اَوْرَعیٰ لَهُ مِنْ وَّرَائِهٖ حُرْمَةً فَاٰجِرْلَهُ مِثْلَ اَجْرِهٖ وَزْناً بِوَزْنٍ، وَمِثْلاً بِمِثْلٍ"

"اورخدایا جومردمسلمان کسی غازی یاسرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لےاوراس کے اہل خانہ کی حفاظت کرے یا اپنے مال سے اس کی مدد کرے یا جنگ کے آلات وابزار سے اس کی کمک کرے یا پس غیبت اس کی حُرمت کا تحفظ کرے تواسے بھی اسی جیسااجرعطاکرنا تاکہ دونوں کاوزن ایک جیسا ہو"

قرآن کریم میں دعا کے تین صیغے

قرآن کریم میں دعا کے لئے تین صیغے آئے ہیں:

۱۔ایک انسان کا خود اپنے لئے دعا کرنا۔

۲۔کسی دوسرے کے لئے دعا کرنا۔

۳۔کچھ افراد کا مل جل کر تمام مومنین کے لئے دعا کرنا۔

دعا کے سلسلہ میں ہم ذیل میں ان تینوں گروہوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں تا کہ مومنین کے لئے دعا کرنے میں ہم قرآن کے اسلوب سے واقف ہوسکیں:

۱۔اپنے لئے دعا

دعا کا یہ مشہور و معرف طریقہ ہے ہم قرآن کریم میں انبیاءعلیہم السلام اور صالحین کی زبانی اس طرح دعا کرنے کے بہت سے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں یا خدا کے وہ اپنے بندے جن کو اللہ نے اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دی ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے:

"رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾" [1]

"پروردگار تو نے مجھے ملک بھی عطا کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا تو زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دنیا وآخرت میں میرا والی اور سرپرست ہے مجھے دنیا سے فرمانبردار ہی اٹھانا اور صالحین سے ملحق کر دینا"

"وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا" [2]

"اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دیدے جو میری مددگار ثابت ہو۔

"قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾" [3]

"موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان سے لکنت

[1] سورۂ یوسف آیت/۱۰۱۔

[2] سورۂ اسراء آیت/۸۰۔

[3] سورۂ طٰہٰ آیت/۲۵۔۲۸۔

کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں"

"رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ"[۱]

"پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے۔

"رَبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۲۹﴾"[۲]

"اور یہ کہنا کہ پوردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ تو بہترین اتارنے والا ہے۔

"رَبِّ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوۡذُبِكَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾"[۳]

"اور کہئے کہ پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آ جائیں"

"رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُكۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۳﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۵﴾"[۴]

"خدایا مجھے علم وحکمت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم رکھ اور مجھے بھی نعمت کے باغ (بہشت) کے وارثوں میں قرار دے"

۲۔ دوسروں کے لئے دعا!

دوسرا طریقہ جس کے سلسلہ میں قرآنی نمونے اور شواہد موجود ہیں۔

خدا فرماتا ہے:

"وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿۲۴﴾"[۵]

"پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کے انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے"

ملت عرش کی مومنین کے لئے دعا:

"رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ِالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآىِٕهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ط

---

[۱] سورۂ انبیاء آیت/ ۸۹۔

[۲] سورہ مومنون آیت ۲۹۔

[۳] سورہ مومنون آیت ۹۷، ۹۸۔

[۴] سورہ شعراء آیت ۸۳۔۸۵۔

[۵] سورۂ اسراء آیت/ ۲۴۔

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝[1]

"خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے پر محیط ہے لہٰذا ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ کا اتباع کیا ہے اور انھیں جہنم سے بچا لے، پروردگار انھیں اور انکے باپ دادا از واج اور اولاد میں سے جو نیک اور صالح افراد ہیں انکو ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ بیشک تو سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے، اور انھیں برائیوں سے محفوظ فرما کہ آج جن لوگوں کو تو نے برائیوں سے بچا لیا گویا انھیں پر رحم کیا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے"

۳۔ اجتماعی دعا

قرآن کریم کا یہ سب سے مشہور طریقہ ہے اور قرآن کریم کی اکثر دعائیں اسی طرح کی ہیں اس سلسلہ میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝[2]

"ہم سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں"

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[3]

"اور دل میں یہ دعا تھی کہ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرما لے کہ تو بہترین سننے والا ہے"

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[4]

"پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنم سے محفوظ فرما"

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ[5]

"خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطا فرما"

مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ

---

[1] سورۂ غافر آیت/ ۷۔۹

[2] سورۂ حمد آیت ۶۔۷۔

[3] سورۂ بقرہ آیت ۱۲۷

[4] سورۂ بقرہ آیت ۲۰۱

[5] سورۂ بقرہ آیت ۲۵۰۔

عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ"[1]

"پروردگارہم جوکچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہوجائے اسکا ہم سے مواخذہ نہ کرنا خدایا ہم پرویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پرڈالا گیا ہے پروردگارہم پروہ بارنہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہوہمیں معاف کردینا ہمیں بخش دینا ہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولااور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مددفرما"

"رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَیۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ"[2]

"ان کا کہنا ہے کہ پروردگارجب تونے ہمیں ہدایت دے دی ہےتواب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اورہمیں اپنے پاس سے رحمت عطافرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے"

"رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾"[3]

"پروردگارہم نے اس منادی کوسنا جو ایمان کی آواز لگارہاتھا کہ اپنے پروردگار پرایمان لے آؤتو ہم ایمان لے آئے پروردگاراب ہمارے گناہوں کومعاف فرمااور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرمااورہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشورفرما پروردگارجوتونے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے اسے عطافرمااورروز قیامت ہمیں رسوانہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا"

"رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِیۡنَ"[4]

"خدایا ہم پرصبر کی بارش فرمااورہمیں مسلمان دنیا سے اٹھانا"

"اِنَّهٗ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡ عِبَادِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ"[5]

"پروردگارہم ایمان لائے ہیں لہٰذاہمارے گناہوں کومعاف کردے اورہم پررحم فرما کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے"

"رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ٭ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا"[6]

"پروردگارہم سے عذاب جہنم کوپھیردے کہ اس کاعذاب بہت سخت اور پائیدار ہے"

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۲۸۶۔

[2] سورۂ آل عمران آیت ۸۔

[3] سورۂ آل عمران آیت ۱۹۳۔ ۱۹۴

[4] سورۂ اعراف آیت/۱۲۶۔

[5] سورۂ مومنون آیت ۱۰۹۔

[6] سورۂ فرقان آیت/ ۶۵۔

"رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"[1]

"خدایا ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے کہ تو یقیناہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے"

دعا کے تیسرے طریقہ کی تشریح وتفسیر

دونوں قسموں میں مومنین کے لئے دعا کی گئی ہے مگر دعا کی دوسری قسم میں ایک فرد کا تمام انسانوں کے لئے دعا کرنا بیان کیا گیا ہے اور تیسری قسم میں اجتماعی اعتبار سے دعا کرنے کو بیان کیا ہے اور ہم دعا کے اسی تیسرے طریقہ کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں:

۱۔جمیع (تمام) افراد کے لئے دعا کرنا یعنی انسان صرف اپنے لئے دعا نہیں کرتا بلکہ وہ سب کے لئے دعا کرتا ہے اور کبھی کبھی تنہا انسان کی دعا اس کے لئے مفید نہیں ہوتی جیسا کہ اگر کسی امت پر بلاو مصیبت نازل ہو تو یہ فرد بھی انھیں میں شامل ہوتا ہے یہاں تک کہ دوسرے افراد جو ظلم میں کسی کے شریک نہیں ہوتے ان پر بھی بلا نازل ہوجاتی ہے:

"وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً"[2]

"اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کو پہنچنے والا نہیں ہے"

ایسے موقع پر انسان کو سب کے لئے دعا اور استغفار کرنا چاہئے۔لہٰذا جب پروردگار عالم سب سے عذاب اٹھائے گا تو اس انسان سے بھی اٹھائے گا۔

"رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ"[3]

"تب سب کہیں گے کہ پروردگار اس عذاب کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لے آنے والے ہیں"

۲۔کبھی کبھی دعا کرنے والا تمام مومنین کا قائم مقام بن کر دعا کرتا ہے اور جب اس طرح کی دعا کی جاتی ہے تو اکثر کلمہ "ربنا" استعمال کرتا ہے گویا دعا کرنے والے کا قائم مقام بن کر سب کے لئے دعا کرتا ہے اور جن کے لئے دعا کرتا ہے ان سے اپنے نفس کو الگ نہیں کرتا جس طرح دعا کی دوسری قسم میں ہے،وہ (دعا کرنے والا) سب کا قائم مقام بن کر ان سب کے لئے دعا کرتا ہے، اپنے نفس کو خود انھیں لوگوں میں شامل کرتا ہے جن کے لئے وہ دعا کر رہا ہے یہی دعا بارگاہ خداوند عالم میں قبولیت کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔

خداوند عالم یا تو سب کی دعا کو رد کردے گا یا بعض انسانوں کے لئے قبول کرے گا اور بعض انسانوں کے لئے قبول نہیں کرے گا یا سب کے لئے دعا قبول کرے گا۔

خداوند عالم سب سے زیادہ کریم ہے وہ کہاں سب کی دعاؤں کو رد کرے۔بعض کے لئے اس کی دعا قبول کرلینا یہ اس کی

---

[1] سورۂ تحریم آیت/ ۸۔

[2] سورۂ انفال آیت/ ۲۵۔

[3] سورۂ دخان آیت/ ۱۲

شان کریمی نہیں ہے۔

یہیں سے یہ تیسرا فرضیہ کہ خداوند عالم سب کے حق میں دعا مستجاب کرتا ہے معین ہوجاتا ہے۔

دعا کی اس قسم میں انسان سب کی طرف سے اللہ تک پیغام پہنچا تا ہے اللہ کو سب کی طرف سے مخاطب کر کے کہتا ہے (ربنا)سب کا قائم مقام بنتا ہے اور سب کا پیغام اللہ تک پہنچا تا ہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک انسان دوسروں کا نمائندہ بن کر سب کا پیغام خدا تک پہنچانے کے لئے اپنے نفس کو پیش کرتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک لوگوں کا پیغام دعا کے ذریعہ پہنچا تا ہے جس طرح پروردگار عالم اپنا پیغام لوگوں تک پہنچا تا ہے اسی طرح لوگ اپنی حاجتوں کو خداوند عالم کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔

یہاں پر ہر انسان تمام انسانوں کا پیغام پہنچانے والا ہے اور تمام انسانوں کا قائم مقام بنتا ہے۔ یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ جب ہم اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں تو بازاروں اور سڑکوں میں ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے جدا کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق ہوتے ہیں جو نہ تو واپس کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو چھوڑا جا سکتا ہے، انسان اپنی ذات کو ہی سب کے سامنے مثالی کردار بنا کر پیش کرتا ہے، وہ بذات خود دوسروں کا قائم مقام بننا چاہتا ہے، وہ دوسروں کا قائم مقام بھی اسی وقت بنتا ہے جب تک دوسرا اس کو صاف طور پر سب کے سامنے اپنا قائم مقام نہ بنائے لیکن جب ہم نماز اور دعا کرتے ہیں تو یہ سب باتیں ختم ہوجاتی ہیں، ہم میں سے کوئی بھی اپنے نفس کو دوسروں سے جدا نہیں سمجھتا، گویا کہ ہم میں سے ہر ایک سب کا قائم مقام بن جاتا ہے اور یہ تمثیل کا طریقہ سب سے بہترین اور عمدہ طریقہ ہے (یعنی تمام انسانوں کا تمام انسانوں کا قائم مقام بننا اور سب کی نطق، ندا اور دعا میں رب العالمین کی بارگاہ میں سب کی نیابت کرنا)۔

اس سے بھی اچھی و بہتر بات یہ ہے کہ خداوند عالم سب کی طرف سے سب کی اس تمثیل نیابت اور رسالت کو قبول کرتا ہے، وہ اس کو رد نہیں کرتا اور نہ ہی انکار کرتا ہے، وہ دعا کرنے والے کو اس حالت میں سب کا قائم مقام بننے کے لئے قوت عطا کرتا ہے، جب ہم میں سے کوئی اپنی نماز میں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ [1] "، "ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ" کہتا ہے تو گویا سب نے مل کر سب کے لئے دعا کی اور اللہ سے ہدایت طلب کی ہے اور اس حالت میں دعا کی قدر و قیمت معلوم ہوجاتی ہے۔

بیشک ہم میں سے ہر نماز میں ہر ایک کی دعا سب کے لئے سب کی دعا کی طاقت رکھتی ہے۔ ایسی حالت میں دعا کرنا خداوند عالم کی بارگاہ میں رحم کی درخواست کرنا بہت بلند طاقت کا حامل ہے۔

اس سے بھی اہم اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان دعاؤں میں مسلمان ہر دن اللہ سے متعدد مرتبہ یہ درخواست کرتا ہے:

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "

"ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ"

---

[1] سورۂ حمد آیت ٦

بیشک تمام افراد مل کر تمام انسانوں کے قائم مقام بنتے ہیں، ریاضی کے حساب سے یہ دعا کے عجائب وغرائب میں شمار ہوتا ہے، دعامیں سب، سب کے لئے مجسم شکل میں بن کر سب کے قائم مقام ہوجاتے ہیں، ہم دوبارہ پھر دعا کی قدرو قیمت کے سلسلہ میں غوروفکر کرتے ہیں۔

اس اعتبار سے کہ تمام مومنین کیلئے دعا کی جارہی ہے لہٰذا دعا کی بڑی اہمیت ہے یہ عام مومنین کیلئے دعا کرنا خداوندعالم کے نزدیک بڑی اہمیت بڑھادیتا ہے۔

دعا کرنے والا شخص (ذاتی) طور پر پروردگار عالم سے دعانہیں کرتا بلکہ وہ تو تمام لوگوں کی دعاؤں کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ سب کا قائم مقام بنتا ہے اور خداوندعالم اس بندے سے اس کے سب کا قائم مقام ہونے کی نیابت قبول کرتا ہے، وہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں مجسم بنا کر پیش کرتا ہے اور خداوندعالم اس بندہ سے اِس تمثیل اور دوسروں کی نیابت کو قبول کرتا ہے۔

مومنین بعض افراد کے دوسرے بعض افراد سے تمثیل وتشبیہ دینے کو قبول کرتے ہیں اور یہاں پر تمثیل وتشبیہ سے مراد فرد کا اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ پیش کرنا نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی تشبیہ ہے جس کو پروردگار عالم قبول کرتا ہے اور جو افراد اللہ کی بارگاہ میں کسی دوسرے فرد کی نیابت کرتے ہیں یہ تمثیل وتشبیہ شرعی ہے اور خداوندعالم کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

اس صورت میں دعا سب کی دعاؤں کی طاقت رکھتی ہے جب ہم میں سے کوئی شخص اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"

"ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ"

گویا سب نے مل کر خدا سے دعا کی، اس درجہ اور طاقت وقوت کی حامل دعا کو ہر مسلمان ہر روز نماز میں خداوندعالم سے کرتا ہے اور سب کا قائم مقام بن کر سب کیلئے دعا کرتا ہے۔

ہر دن لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ اسی طرح گڑگڑاتے ہیں اور دسیوں مرتبہ اس سے رحم وعطوفت کی درخواست کیا کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ جس پروردگار کو ہم روزانہ دسیوں مرتبہ پکارتے ہیں اسی نے ہم کو ہدایت کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم اس سے تمام لوگوں کی ہدایت طلب کریں اسی نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس دعا میں سب کی نیابت کریں اور وہ ہماری نیابت کو قبول کرتا ہے۔

کیا ان تمام باتوں کے باوجود بھی خداوندعالم کا ہماری دعا کے قبول نہ کرنے کا امکان ہے؟ ہرگز نہیں۔

ب۔ مخصوص مومنین کیلئے دعا

جس طرح اسلامی روایات میں عام مومنین کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے اسی طرح مخصوص مومنین کا نام لے کر ان کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے۔

دعا کے اس رنگ میں الگ ہی نکھار ہے اور دعا کرنے والے کے نفس میں اس نکہت اور اثر کے علاوہ بھی ایک اثر ہے جو عمومیت کے لئے تھا کیونکہ دعا کا یہ رنگ ان منفی اثرات کو ختم کر دیتا ہے جو کبھی دوطرفہ اور افراد کے اجتماعی تعلقات پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں اور کبھی مومنین کی جماعتوں پر اثر انداز ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مومن خداوند عالم سے اپنے مومن بھائیوں کا نام لے کر رحمت ومغفرت کی دعا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ حسد اور نفرت وغیرہ دور ہو جاتے ہیں جن کو وہ ان کی طرف سے کبھی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

اس وقت دعا کی تین حالتیں ہوتی ہیں؟

ا۔ دعا کرنے والا اللہ سے لولگا تا ہے۔

۲۔ دعا کرنے والا روئے زمین پر بسنے والی امت مسلمہ اور طول تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے دونوں سے رابطہ رکھتا ہے۔

۳۔ وہ اپنے برادران اور رشتہ داروں سے رابطہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس کی زندگی کا بہت ہی وسیع میدان ہے۔

اسلامی روایات میں نام لے کر دعا کرنے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

ہم ذیل میں ان عناوین کے متعلق وارد ہونے والی روایات کے نمونے بیان کر رہے ہیں:

1۔ غائب مومنین کیلئے دعا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

"دعاء المرء لاخيه بظهر الغيب يدر الرزق، ويدفع المكروه"[1]

"انسان کے غائب مومنین کیلئے دعا کرنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے اور بلائیں، مشکلیں دور ہوتی ہیں"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

"اوشك دعوة واسرع اجابة دعاء المرء لاخيه بظهر الغيب"[2]

"انسان کی غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے"

ابوخالد قماط سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"اسرع الدعاء نجحا للاجابة دعاء الاخ لأخيه بظهر الغيب. يبدأ بالدعاء لاخيه فيقول له ملك موكّل به: آمين ولك مثلاه"[3]

"غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے جب انسان اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرنا شروع کرتا ہے تو

---

[1] اصول کافی/ ۴۳۵، وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۴۵، حدیث/ ۸۸۶۷۔

[2] اصول کافی/ ۴۳۵۔

[3] اصول کافی/ ۴۳۵۔

دعا کرنے والے کا موکل فرشتہ اس کی دعا کے بعد آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا"

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق سے اور آپ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

"لیس شیء اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب"[1]

"غائب شخص کی غائب شخص کیلئے دعا جتنی جلدی قبول ہوتی ہے کوئی چیز اُتنی جلدی قبول نہیں ہوتی ہے"

جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

"یاعلی اربعة لاترد لهم دعوة: امام عادل، والوالد لولده، والرجل یدعو لاخیه بظهر الغیب، والمظلوم۔ یقول الله عزّ وجلّ: وعزّتی وجلالی لأنتصرنّ لك ولو بعد حین"[2]

"اے علی، چار آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے: امام عادل، باپ کا اپنے بیٹے کیلئے دعا کرنا، انسان کا اپنے غائب بھائی، اور مظلوم کیلئے دعا کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کرونگا اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ کروں"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"مَنْ دعا لمؤمن بظهر الغیب قال الملك: فلك بمثل ذلك"[3]

"جو انسان کسی غائب مومن شخص کیلئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا"

حمران بن اعین سے مروی ہے:

میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تو آپ نے فرمایا:

"اوصیك بتقوی الله وایاك والمزاح فانه یذهب بهیبة الرجل وماء وجهه، وعلیك بالدعا لاخوانك بظهر الغیب، فانّه یهیل الرزق۔ یقولها ثلاثاً"[4]

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، مذاق کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس سے انسان کی ہیبت اور اس کے چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرو چونکہ اس طرح رزق میں وسعت ہوتی ہے" آپ نے ان جملوں کو تین مرتبہ دُہرایا"

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"الدعاء لاخیه بظهرالغیب یسوق الیٰ الداعی الرزق، ویصرف عنه البلاء، ویقول

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۴۶، حدیث/ ۸۸۷۔
[2] خصال صدوق جلد ۱ صفحہ/ ۹۲ اور فقیہ جلد ۵ صفحہ/ ۵۲۔
[3] امالی طوسی جلد ۲ صفحہ/ ۹۵۔ بحارالانوار جلد ۹۳۔ صفحہ/ ۳۸۴۔
[4] السرائر صفحہ/ ۴۸۴۔ بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۸۷۔

الملك:ولك مثل ذلك"[1]

"اپنے کسی غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرنا رزق کی طرف دعوت دیناہے، اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے: تمہار ے لئے بھی ایسا ہی ہے"

2: چالیس مومنوں کیلئے دعا

اسلامی روایات میں نام بنام چالیس مومنوں کیلئے اور انھیں اپنے نفس پر مقدم کر کے دعا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

علی بن ابراہیم نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"مَنْ قدّم فی دعائه اربعین من المؤمنین، ثم دعا لنفسه استجیب له"[2]

"جوانسان اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس مومنوں کے لئے دعا کرتا ہے اسکی دعا مستجاب ہوتی ہے"

عمر بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

"مَنْ قدّم اربعین رجلا من إخوانه قبل أنْ یدعو لنفسه استجیب له فیهم و فی نفسه"[3]

"جس نے اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے اپنے چالیس بھائیوں کے لئے دعا کی تو پروردگار عالم اس کی دعا ان کے اور خود اس کے حق میں قبول کرتا ہے"

3: دعا میں دوسروں کو ترجیح دینا

ابوعبیدہ نے ثویر سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن الحسین علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

"انّ الملائکة اذا سمعوا المؤمن یدعو لأخیه المؤمن بظهر الغیب، اویذکره بخیر، قالوا: نعم الأخ انت لأخیك، تدعوله بالخیر، و هو غائب عنك و تذکره بخیر، قد اعطاك الله عزّوجلّ مثلَی ما سألت له، و اثنیٰ علیك مثلی ما اثنیت علیه، ولك الفضل علیه"[4]

"جب فرشتے کسی مومن کو اپنے غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتے ہوئے یا اسکو اچھائی سے یاد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: ہاں وہ تمہارا بھائی ہے تم اس کیلئے خیر کی دعا کرو، وہ تمہارے پاس نہیں ہے تم اسکو خیر کے ساتھ یاد کرو خداوند عالم تم کو اسی کے مثل عطا کرے گا جو تم نے اس کیلئے خدا سے مانگا ہے ویسی ہی تعریف تمہاری ہے جو تعریف تم نے اس کے لئے کی ہے اور تمہارے لئے

---

[1] امالی طوسی ج ۲ ص ۲۹۰، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۷

[2] المجالس صفحہ ۲۷۳؛ بحار الانوار جلد ۹۳ / ۳۸۴؛ وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۵۴، حدیث/ ۸۸۹۸۔

[3] المجالس صفحہ ۲۷۳؛ الامالی صفحہ ۲۷۳؛ وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۵۴، حدیث/ ۸۸۹۸۔

[4] اصول کافی/ ۵۳۵، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷، وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۴۹، حدیث/ ۸۸۸۲۔

فضل ہے۔

یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن جندب سے نقل کیا ہے:

"الداعی لاخیه المؤمن بظهر الغیب ینادیٰ من عنان السماء:لك بکل واحدة مائة الف"[1]

" میں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:غیر حاضر مومن کے لئے دعا کرنے والے کو عنانِ سماء سے آواز آتی ہے:تمہارے لئے ایک دعا کے عوض ایک لاکھ دعائیں ہیں"

ابن ابوعمیس نے زید نرسی سے نقل کیا ہے:

"کنت مع معاویة بن وهب فی الموقف وهو یدعو، فتفقدت دعاء ه فما رأیته یدعو لنفسه بحرف، ورأیته یدعو لرجل رجل من الآفاق ویُسمّیهم، ویُسمّی آباء هم حتّی افاض الناس۔

فقلت له:یاعمّ لقد رأیت عجباً!

قال:وما الذی أعجبك مما رأیت؟

قلت:ایثارك اخوانك علی نفسك فی مثل هذا الموضع، وتفقدك رجلاّ رجلاً۔

فقال لی:لاتعجب من هٰذایابن اخی، فانی سمعت مولی... وهویقول من دعالأخیه بظهر الغیب ناداه ملك من السماء الدنیا:یاعبد الله،لك مائة ألف وضعف مماّدعوت..."الخ[2]

"میں موقف(حج)میں معاویہ بن وہب کے ساتھ تھا وہ اپنے علاوہ سب کے لئے دعا کر رہے تھے اپنے لئے دعا کا ایک بھی فقرہ نہیں کہہ رہے تھے اورآفاق میں سے ایک ایک شخص اوران کے آباؤاجداد کا نام لے لے کران کے لئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ سب کوچ کر گئے۔

میں نے ان کی خدمت عرض کیا:اے چچا میں نے بڑی عجیب چیز دیکھی انھوں نے کہا:تم نے کیا عجیب چیز دیکھی؟

میں نے عرض کیا:اس طرح کے مقام پرآپ کا اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے برادران کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ایک کر کے سب چلے گئے۔

انھوں نے مجھ سے کہا:اے برادرزادہ اس بات سے متعجب نہ ہو میں نے اپنے مولا کو یہ فرماتے سنا ہے:۔۔۔جس نے اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کی توآسمان کے فرشتے اس کوآواز دیتے ہیں جو کچھ تم نے اس کیلئے دعا کی ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن سے نقل کیا ہے:

---

[1] رجال کشی صفحہ ۳۶۱۔

[2] عدۃ الداعی صفحہ/۱۲۹،بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷،وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۴۹،حدیث/ ۸۸۸۵۔

"رأیت امی فاطمة قامت فی محرابها لیلة جمعتها، فلم تزل راکعة، ساجدة حتیٰ اتضح عمود الصبح، و سمعتها تدعو للمؤمنین و المؤمنات، و تسمّیهم و تُکثر الدعاء لهم و لا تدعو لنفسها بشیء فقلت لها: یا اُماه: لم لا تدعین لنفسك، کما تدعین لغیرك؟ فقالت: یا بُنّی، الجار ثم الدار"[1]

"میں نے اپنی مادر گرامی کو شب جمعہ ساری رات محراب عبادت میں رکوع وسجود کرتے دیکھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی تھی اور آپ مومنین اور مومنات کا نام لے لے کر بہت زیادہ دعائیں کیا کرتی تھیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتی تھیں۔ میں نے آپ کی خدمت مبارک میں عرض کیا: اے مادر گرامی آپ اپنے لئے ایسی دعا کیوں نہیں کرتیں جیسی دوسروں کیلئے کرتی ہیں؟

تو آپ نے فرمایا: اے میرے فرزند، پہلے ہمسایہ اور پھر گھر والے ہیں"

ابونا تانہ نے حضرت علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کیا ہے:

"رأیت عبد الله بن جندب فی الموقف فلم أر موقفاً أحسن من موقفه، ما زال مادّاً یدیه الی السماء ودموعه تسیل علی خدیه حتّیٰ تبلغ الارض. فلما صدر الناس قلت له: یاأبامحمّد، ما رأیت موقفاً أحسن من موقفك! قال: والله مادعوت الّا لاخوانی، وذلك أنّ أباالحسن موسیٰ بن جعفر أخبرنی أنّه مَن دعالاخیه بظهر الغیب نُودی من العرش: ولك مائة ألف ضعف. فکرهت أن أدع مائة ألف ضعف مضمونة لواحدة لاأدری تستجاب أم لا"[2]

"میں نے عبد اللہ بن جندب کو موقف حج میں دیکھا اور اس سے بہتر میں نے کسی کا موقف نہیں دیکھا آپ مسلسل اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو آپ کے رخساروں سے بہہ کر زمین پر ٹپک رہے تھے، جب سب ہٹ گئے تو میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو محمد، میں نے آپ کے موقف سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا! انھوں نے کہا: میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے دعا کر رہا تھا اسی وقت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ جو اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کو عرش سے ندا دی جاتی ہے: تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے: لہٰذا مجھ کو یہ نا گوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضمانت شدہ نیکیوں کو ترک کر دوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہیں"

عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے: میں عبد اللہ بن جندب کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو صفا (پہاڑی کے نام) پر کھڑے دیکھا اور دوسرے ایک سن رسیدہ آدمی کو دعا میں یہ کہتے سنا: کہ خدا اے افلاں فلاں کو بخش دے جن کی تعداد کو میں شمار نہ کر سکا۔ جب وہ نماز کا سلام تمام کر چکے تو میں نے ان سے عرض کیا: میں نے آپ سے بہتر کسی کا موقف نہیں دیکھا لیکن میں نے

[1] علل الشرائع صفحہ/ ۱۷۔
[2] امالی صدوق صفحہ ۲۷۳؛ بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۴۔

آپ میں ایک قابل اعتراض بات دیکھی ہے۔انھوں نے کہا کیا دیکھا؟ میں نے ان سے کہا: آپ اپنے بہت سے برادران کے لئے دعا کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کو اپنے لئے دعا کرتے نہیں دیکھا تو عبداللہ بن جندب نے کہا: اے عبداللہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے:

"مَن دعالاخیه المؤمن بظهر الغیب نودی من عنان السماء:لك یاهذا مثل ماسألت فی اخیك مائة الف ضعف فلم أحبّ أن أترُك مائه ألف ضفع مضمونة بواحدة لاادری أتستجاب ام لا"۔[1]

"جس نے اپنے غیر حاضر مومن بھائی کے لئے دعا کی تو اس کو آسمان سے ندا دی جاتی ہے، جو کچھ تم نے اپنے مومن بھائی کے لئے سوال کیا ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے لہٰذا مجھ کو یہ نا گوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضمانت شدہ نیکیو ں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہیں"

ابن عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ:

"کان عیسیٰ بن اعین اذاحجّ فصار الی الموقف اقبل علیٰ الدعاء لاخوانه حتّیٰ یفیض الناس، فقیل له:تنفق مالك، و تتعب بدنك، حتّیٰ اذاصرت الی الموضع الذی تبث فیه الحوائج الی الله اقبلت علی الدعاء لاخوانك، وتترك نفسك فقال:اننی علیٰ یقین من دعاء الملك لی وشك من ا لدعاء لنفسی"۔[2]

"جب عیسیٰ بن اعین حج کرتے وقت موقف پر پہنچے تو انھوں نے اپنے برادران کے لئے دعا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ چلے گئے۔

ان سے سوال کیا گیا: آپ نے مال خرچ کیا، مشقتیں برداشت کیں اور آپ نے دوسرے برادران کے لئے دعائیں کیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی تو انھوں نے کہا: مجھ کو یقین ہے کہ فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے اور مجھے خود اپنے نفس کے لئے دعا کرنے میں شک ہے"

ابراہیم بن ابی البلاد (یا عبداللہ بن جندب) سے مروی ہے:

"قال کنت فی الموقف فلما افضت لقیت ابراهیم بن شعیب، فسلّمت علیه، وکان مصاباً بإحدیٰ عینیه و اذا عینه الصحیحة حمراء کأنّها علقة دم، فقلتله: قد أصیت بإحدیٰ عینیك، و انا مشفق لك علی الاخریٰ فلو قصرت عن البکاء قلیلاً قال: لا و الله یا أبا محمّد، ما دعوت لنفسی الیوم

---

[1] فلاح السائل صفحہ/ ۴۳، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۹۰۔۳۹۱۔

[2] الاختصاص صفحہ ۶۸، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲۔

بدعوة؟۔

فقلت:فلمن دعوت؟

قال:دعوت لاخوانی:سمعت اباعبدالله علیّه السلام یقول:مَن دعا لاخیه بظهر الغیب، وکّل الله به ملکاً یقول: و لك مثلاه فاردت ان اکون انما ادعو لاخوانی ویکون الملك یدعولی لانی فی شك من دعائی لنفسی، ولست فی شك من دعاء الملك لی"[1]

"جب میں موقف میں تھا تو میری ابراہیم بن شعیب سے ملاقات ہوئی میں نے ان کوسلام کیا تو ان کی ایک آنکھ پر مصیبت کے آثار نمایاں تھے اوران کی صحیح آنکھ اتنی سرخ تھی گویا خون کا ٹکڑا ہو تو میں نے ان سے کہا: تمہاری ایک آنکھ خراب ہوگئی ہے لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کم گریہ کریں اور دوسری آنکھ کی خیر منائیں۔

انھوں نے کہا: اے ابومحمد خدا کی قسم آج میں نے اپنی ذات کیلئے ایک بھی دعا نہیں کی ہے میں نے کہا: تو آپ نے کس کیلئے دعا کی ہے؟

انھوں نے کہا: میں نے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے: کیونکہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے: جس نے اپنے غائب (غیر حاضر) مومن بھائی کیلئے دعا کی تو خداوند عالم اس پر ایک ایسے فرشتہ کو معین فرما دیتا ہے جو یہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے۔ میں نے اسی مقصد وارادہ سے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے اور فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے مجھے اس سلسلہ میں کوئی شک ہی نہیں ہے حالانکہ مجھکو اپنی ذات کیلئے دعا کرنے میں شک ہے"

۳۔والدین کے لئے دعا!

والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کے حق میں دعا کرنا ہے اور نیز ان کے ساتھ احسان کرنے کے بہت زیادہ مصادیق ہیں۔

انسان اُن کی طرف سے صدقہ دے، ان کی طرف سے حج بجالائے، ان کی نمازیں ادا کرے، ان کیلئے دعا کرے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"ما یمنع الرجل منکم ان یبرّ والدیه حیین او میتین یصلی عنهما، و یتصدق عنهما، ویصوم عنهما، فیکون الذی صنع لهما، وله مثل ذالك، فیزیده الله عزّ وجلّ ببرّه (وصلته) خیراً کثیراً"

"تم میں سے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا چاہئے چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی نمازیں ادا کرے، ان کی طرف سے صدقہ دے، حج بجالائے اور ان کے روزے رکھے پس جو کچھ وہ ان کیلئے کرے گا ویسا ہی اس کیلئے ہوگا اللہ عزوجل اس کی

[1] الاختصاص صفحہ ۸۴، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲۔

نیکیوں اور صلہ میں بہت زیادہ اضافہ کرے گا“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے:

کان ابی یقول: خمس دعوات لا یحجبن عن الرّب تبارك وتعالیٰ:

۱۔ دعوة الامام المقسط۔

۲۔ و دعوة المظلوم، یقول الله عزّ وجلّ: لأنتقمن لك ولو بعد حین۔

۴۔ ودعوة الوالد الصالح لولده۔

۵۔ ودعوة المؤمن لاخیه بظهر الغیب، فیقول: ولك مثلاه۔ [1]

”میرے والد بزرگوار کا فرمان ہے: پانچ دعائیں ایسی ہیں جن کے مابین اللہ سے کوئی حجاب نہیں:

۱۔ عادل امام کی دعا۔

۲۔ مظلوم کی دعا، اللہ عزوجل کہتا ہے: میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگر چہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ لوں۔

۳۔ نیک اولاد کی اپنے والدین کیلئے دعا۔

۴۔ نیک باپ کا اپنے فرزند کیلئے دعا کرنا۔

۵۔ مومن کا اپنے غائب (غیر حاضر) بھائی کیلئے دعا کرنا، اس سے کہا جاتا ہے: تمہارے لئے بھی اس کے مثل ہے“

والدین کے لئے دعا کرنے کے سلسلہ میں صحیفہ سجادیہ میں دعا وارد ہوئی ہے:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاخْصُصْ اَبَوَيَّ بِأَفْضَلِ مَاخَصَصْتَ بِهِ آبَاءَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاُمَّهَاتِهِمْ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَاتُنْسِنِيْ ذِكْرَهُمَافِيْ اَدْبَارِصَلَوَاتِيْ كلّ آن وَفِيْ اِنَاًمِنْ آنَاءِ لَيْلِيْ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ نَهَارِيْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاغْفِرْ لِيْ بِدُعَائِيْ لَهُمَاوَاغْفِرْلَهُمَابِبِرِّهِمَا بِيْ مَغْفِرَةً حتماً وَارْضَ عَنْهُمَابِشَفَاعَتِيْ لَهُمَارِضيً عَزْماًوَبَلِّغْهُمَابِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتِكَ لَهُمَافَشَفِّعْهُمَافِيَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتَكَ لِيْ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِمَاحَتّٰى نَجْتَمِعَ بِرَافَتِكَ فِيْ دَارِ كَرَامَتِكَ وَمَحَلِّ مَغْفِرَتِكَ وَرَحْمَتِكَ“

”خدایا محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، خدایا! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا نہ نمازوں کے بعد اور نہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں، خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انھیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گذارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہو جا اور اپنی کرامت کی

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴ / ۱۱۵۳، حدیث/ ۸۸۹۵۔

بنا پر انھیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچادے،اور خدایا!اگر توانھیں پہلے بخش چکا ہےتواب انھیں میرے حق میں شفیع بنادے اور اگر میری بخشش پہلے ہوجائےتو مجھے ان کے حق میں سفارش کاحق عطا کر دینا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت ورحمت کے محل میں جمع ہوجائیں"

۴۔اپنی ذات کیلئے دعا!

یہ دعا کی منزلوں میں سے آخری منزل ہے پہلی منزل نہیں ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسلام انسان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں اپنے معیشتی امور میں نیز دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے کے سلسلہ میں ناچیز سمجھے اور دوسروں کوخود پر ترجیح دے جس طرح اسلام انسان سے یہی مطالبہ دعا کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے۔

لیکن انسان کوخداوندعالم کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت اپنےنفس کوفراموش نہیں کرنا چاہئے۔ہم کواپنی ذات کیلئے اللہ سے کیا سوال کرنا چاہئے؟اورہمیں کیسے دعا کرنا چاہئے؟

ہم اس سلسلہ میں انشاءاللہ عنقریب بحث کریں گے۔

1۔ہرلازم چیز کے لئے دعا!

ہم کوخداوندعالم سے اپنی ضروریات کی وہ تمام چیزیں طلب کرنی چاہئیں جو ہماری دنیاوآخرت کے لئے اہم ہیں۔ہم کواس سے ہر برائی اورشر سے اپنی دنیاوآخرت میں دور رہنے کا سوال کرنا چاہئے بیشک خیر کی تمام کنجیاں اوراس کے اسباب خداوندعالم کے پاس ہیں کوئی چیزاس کے ارادے کے متحقق ہونے میں مانع نہیں ہوسکتی ہے،نہ ہی کوئی چیزاس کو عاجز کرسکتی ہےاورنہ ہی وہ اپنے بندوں پرخیراوررحمت کرنے میں بخل کرتا ہے۔

جب خداوندعالم کسی چیز کےعطا کرنے اوردعامستجاب کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتا ہےتو یہ کتنی بری بات ہے کہ انسان اللہ سےسوال اوردعا کرنے میں بخل سے کام لے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:

"لوانّ اوّلکم وآخرکم وحیّکم ومیّتکم اجتمعوا فتمنّیٰ کلّ واحد ما بلغت امنیّته فأعطیته،لم ینقص ذلك من ملكی"[1]

"اگرتمہارے پہلےاورآخری،مردہ اورزندہ جمع ہوکر مجھ سے اپنی اپنی آرزو بیان کریں تو میں ہرایک کی آرزو پوری کرونگااور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی"

---

[1] بحارالانوارجلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

"لو انّ اهل سبع سماوات وأرضين سألوني جميعاً، واعطيت كلّ واحد منهم مسألته مانقص ذلك من ملك وكيف ينقص ملك أنا قيّمه"[1]

"اگر ساتوں زمین اور آسمان والے مل کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کرونگا اور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی اور کمی آئے بھی کیسے جب میں نے ہی خود اس کو خلق کیا ہے"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث میں آیا ہے:

"سلوا الله واجزلوا؛ فانّه لايتعاظمه شيءٌ"[2]

"خداوند عالم سے مانگو اور زیادہ مانگو چونکہ اس کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں ہے"

روایت کی گئی ہے:

"لاتستكثروا شيئاً مما تطلبون، فما عند الله اكثر"

"اپنی دعاؤں میں کسی چیز کو زیادہ مت سمجھو چونکہ خداوند عالم کے نزدیک جو کچھ بھی ہے زیادہ ہے"

اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں دعا میں ہر خیر کی طلب اور ہر برائی سے دور رہنے کے لئے خداوند عالم سے سوال کرنا عام طور پر بیان ہوا ہے۔

ہم ذیل میں بعض نمونے بیان کر رہے ہیں:

رجب المرجب کے مہینہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا وارد ہوا ہے:

"يَامَنْ يُعْطِي الْكَثِيْرَبِالْقَلِيْلِ يَامَنْ يُعْطِي مَنْ سَأَلَهُ يَامَنْ يُعْطِي مَنْ لَمْ يَسْأَلْهُ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ تَحَنُّنًا مِنْهُ وَرَحْمَةً اَعْطِنِيْ بِمَسْئَلَتِيْ اِيَّاكَ جَمِيْعَ خَيْرِالدُّنْيَا وَجَمِيْعَ خَيْرِ الآخِرَةِ وَاصْرِفْ عَنِّيْ بِمَسْئَلَتِيْ اِيَّاكَ جَمِيْعَ شَرِّالدُّنْيَا وَشَرِّ الآخِرَةِ فَاِنَّهُ غَيْرُ مَنْقُوْصٍ مَا اَعْطَيْتَ وزدني مِنْ فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ"

"اے وہ خدا جو کم کے مقابلہ میں زیادہ عطا کرتا ہے، اے وہ خدا جو سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے دونوں کو عطا کرتا ہے اور جو اس کو نہ پہچانے، میرے سوال کرنے کی بنا پر مجھ کو بھی اپنی رحمت ولطف سے عطا کر، دنیا کی کل نیکی اور آخرت کی تمام نیکیاں، میرے سوال کے مطابق مجھ کو عطا کردے اور دنیا وآخرت کی تمام برائیاں مجھ سے دور فرمادے کیونکہ تیری عطا میں نقص نہیں ہے اور میرے لئے اپنے فضل کو زیادہ کر اے کریم!"

"اللّهم انّي اسألك مفاتح الخير وخواتمه وسوابغه وفوائده وبركاته ومابلغ علمه علمي

[1] بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۳۔

[2] بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۲۔

وما قصر عن احصائه حفظی"

"یَامَنْ هُوَفِیْ عُلُوِّهِ قَرِیْبٌ. یَامَنْ هُوَفِیْ قُرْبِهِ لَطِیْفٌ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ محمد اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ لِدِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهِ"

"خدایا میں تجھ سے خیر کی کنجیاں، عاقبت بخیر، نعمتیں، فوائد برکات نیز جس کا علم مجھے نہیں ہوسکا ہے اور جس چیز کا احاطہ کرنے سے میری یادداشت قاصر ہے سب کا سوال کرتا ہوں"

اے وہ خدا جو اپنی برتری میں قریب ہے اے وہ خدا جو اپنے قرب میں لطیف ہے درود و رحمت ہو محمد و آل محمد پر، اے خدا میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور آخرت میں خیر کی دعا کرتا ہوں اور تمام برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں"

"وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّدٍوَاَخْرِجْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّدٍ"

"اے میرے مولا مجھ کو ہر اس نیکی میں داخل کردے جس میں تو نے محمد و آل محمد علیہم السلام کو داخل کیا ہے اور مجھ کو ہر اس برائی سے نکال دے جس سے تو نے محمد و آل محمد کو نکال دیا ہے"

"وَاکْفِنِیْ مَااَهَمَّنِیْ مِنْ اَمْرِدُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ"

"اور مجھ کو دنیا و آخرت کے ان امور سے محفوظ رکھ جو میرے لئے دشواری کا سبب ہیں"

"اَللّٰهُمَّ لَاتَدَعْ لِیْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمّاً اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا سُقْماً اِلَّا شَفَیْتَهُ وَلَا عَیْباً اِلَّا سَتَرْتَهُ وَلَا رِزْقاً اِلَّا بَسَطْتَهُ وَلَا خَوْفاً اِلَّا آمَنْتَهُ وَلَا سُوْءاً اِلَّا صَرَفْتَهُ وَلَاحَاجَةً هِیَ لَكَ رِضاً وَلِیَ فِیْهَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَهَا یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"

"خدایا! میرے لئے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے اور نہ کسی غم کو مگر اس کو خوشی سے بدل دے اور نہ کسی مرض کو مگر یہ کہ تو شفا دیدے اور نہ کسی عیب کو مگر اس کو چھپا دے نہ کسی رزق کو مگر اسے زیادہ کردے اور نہ کسی خوف کو مگر اس سے امان دیدے اور نہ کسی برائی کو مگر اسے دور کردے اور نہ کسی حاجت کو جس میں تیری رضا اور جس میں میرے لئے صلاح ہو مگر تو اس کو پورا کردے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے"

"یَامَنْ بِیَدِهِ مَقَادِیْرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَبِیَدِهِ مَقَادِیْر النَّصْرِ وَ الْخُذْلَانِ. وَبِیَدِهِ مَقَادِیْر الغِنیٰ وَ الْفَقْر وَ بِیَدِهِ مَقَادِیْر الخَیْر وَ الشّرّ. صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ محمد. وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ الَّذِیْ هُوَ مِلَاكُ اَمْرِیْ وَ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعِیْشَتِیْ. وَ آخِرَتِیْ الَّتِیْ اِلَیْهَا مُنْقَلِبِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ... اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ. وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ مَکَارِهِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ"

"اے وہ ذات جس کے اختیار میں دنیا و آخرت کے اندازے ہیں کامیابی اور شکست کے اندازے ہیں مالداری اور غربت

کا اختیار ہے محمد وآل محمد پر درود بھیج اور مجھے میری اس دنیا میں برکت دے جو میرے امر کا معیار ہے اور اسی دنیا میں برکت دے جس میں میری روزی ہے اور اس آخرت میں برکت دے جہاں مجھے جانا ہے میرے تمام امور میں برکت دے۔۔۔میں زندگی اور موت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا وآخرت کی ناگواریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

"أسالُك بنور وجهك الذی اشرقت به السماوات وانكشفت به الظلمات وصلح عليه امر الاولين والاخرين ان تصلی علی محمّد وآل محمّد وان تصلح لی شأنی كلّه ولاتكلنی الی نفسی طرفة عين ابداً"

"میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے صدقہ میں سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ آسمان چمکے تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس پر آنے والوں اور گذر جانے والوں کا معاملہ درست ہوا تو محمد وآل محمد پر درود بھیج اور یہ کہ تو میرے لئے میرے پورے معاملہ کو درست کر دے اور مجھ کو ایک لحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر" سحری سے متعلق دعا میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اكْفِنِی الْمُهِمَّ كُلَّهُ، وَاقْضِ لِیْ بِالْحُسْنیٰ، وَبَارِكْ فِیْ جَمِيْعِ اُمُوْرِیْ وَاقْضِ لِیْ جَمِيْعَ حَوَائِجِیْ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِیْ مَا اَخَافُ تَعْسِيْرَهُ فانّ تيسير ما اخاف تعسيره عليك يسير وسهّل لی ما اخاف حزونته ونفّس عنی ما أخاف ضيقه و كفّ عنی ما أخاف غمّه واصرف عنی ما أخاف بليّته"

"اور ہمارے تمام اہم امور کے لئے کافی ہو جا اور انجام بخیر کر اور مجھ کو برکت دے تمام امور میں اور میری تمام حاجتوں کو پورا کر خدایا! میرے لئے آسان کر جس کی سختی سے میں ڈرتا ہوں اس کا آسان کرنا تیرے لئے بہت سہل ہے اور سہل بنا دے اس کو جس کی دشواری سے میں خوف زدہ ہوں اور جس کی تنگی سے میں خوفزدہ ہوں اس میں کشادگی عطا کر اور جس کے غم سے خوف زدہ ہوں اس کو روک دے اور جس کی مصیبت سے میں خوف زدہ ہوں اس کو مجھ سے دور کر دے"

اور دعاء الاسحار میں آیا ہے:

"وَهب لی رحمة واسعة جامعة اطلب بها خير الدنيا والآخرة"

"اور مجھ کو وسیع اور کامل رحمت عطا کر جس سے میں دنیا وآخرت کی نیکیاں حاصل کرسکوں"

2۔ بڑی حاجتیں چھوٹی حاجتوں پر پردہ نہ ڈال دیں

کبھی کبھی ہم میں سے بعض افراد اپنی چھوٹی چھوٹی حاجتوں کو خداوند عالم سے مانگنے کو عیب سمجھتے ہیں لیکن انسان کو پروردگار عالم سے مختلف چیزوں کے متعلق سوال کرنا چاہئے چاہے حاجت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا سے سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں سمجھنا چاہئے۔

بندہ پروردگار عالم سے اپنی تمام حاجتوں اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے لیکن ہماری تمام حاجتیں، ہمارا نقص یہاں تک کہ جن حاجتوں کو ہم خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش کرنے سے بھی شرمندہ ہوتے ہیں وہ ان سب سے آگاہ ہے۔

خداوندعالم سے بڑی بڑی حاجتوں اورسوالات کرنے سے چھوٹی چھوٹی حاجتوں پر پردہ ڈالنا سزاوارنہیں ہے۔

خداوندعالم اپنے بندے سے اس کی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں میں اس سے رابطہ برقرار رکھنے کو پسند کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے ہمیشہ رابطہ رکھنا چاہتا ہے اور یہ جاودانہ رابطہ اس وقت تک برقرارنہیں رہ سکتا جب تک بندہ خداوندعالم سے اپنی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں کا سوال نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"سلوا الله عزّوجلّ مابدا لکم من حوائجکم حتّی شسع النعل، فانّه انْ لم ییسره لم یتیسر"

"تم اپنی تمام حاجتیں یہاں تک کہ جوتے کے تسمہ کو بھی خدا سے مانگو چونکہ اگر اس کو خدانہیں دیگا تونہیں ملے گا"

یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"لیسأل احدکم ربّه حاجاته کلّها، حتّیٰ یسأله شسع نعله اذا انقطع" [1]

"تم میں سے ہرایک کو خداوندعالم سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرنا چاہئیں یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی خدا سے مانگنا چاہئے"

اور یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"لاتعجزوا عن الدعاء فانّه لم یهلك أحدٌ مع الدعاء، ولیسأل احدُکم ربّه حتّیٰ یسأله شسع نعله اذا انقطع، واسألوا الله مِنْ فضله؛ فانّه یحبّ انْ یسأل" [2]

"تم دعا کرنے سے عاجز نہ ہونا؛ چونکہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوا تم میں سے ہرایک کو خداوندعالم سے سوال کرنا چاہئے یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے مانگنا چاہئے اور تم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو چونکہ خداوند عالم اس چیز کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے"

سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے:

"علیکم بالدعاء؛ فانّکم لا تتقربون بمثله، و لا تترکوا صغیرة لصغرها أنْ تسألوها، فانّ صاحب الصغائر هو صاحب الکبائر" [3]

"تم پر دعا کرنا ضروری ہے چونکہ تم دعا کے مانند کسی اور چیز سے خداوندعالم کے قریب نہیں ہو سکتے اور چھوٹی چیزوں کے

---

[1] مکارم الاخلاق صفحہ ۳۱۲، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۵۔

[2] بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۰۔

[3] بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳، المجالس صفحہ ۱۹، وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۰۹۰، حدیث/ ۸۶۳۵اصول کافی/ ۵۱۶

بارے میں اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق سوال کرنا نہ چھوڑ دو اس لئے کہ جو چھوٹی چیزوں کا مالک ہے وہی بڑی چیزوں کا مالک ہے“

حدیث قدسی میں آیا ہے:

"یاموسیٰ سلنی کلّ ما تحتاج الیہ، حتّیٰ علف شاتك وملح عجینك"[1]

”اے موسیٰ مجھ سے ہر چیز کا سوال کرو یہاں تک کہ اپنی بکریوں کے چارے اور اپنے آٹے کے نمک کیلئے بھی مجھ سے سوال کرو“

دعا کے سلسلہ میں ان چیزوں پر زور دینے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان دعا کرنے کی وجہ سے عمل میں سستی کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ جو عمل انجام دے رہا ہے اس تکیہ نہ کرے اور اس عمل کے سلسلہ میں اس کی امید و آرزو خداوند عالم کی ذات سے ہو۔

دوسرے یہ کہ انسان اپنے تمام لوازمات دعا انجام دیتے وقت اپنی حاجتوں اور خدا کے درمیان رابطہ برقرار رکھے۔

مذکورہ دونوں چیزوں کا یہ تقاضا ہے کہ انسان اللہ سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرے یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ، اپنے حیوان کے لئے چارہ اور آٹے کے لئے نمک کا بھی اسی سے سوال کرے، جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

3: خداوند عالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے

جہاں ہم پروردکار عالم سے ہر چیز مانگتے ہیں وہیں پر ہمیں اس سے بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے

جس طرح ہمیں پروردگار عالم سے چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے میں ندامت نہیں ہونی چاہئے جیسے حیوان کے لئے چارہ، جوتے کا تسمہ اور آٹے کے لئے نمک اسی طرح ہمیں اس سے بڑی بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے چاہے وہ کتنی ہی بڑی و عظیم کیوں نہ ہو۔

ربیعہ بن کعب سے مروی ہے:

"قال لی ذات یوم رسول اللہ ﷺ:یاربیعة خدمتنی سبع سنین، افلا تسألنی حاجة ؟فقلت یارسول اللہ امهلنی حتّیٰ افکر۔ فلمّااصبحت ودخلت علیه قال لی: یاربیعة هات حاجتك، فقلت:تسأل اللہ ان یدخلنی معك الجنة،فقال لی:مَنْ علّمك هذا ؟فقلت :یارسول اللہ ماعلّمنی احد لکن فکرّت فی نفسی وقلت:انْ سألتهُ مالاً کان الیٰ نفاد، وان سألته عمرا طویلاواولاداً کان عاقبتهم الموت۔ قال ربیعة :فنکس رأسه ﷺساعة ثم قال:افعل ذلك، فاعنّی بکثرة السجود۔

[1] عدۃ الداعی صفحہ ۹۸۔

قال وسمعته یقول: ستکون بعدی فتنة، فاذا کان ذلك فالتزموا علی بن ابی طالب"[1]

"مجھ سے ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ربیعہ تم سات سال سے میری خدمت کر رہے ہو کیا مجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غور وفکر کرنے کی مہلت دیجئے۔ جب میں اگلے روز صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے ربیعہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو۔

میں نے عرض کیا: خدا سے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھکو آپ کے ساتھ جنت میں داخل کرے۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: تم کو یہ کس نے سکھایا ہے؟

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا میں نے بذات خود غور وفکر کیا کہ اگر میں آپ سے مال کا سوال کروں تو وہ ختم ہو جائے گا، اگر میں آپ سے اپنی طولانی عمر اور اولاد کا سوال کروں تو یقیناً ایک دن موت ضرور آئیگی۔

ربیعہ کا کہنا ہے کہ آپ نے کچھ دیر توقف کرنے کے بعد فرمایا: خدا ایسا ہی کرے، لہٰذا تم بہت زیادہ (سجدے) عبادت کیا کرو۔

ربیعہ کہتے ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے: عنقریب میرے بعد فتنہ بپا ہوگا اور جب ایسا ہو جائے تو تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرنا واجب ہے"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"کان النبی صلی الله علیه وآله اذا سئل شیئا فاذا اراد ان یفعله قال: نعم۔ واذا اراد ان لا یفعل سکت، وکان لا یقول لشیٔ لا فأتاه اعرابی فسأله فسکت، ثم سأله فسکت، ثم سأله فسکت۔ فقال صلی الله علیه وآله۔ کهیئة المسترسل: ماشئت یا اعرابی؟ فقلنا: الآن یسأل الجنّة، فقال الاعرابی: أسألك ناقة ورحلها وزاداً۔ قال: لك ذلك، ثم قال صلی الله علیه وآله: کم بین مسألة الاعرابی وعجوز بنی اسرائیل؟ ثم قال: انّ موسیٰ لمّا اُمر أن یقطع البحر فأنتهیٰ الیه وضربت وجوه الدواب رجعت، فقال موسیٰ: یاربّ مالی؟ قال: یاموسیٰ انّك عند قبر یوسف فأحمل عظامه، وقد استویٰ القبر بالارض، فسأل موسیٰ قومه: هل یدری احد منکم این هو؟ قالوا: عجوز لعلّها تعلم، فقال لها: هل تعلمین؟ قالت: نعم، قال: فدلینا علیه، قالت: لاوالله حتّی تُعطینی ما أسئلك، قال: ذلك لك، قالت: فإنی أسألك أن أکون معك فی الدرجة الّتی تکون فی الجنّة، قال: سلی الجنّة۔ قالت: لاوالله الّا أن أکون معك، فجعل موسیٰ

[1] بحار الانوار جلد ۹۳۔ صفحہ ۳۲۷۔

یر اودفأوحیٰ الله الیه:أن أعطها ذلك: فإنّها لا تنقصك، فأعطاها و دلّته علی القبر" [1]

"جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو اگر آپ کا ارادہ اس فعل کے انجام کے متعلق ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے: ہاں اور اگر آپ کا ارادہ اس کے انجام نہ دینے کا ہوتا تھا تو آپ ساکت رہتے تھے۔

اور آپ کسی بھی چیز کے سلسلہ میں "نہیں" نہیں فرماتے تھے، ایک اعرابی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا تو آپ خاموش رہے، اس نے پھر سوال کیا تو آپ پھر خاموش رہے، پھر اس نے سوال کیا، آپ پھر خاموش رہے، تو آپ نے فرمایا:

اے اعرابی تو کیا چاہتا ہے؟ ہم لوگوں نے کہا کہ اب یہ جنت کے سلسلہ میں سوال کرے گا۔

اعرابی نے کہا: میں آپ سے ناقہ، سواری اور زاد راہ چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: ہاں تجھ کو عطا کیا جائیگا، پھر آپ نے فرمایا: اس اعرابی اور اس بنی اسرائیل کی بڑھیا کے درمیان کتنا فرق ہے؟ پھر فرمایا: جب موسیٰ کو دریا پار کرنے کا حکم ملا اور آپ دریا کے کنارے پہنچ گئے تو موسیٰ نے جانوروں کو آگے بڑھانا چاہا لیکن جانور واپس آ گئے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پالنے والے میرے لئے کیا فرمان ہے؟

فرمایا: اے موسیٰ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہو اور ان کی ہڈیوں کو اٹھالو جبکہ قبر زمین کے برابر ہو چکی تھی۔

جناب موسیٰ نے اپنی قوم سے سوال کیا: کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے؟

قوم نے کہا: ایک بڑھیا ہے شاید وہ جانتی ہے؟

بڑھیا سے سوال کیا: کیا تم جانتی ہو؟

اس نے جواب دیا: ہاں آپ نے فرمایا: تو ہمیں بتاؤ کہاں ہے؟

بڑھیا نے کہا: خدا کی قسم میں اس وقت تک قبر کا پتہ نہیں بتاؤنگی جب تک آپ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے۔

آپ نے فرمایا: جو تم مانگو گی وہی دیا جائیگا، اس نے کہا: میں جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ رہیں گے۔

آپ نے فرمایا: ہاں تم جنت میں رہوگی اس نے کہا: نہیں خدا کی قسم میں جب تک آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم جنت کا سوال کرو۔ تو بڑھیا نے کہا: میں اس سے کم پر راضی نہیں ہوں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کچھ پس وپیش کرنے لگے تو اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی: اگر آپ اس کو عطا کر دیں گے تو جنت میں کمی نہیں آئیگی تو آپ نے اس کو عطا کر دی اور اس نے قبر کا نشان بتایا"۔

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۷۔

4۔ دعا کر کے سب کچھ تدبیر الٰہی کے حوالہ کر دینا

دعا میں خداوند عالم سے یہ طلب کرنا کہ وہ اپنی تدبیر کے ذریعہ ہم کو اپنی تدبیر سے بے نیاز کر دے اور اپنی رحمت وحکمت کو ہمارے امر کا ولی بنا دے اور ہمارے نفسوں پر کسی چیز کو موکول نہ کرے، دعاء عرفہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَغْنِنِیْ بِتَدْبِیْرِکَ لِیْ عَنْ تَدْبِیْرِیْ، وَبِاخْتِیَارِکَ عَنْ اِخْتِیَارِیْ"

"میرے خدا مجھ کو اپنی تدبیر کے ذریعہ میری تدبیر سے بے نیاز کر اور اپنے اختیار کے مقابلہ میں میرے اختیار سے بے نیاز کر"

اور مناجات شعبانیہ میں آیا ہے:

"وَتَوَلَّ مِنْ اَمْرِیْ مَا اَنْتَ اَهْلُهُ"

"خدایا! جس چیز کا تو اہل ہے میرے امر میں سے اس کا تو ذمہ دار ہوگا"

یہ بھی وارد ہوا ہے:

"حَسْبِیْ عَنْ سُؤَالِیْ عِلْمُهُ بِحَالِیْ" [1]

"میرے سوال کرنے سے اس کا میرے حال سے واقف ہونا ہی کافی ہے"

مروی ہے: جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میری حاجت تو ہے لیکن تجھ سے نہیں۔

"حَسْبِیَ اللّٰهُ، وَنِعْمَ الْوَکِیْل"

اس کے بعد میکائل نے عرض کیا: اگر آپ کا ارادہ آگ کو بجھانے کا ہے تو میں آگ کو بجھا دوں گا چونکہ بارش اور پانی کا خزانہ میرے اختیار میں ہے۔

آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

اس کے بعد ہوا کے فرشتہ نے آکر عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو میں آگ کو اڑا دوں آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جبرئیل نے کہا: تو پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کیجئے آپ نے فرمایا: خداوند عالم کو میرے حالات کا علم ہے" [2]

اس کا مطلب دعا سے منع کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب بندہ کا تدبیر میں اپنے امر کو اللہ کے حوالہ کر دینا ہے۔

اس کو ہر امر میں اللہ کی طرف تفویض سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں میں اللہ کی تقدیر، قضا، حکمت اور تدبیر پر اعتماد

---

[1] بحار الانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵۔

[2] بحار الانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵۔

رکھنا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

"الٰھِیْ اِنَّ اِخْتِلَافِ تَدْبِیْرِکَ وَ سُرْعَۃَ طَوَاءِ مَقَادِیْرِکَ مَنَعَا عِبَادِکَ الْعَارِفِیْنَ بِکَ عَنِ السَّکُوْنِ اِلٰی عَطَاءٍ وَالْیَأْسُ مِنْکَ فِیْ بَلَاءٍ"

"میرے معبود! بیشک تیری تدبیر کی تبدیلی اور تیرے مقدارات کے سریع تغیرات نے تیرے عارف بندوں کو پرسکون عطا اور مصیبت میں ناامید ہونے سے روک دیا ہے"

امام علیہ السلام فرماتے ہیں بیشک تیرے عارف بندے کسی عطا پر راضی نہیں ہوتے وہ عطا چاہے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور کسی مصیبت میں تجھ سے مایوس نہیں ہوتے وہ بلا کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تیرے احکام اور بندوں کے سلسلہ میں فیصلہ بہت جلد ہوتا ہے نیز ایک حالت سے دوسری حالت کی جانب تیری تدبیر بدلتی رہتی ہے لہٰذا تیرے بندے عطا اور روزی پر مطمئن نہیں ہوتے اور تیری رحمت سے کسی مصیبت میں مایوس نہیں ہوتے البتہ تیری رحمت پر مطمئن رہتے ہیں اور تیرے فضل سے مایوس نہیں ہوتے ہیں"

امام حسین کے اسی مفہوم کی، قرآن کریم کی یہ آیت براہ راست عکاسی کر رہی ہے:

"لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا آتَاکُمْ"[1]

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز (نعمت) عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو"

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: زہد قرآن کے ان دو کلموں میں ہے:

"لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا آتَاکُمْ"[2]

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز (نعمت) عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو"

جب خداوند عالم نے بندوں کو اس کے قضا وقدر پر اعتماد اور اپنے تمام امور کو خدا پر واگذار کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے۔۔۔ تو بندہ اس وقت خوشی اور غم میں اللہ کے قضا وقدر پر سکون محسوس کرتا صرف اس کی عطا پر نہیں، اور نہ ہی وہ مصیبتوں میں مایوس ہوتا ہے۔

ماثورہ دعاؤں میں اس معنی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے مشہور و معروف زیارت امین اللہ میں آیا ہے:

---

[1] سورہ حدید آیت/ ۲۳۔

[2] سورہ حدید آیت/ ۲۳۔

"اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ نَفْسِيْ مُطْمَئِنَّةً بِقَدَرِكَ رَاضِيَةً بِقَضَائِكَ، مَوْلِعَةً بِذِكْرِكَ وَدُعَائِكَ صَابِرَةً عِنْدَ نُزُوْلِ بَلَائِكَ شَاكِرَةً لِفَوَاضِلِ نِعْمَائِكَ"

"خدایا! میرے نفس کو اپنے قدر پر مطمئن اور اپنے قضا پر راضی کردے، اپنے ذکر و دعا کا شیدائی بنادے اور اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء کا محبت کرنے والا بنادے اور اپنے آسمان و زمین میں محبوب کردے اور اپنی بلا کے نزول پر صابر اور اپنی بہترین نعمتوں پر شاکر بنادے اپنی تمام نعمتوں کا یاد کرنے والا"

حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام دعا میں فرماتے ہیں:

"وَ اَلْهِمْنَا الْاِنْقِيَادَ لِمَا اَوْرَدْتَ عَلَيْنَا مِنْ مَشِيَّتِكَ حَتّٰى لَا نُحِبَّ تَاخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ، وَلَا تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا نَكْرَهُ مَا اَحْبَبْتَ وَلَا نَتَخَيَّرَ مَا كَرِهْتَ" [1]

"ہمیں اس مشیت کی اطاعت کا الہام عطا فرما جو تونے ہم پر وارد کی ہے تاکہ جو چیز جلدی سامنے آجائے ہم اس کی تاخیر کے خواہاں نہ ہوں اور جو چیز دیر میں آئے اس کی عجلت کے طلبگار نہ ہوں تیری محبوب اشیاء کو مکروہ نہ سمجھیں اور تیری ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار نہ کرلیں"

دعا کے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"وطيب بقضائك نفسي ووسّع بمواقع حكمك صدري وهب لي الثقة لأقرمعها بانّ قَضَائك لم يجر الّا بالْخَيْرَة" [2]

"اور میرے نفس کو اپنے فیصلہ سے مطمئن کردے اور میرے سینہ کو اپنے فیصلوں کے لئے کشادہ بنادے مجھے یہ اطمینان عطا فرمادے کہ میں اس امر کا اقرار کروں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔

دعاء صباح میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"الهي هذه ازمة نفسي عقلتها بعقال مشيئتك" [3]

"خدایا! یہ میرے نفس کی مہار ہے جس کو مرضی اور مشیت کے رسّی سے مستحکم باندھا ہے"

5۔ خداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا

دعا میں سب سے زیادہ لطف اور اس کی جلالت یہ ہے کہ انسان دعا میں اللہ سے نہ دنیا طلب کرے اور نہ آخرت طلب کرے بلکہ وہ خدا سے اس کے وجہ کریم کا مطالبہ کرے، اس کی مرضی، ملاقات، اس سے قربت، اس تک رسائی، اس کی محبت، اس سے

---

[1] صحیفہ سجادیہ دعا/ ۳۳۔

[2] صحیفہ سجادیہ دعا/ ۳۵۔

[3] دعاء صباح۔

انسیت، اور اس تک پہنچنے کی تشویق کا مطالبہ کرے حضرت فاطمہ صدیقۂ طاہرہ نے دعا میں ملک الموت کے خداوند عالم کے امر سے ان کی روح پاک قبض کرنے سے پہلے اس کی جانب سے ایسے رزق کا مطالبہ کیا جس سے ان کا سینہ ٹھنڈا ہو جائے اور ان کا نفس خوش ہو جائے، آپ نے دعا میں یوں عرض کیا: پروردگارا تیری طرف سے بشارت ہونی چاہئے تیرے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں، اس سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا، میرا نفس خوش ہو گیا، میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور میرا چہرہ باغ باغ ہو گیا۔۔۔اور میرا دل مطمئن ہو گیا اور اس سے میرا پورا جسم خوش ہو گیا" [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

"منك أطلب الوصول اليك"

"تجھ ہی سے تجھ تک پہنچنے کا مطالبہ کرتا ہوں"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعاء صباح میں فرماتے ہیں:

"اَنْتَ غَايَةُ مَطْلُوْبِيْ وَمُنَايَ"

"اور تو ہی میرا آخری مطلوب ہے اور دنیا اور آخرت میں میری امید ہے"

پندرہ مناجات میں سے مناجات "محبین" میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِلٰهِيْ مَنْ ذَا الَّذِيْ ذَاقَ حَلاَوَةَ مَحَبَّتِكَ فَرَامَ مِنْكَ بَدَلاً وَمَنْ ذَا الَّذِيْ اَنِسَ بِقُرْبِكَ فَابْتَغٰى عَنْكَ حِوَلاً"

"خدایا وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے علاوہ کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لحمہ کے لئے بھی اس سے روگردانی کرے"

پندرہ مناجات میں سے مناجات مریدین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِلٰهِيْ فَاسْلُكْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَيْكَ وَسَيِّرْنَا فِيْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَيْكَ"

"خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں پر چلا دے اور ہم کو تیری طرف پہنچنے والے قریب ترین راستہ سے لے چل، ہمارے اوپر دور کو قریب کر دے"

مناجات متوسلین میں فرماتے ہیں:

"وَاجْعَلْنِيْ مِنْ صَفْوَتِكَ الَّذِيْنَ اَقْرَرْتَ اَعْيُنَهُمْ بِالنَّظَرِ اِلَيْكَ يَوْمَ لِقَائِكَ"

"اور مجھ کو ان منتخب بندوں میں قرار دے جن کی آنکھوں کو روز ملاقات اپنے دیدار سے خنکی عطا کی ہے"

دعاء عرفہ میں امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] فلاح السائل۔

"اَطْلُبْنِیْ بِرَحْمَتِكَ حَتّٰی اَصِلَ اِلَیْكَ"

"میرے معبود مجھ کو اپنے درِرحمت پر طلب کر، تاکہ میں تجھ سے مل جاؤں"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعائے کمیل میں فرماتے ہیں:

"وَاسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی نَفْسِكَ وَهَبْ لِیَ الْجِدَّ فِیْ خَشْيَتِكَ وَالدَّوَامَ فِی الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِكَ... وَاَدْنُوَ مِنْكَ دُنُوَّ الْمُخْلِصِيْنَ وَاَجْتَمِعَ فِیْ جِوَارِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ"

"اور تیری ہی ذات کو اپنا سفارشی بناتا ہوں، اور تو مجھ کو خوف وخشیت میں کوشش کی توفیق عطا کر نیز تیری خدمت کے لگاتار انجام دینے کی۔۔۔اور تیری بارگاہ میں خلوص رکھنے والوں کا سا قرب حاصل ہو، اور تیری بارگاہ میں مومنین کے ساتھ جمع ہو جاؤں"

مناجات محبین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِلٰهِیْ فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ هَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِاِرَادَتِكَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِكَ وَ اَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَكَ وَفَرَّغْتَ فُؤَادَهُ لِحُبِّكَ وَرَغَّبْتَهُ فِيْمَا عِنْدَكَ وَقَطَعْتَ عَنْهُ كُلَّ شَیْءٍ يَقْطَعُهُ عَنْكَ"

"خدایا! تو مجھ کو ان لوگوں میں سے قرار دے جس کے دل کو اپنے ارادہ کا مسکن بنایا ہو اور جس کو تو نے اپنے مشاہدہ کے لئے منتخب کیا ہو اور جس کے چہرے کو اپنے لئے خالی کرلیا ہے اور جس کے دل کو اپنی محبت کے لئے فارغ کرلیا ہے اور جس کو اس چیز کی رغبت دی ہے جو تیرے پاس ہے اور جس سے ہر اس چیز کو دور کر دیا ہے جو تجھ سے دور کرتی ہے"

جو چیزیں دعا میں سزاوار نہیں ہیں

اب ہم ان چیزوں کے سلسلہ میں بحث کریں گے جو دعا میں نہیں ہونا چاہئیں اور ہم ان سب چیزوں کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی شفاعت اور اس کے پانی میں غرق ہونے سے بچانے کیلئے خداوندعالم کے وعدہ کے مطابق کہ وہ ان کے اہل کو نجات دے گا خدا سے دعا کی لیکن خداوندعالم نے اپنے بندے اور اپنے نبی نوح علیہ السلام کی دعا قبول نہیں کی اور ان کی دعا کو رد فرمایا: ''انہ لیس من اھلک''اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے" اور ان کو پھر اس کے مثل کبھی دعا نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔

"وَنَادٰی نُوْحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ #قَالَ يَانُوْحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ #قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ بِهِ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ"

[1]۔

"اورنوح نے اپنے پروردگارکو پکارا کہ پروردگا رمیرا فرزندمیرے اہل میں سے ہےاور تیراوعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے،ارشاد ہوا کہ نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہےلہٰذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہوجائے نوح نے کہا کہ خدایا! میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس چیز کا سوال کروں جس کا علم نہ ہواور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہوجاؤں گا"

حضرت نوح علیہ السلام کوخداوندعالم سے اپنے اہل وعیال کی نجات کا سوال کرنے کا حق تھا لیکن جوان کے اہل سے نہ ہواس کو غرق ہونے سے نجات دلانے کے سلسلہ میں سوال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔

ان کا بیٹا ان کے اہل میں نہیں تھا یہ اللہ کا حکم ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پروردگار عالم کے قوانین اوراحکام کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہیں ہے۔

ذرا حضرت نوح علیہ السلام کے جواب پر غور وفکر کیجئے۔

دعا میں اللہ کی سنتوں کے امر کو سمجھنا ضروری ہے دعا کا کام ان سنتوں کو توڑنا اوران سے تجاوز کرنا نہیں ہے بلکہ دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ بندہ خداوندعالم کی سنتوں اوراس کے قوانین کے دائرہ میں رہ کر خداوند عالم سے سوال کرے۔بیشک اللہ کی سنتیں ہمیشہ اللہ کے ارادہ تکوینی کو مجسم کرتی ہیں،اوردعا کی شان اللہ کے ارادہ کے زیر سایہ ہے نہ اس سے تجاوز کرتی ہے اور نہ ہی اس کی حدود کو پار کرتی ہے۔

خداوندعالم فرماتا ہے:

"وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلاً"[2]۔

"اورتم خدا کی سنت میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤ گے"

نظام کائنات اللہ کے اس ارادہ کی مجسم شکل ہے جس کے بغیر کائنات کا نظام درست نہیں رہ سکتا ہے، بندہ کے لئے اس کی تبدیلی کے لئے دعا کرنا صحیح نہیں ہے بیشک دعا بندوں کے لئے اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے؛اوراللہ کا ارادہ ہمیشہ اس کی رحمت کے مطابق ہوتا ہےاور بندہ کے لئے اس میں تغیر وتبدل کی دعا کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک سنت دوسری سنت سے مختلف نہیں ہوسکتی ہے، ہرسنت اللہ کے ارادہ کو مجسم کرتی ہے اوراللہ کا ارادہ اس کی اس رحمت اور حکمت کو مجسم کرتا ہے جس سے بلند نہ کوئی رحمت ہے اور نہ حکمت ہے۔چاہے وہ تکوینی سنتیں ہوں یا تاریخی اوراجتماعی سنتیں ہوں۔

یہ اللہ کی سنت ہے جولوگ بعض دوسرے لوگوں سے اپنے دین ودنیا کے سلسلہ میں سوال کیا کرتے ہیں اورانسان کا اللہ سے

---

[1] سورۂ ہود آیت ۴۵ سے ۴۷۔

[2] سورۂ فاطر آیت/ ۴۳۔

اورایک دوسرے سے بے نیاز رہنے کا سوال کرنا صحیح نہیں ہے چونکہ اس طرح کی دعا کرنا بالکل اللہ کی سنت اوراس کے ارادہ کے خلاف ہے۔

حدیث میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللّٰھم لاتحوجنی الیٰ احد من خلقك"

"خدایا مجھ کواپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ بنا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح مت کہو چونکہ ہرانسان ایک دوسرے کا محتاج ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: پھر میں کیسے کہوں یارسول اللہ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللّٰھم لاتحوجنی إلی شرار خلقك"[1]

"پروردگارا! مجھے اپنی شریر مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ کرنا"

شعیب نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا:

"ادعُ اللہ یغنینی عن خلقه۔ قال: انّ اللہ قسّم رزق مَن شاء علیٰ یدی مَن شاء، ولکن اسأل اللہ أن یغنیك عن الحاجة التی تضطرك الیٰ لئام خلقه"[2]

"آپ یہ دعافرمادیجئے کہ خدا مجھ کومخلوق سے بے نیاز کردے آپ نے فرمایا: اللہ نے رزق کوکسی نہ کسی کے ذریعہ تقسیم کیا ہے لہٰذاتم خداوندعالم سے یہ دعا کروکہ خدامجھکو برے لوگوں کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنے پرمجبورنہ کرے"

دعا کے اس طریقہ سے دعا کرنے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی روایات میں دعائیں کرنے کا ایک واقعی محدوددائرہ ہے اور غیرواقعی اورخیالی دائروں سے دعاخارج ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"أنه سأله شیخ من الشام: أیّ دعوة أضلّ؟ فقال: "الداعی بمالایکون"[3]

"آپ سے شام کے ایک بزرگ نے سوال کیا: سب سے زیادہ گمراہ کُن کونسی دعا ہے؟

آپ نے فرمایا: "نہ ہونے والی چیز کیلئے دعا کرنا"

حیات بشری میں نہ ہونے والی چیز اللہ کی متعارف سنتوں کے دائرہ حدود سے خارج ہے ان میں واقعی وحقیقی طور پرکوئی تفکر

---

[1] بحارالانوارجلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۵۔

[2] اصول کافی صفحہ/ ۴۳۸، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۷۴ حدیث صفحہ/ ۸۹۴۶۔

[3] بحارالانوارجلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۴۔

نہیں کیا جاسکتا ہے۔

عدۃ الداعی میں امیر المومنین سے مروی ہے:

"مَن سأل فوق قدرہ استحق الحرمان"۔[1]

"جس نے اپنی مقدار سے زیادہ سوال کیا وہ اس سے محروم ہونے کا مستحق ہے"

ہمارے عقیدے کے مطابق (فوق قدرہ) کے ذریعہ ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جن کو حقیقی طور پر طلب نہیں کیا جاتا ہے۔

۲۔حل نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا

جس طرح نہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوال اور دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح حلال نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا بھی سزاوار نہیں ہے اور یہ دونوں ایک ہی باب سے ہیں پہلی بات اللہ کے ارادۂ تکوینیہ سے خارج ہے اور دوسری بات اللہ کے تشریعی ارادہ سے خارج ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ"۔[2]

"اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انھیں بخشنے والا نہیں ہے"

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لا تسأل مالا یکون ومالا یحلّ"۔[3]

"نہ ہونے والی اور غیر حلال چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو"

۳۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا

انسان کا اللہ سے یہ دعا کرنا کہ وہ دوسروں کی نعمتوں کو مجھے دیدے تو ایسی دعا کرنا جائز نہیں ہے: خداوند عالم فرماتا ہے:

"وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"۔[4]

"اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرنا"

انسان کا اللہ سے نعمتوں کی آرزو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے اس آرزو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ

---

[1] بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۷ حدیث/ ۱۱۔

[2] سورۂ توبہ آیت/ ۸۰۔

[3] بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۴۔

[4] سورۂ نساء آیت/ ۳۲۔

جس طرح دوسروں کو نعمت دی ہے،ہم کو بھی بلکہ دوسروں سے زیادہ ہم پر فضل وکرم کرے لیکن خداوند عالم اپنے بندوں سے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ جن بندوں کو اس نے نعمت دی ہے وہ ان نعمتوں کو دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

"وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا"[1]

"اور خبر دار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو دنیا کی اس ذراسی زندگی کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں"

خداوند عالم اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں کو اپنی طرف منتقل کرنے کی آرزو کرے۔ بیشک اس طرح کی تمنا کرنے کا مطلب دوسروں سے نعمت چھینا ہے اور خداوند عالم اس چیز کو اپنے بندوں سے پسند نہیں کرتا ہے، یہ تو تنگ نظری اور اپنی حیثیت سے زیادہ تمنا اور آرزو کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے بالکل پسند نہیں کرتا ہے بیشک اللہ کی سلطنت وبادشاہت وسیع ہے، اس کے خزانے ختم ہونے والے نہیں ہیں، اس کے ملک کی کوئی حد نہیں ہے اور انسان کے اللہ سے ہر چیز کا سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں، یہ تمنا وآرزو کر سکتا ہے کہ خدا اس کو دوسروں سے بہتر رزق عطا فرمائے۔ دعا میں وارد ہوا ہے:

"اللّٰهم آثرني ولا تؤثر عليّ احداً"

"خدایا مجھ کو منتخب فرما مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے"

"وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَفْضَلِ عِبَادِكَ نَصِيْباً عِنْدَكَ، وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْكَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَيْكَ"

"اور مجھے ان بندوں میں قرار دے جو حصہ پانے میں تیرے نزدیک سب سے اچھے ہوں اور تیرے قرب میں بڑی منزلت رکھتے ہوں"

ان تمام چیزوں کے خداوند عالم سے مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ بھی ان تمام چیزوں کو دوست رکھتا ہے، اور ہمارے پروردگار کو اس چیز کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس بندہ سے چھین کر کسی دوسرے بندہ کو عطا کر دے۔

عبدالرحمان بن ابی نجران سے مروی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول

"وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"[2]

"اور خبر دار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے" کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ طٰہٰ آیت/۱۳۱۔

[2] سورۂ نساء آیت/۳۲۔

"لا يتمنى الرجل امرأة الرجل ولا ابنته ولكن يتمنّى مثلها"۔[1]

"انسان کوکسی کی عورت یااس کی بیٹی کی تمنا نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسکے مثل کی تمنا کرنا چاہئے"

۴۔مصلحت کے خلاف دعا کرنا

انسان کا اپنی مصلحت کے خلاف دعا کرنا سزاوارنہیں ہے، جب انسان دعا کے نفع اور نقصان سے جاہل ہوتا ہے لیکن اللہ اس کو جانتا ہے خداوند عالم دعا کو کسی دوسری نعمت کے ذریعہ مستجاب کرتا ہے یا بلا دور کر دیتا ہے یا جب تک اس دعا میں نفع دیکھا ہے اس کے مستجاب کرنے میں تاخیر کر دیتا ہے، دعاافتتاح میں وارد ہوا ہے:

"اَسْاَلُكَ مُسْتَاْنِساً لَاخَائِفاًوَلَاوَجِلاً، مُدِلّاًعَلَيْكَ فِيْمَاقَصَدْتُ فِيْهِ اِلَيْكَ، فَاِنْ اَبْطَأَعَنِّيْ عَتَبْتَ بِجَهْلِيْ عَلَيْكَ، وَلَعَلَّ الَّذِيْ اَبْطَأَعَنِّيْ هُوَخَيْرٌلِيْ لِعِلْمِكَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ۔ فَلَمْ اَرَمَوْلَىً كَرِيْماًاَصْبَرُعَلىٰ عَبْدٍلَئِيْمٍ مِنْكَ عَلَيَّ يَارَبِّ"

"اورانس ورغبت کے ساتھ بلاخوف وخطراور ہیبت کے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا بھی میں نے تیری جانب ارادہ کیا ہے اگر تو نے میری حاجت کے پورا کرنے میں دیر کی تو جہالت سے میں نے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تاخیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیونکہ تو امور کے انجام کا جاننے والا ہے میں نے نہیں دیکھا کسی کریم مالک کو جو لئیم بندہ پر تجھ سے زیادہ صبر کرنے والا ہو"

دعا میں اس طرح کے حالات میں انسان کو اللہ سے دعا کرنا چاہئے اپنے تمام امور اسکے حوالہ کر دینا چاہئے، جب بندہ اپنی دعا کے قبول ہونے میں دیر دیکھے یا اسکی دعا مستجاب نہ ہو رہی ہو تو اسے اللہ سے ناراض نہیں ہونا چاہئے لیکن کبھی کبھی انسان خداوند عالم سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہے جو اس کے لئے مضر ہوتی ہیں، کبھی کبھی وہ خیر طلب کرنے کی طرح شر(برائی) طلب کرتا ہے اور اپنے لئے نقصان دہ چیزوں کے لئے جلدی کیا کرتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

"وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِوَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً"۔[2]

"اورانسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا اجلد باز ہے"

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ"۔[3]

"صالح نے کہا کہ قوم والو آخر بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر رہے ہو"

---

[1] تفسیر عیاشی صفحہ ۲۳۹۔

[2] اسرا آیت/۱۱۔

[3] سورۂ نمل آیت/۴۶۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنی نجات کے راستوں کو پہچانو کہ کہیں تم اس میں وہ دعا نہ کر بیٹھو جو تمہاری ہلاکت کا باعث بن جائیں اورتم اس کو اپنے لئے نجات کا باعث سمجھتے رہو خداوندعالم فرماتا ہے:

"وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولاً"[1]

"اورانسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعامانگنے لگتا ہےاورانسان توبڑاجلد باز ہے"

۵۔فتنہ سے پناہ مانگنا

فتنہ سے پناہ مانگنا صحیح نہیں ہے چونکہ انسان کی زوجہ، اولاد اوراس کا مال فتنہ ہیں اور نہ ہی انسان کا اپنے اہل وعیال اور مال کے لئے اللہ کی پناہ مانگنا صحیح ہے لیکن انسان کا گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ چاہنا صحیح ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"لایقولنّ احدکم:اللّهم انّی اعوذ بك من الفتنة،لأنّه لیس من احد إلاّ وهومشتمل علیٰ فتنة، ولکن من استعاذ فلیستعذ من مضلاّت الفتن، فانّ الله یقول: وَ اعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ"[2]

"تم میں سے کوئی ایک بھی یہ نہ کہے کہ میں فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں چونکہ تم میں سے ہرایک فتنہ گر ہے لیکن تم فتنوں کی گمراہی سے پناہ مانگواورخداوندعالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے:

"اور جان لو! کہ یہ تمہاری اولاداورتمہارے اموال ایک آزمائش ہیں"

ابوالحسن الثالث علیہ السلام نے اپنے آباؤواجداد علیہم السلام سے نقل کیا ہے: ہم نے امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ"

"اے پروردگار میں تجھ سے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں"

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں یہ دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال اپنی اولاد سے پناہ مانگ رہے ہو چونکہ خداوندعالم فرماتا ہے:

"وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ"[3]

"تمہارے اموال اورتمہاری اولاد تمہارے لئے صرف امتحان کا ذریعہ ہیں"

لیکن یہ کہو:

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۲؛سورۂ اسرا آیت/۱۱۔

[2] سورۂ انفال آیت/۲۸۔نہج البلاغہ القسم الثانی:۱۶۲۔

[3] سورۂ تغابن آیت/۱۵۔

"اللّٰھم انّی اعوذبك من مضلاّت الفتن"[1]

"اے پروردگار میں تجھ سے گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں"

۶۔مومنین کے لئے بددعا کرنا

دعا کی اہمیت اوراس کی غرض وغایت میں سے ایک چیز مسلمان خاندانوں کے مابین رابطہ کامحکم کرنااوران کے درمیان سے غلط فہمیوں اور جھگڑوں کودور کرنا ہے جو عام طور سے دنیاوی زندگی میں مزاحمت کا سبب ہوتے ہیں، غائب شخص کے لئے دعا کرنا اس رابطہ کا سب سے بہترین سبب ہے جو زندگی کے مائل ہونے کو پیش کرتا ہے، البتہ اس کے برعکس ایسے حالات جو تعلقات میں منفی صورت حال پیدا کرتے ہیں ان حالات میں پروردگار عالم دعا کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

خداوندعالم مومنین کے ایک دوسرے کی موجودگی میں دعا کرنے دعا کے ذریعہ ایک ایک دوسرے پر ایثار وفدا کاری کرنے اوردعا کرنے والے کے دوسرے کی حاجتوں اوران کے اسماءکواپنے نفس پر مقدم کرنے کودوست رکھتا ہے۔

خداوندعالم دعا میں اپنے دوسرے بھائی کی نعمتوں کے زائل وختم ہونے کی دعا کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے، جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

اور نہ ہی خداوندعالم دعا میں کسی انسان کے اپنے مومن بھائی کے خلاف دعا کرنے کو پسند کرتا ہے، اگر چہ اس نے اس کو تکلیف یا اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو(اگر وہ اس کا ایمانی بھائی ہواور ظلم کر کے ایمانی برادری کے دائرہ سے خارج نہ ہوا ہو)اور نہ ہی خدا وندعالم اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے کو برائی کے ساتھ یاد کریں۔

دعوات راوندی میں ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ خداوندعالم اپنے بندے سے فرماتا ہے:

"انّك متیٰ ظلمت تدعونی علیٰ عبد من عبیدی من اجل انّه ظلمك ۔ فلك من عبیدی من یدعوعلیك من اجل انّك ظلمته ۔ فأن شئت اجبتك و اجبته منك، وان شئت اخرتکما الیٰ یوم القیامة"[2]

"خداوندعالم اپنے بندہ سے خطاب کرتا ہے کہ جب تجھ پر ظلم کیا جاتا ہے تو تو اس ظلم کی وجہ سے اس کے خلاف بددعا کرتا ہے تو تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن پر تم نے ظلم کیا ہے اوروہ تیرے لئے بددعا کرتے ہیں تو اگر میری مرضی ہوتی ہے تو میں تیری دعا قبول کرلیتا ہوں اوراس بندے کی دعا بھی تیرے حق میں قبول کرلیتا ہوں"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"اذا ظلم الرجل فظلّ یدعو علیٰ صاحبه، قال اللّٰه عزّ وجلّ:انّ ها هنا آخر یدعو علیك یزعم

[1] امالی طوسی جلد ۲ صفحہ/ ۱۹۳؛ بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۵۔

[2] بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۶۔

انّك ظلمته، فان شئت اجبتك و اجبت عليك و ان شئت اخّر تكما فيو سعكما عفوی"۔[1]

"جب کوئی انسان پر ظلم کرتا ہے اور وہ بددعا کرتا ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ کل جب تم کسی پر ظلم کروگے تو وہ تمہارے لئے بددعا کرے گا پس اگر چاہو تو میں دونوں کی بددعا قبول کرلونگا اور اگر چاہو تو میں اس کو قیامت تک کے لئے ٹال دونگا"

ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے:

"انّ العبد ليكون مظلوما فلايزال يدعو حتّىٰ يكون ظالماً"۔[2]

"جب کوئی مظلوم بددعا کرتا ہے تو وہ ظالم ہوجاتا ہے"

حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے:

"ان الملائكة اذاسمعوا المؤمن يذكر أخاه بسوء ويدعو عليه قالوا له:بئس الاخ انت لاخيك كفّ ايّها المستّر علىٰ ذنوبه وعورته، وأربع علىٰ نفسك، و احمدالله الّذي ستر عليك، واعلم أنّ الله عزّ وجلّ اعلم بعبده منك"۔[3]

"جب ملائکہ سنتے ہیں کہ مومن اپنے کسی بھائی کی برائی اور اس کے لئے بددعا کررہا ہے تو کہتے ہیں کہ تو بہت برا بھائی ہے اے وہ شخص جس کے گناہ کی خداوند عالم نے پردہ پوشی کررکھی ہے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ اس خدا کی تعریف کر جس نے تیرے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے اور تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند عالم کو تیرے مقابلہ میں اپنے بندے کے بارے میں زیادہ علم ہے"

بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ "السلام" ہے، سلام اسی کی طرف پلٹتا ہے، ذات خدا سلامتی سے برخوردار ہے، سلامتی اسی کی طرف پلٹتی ہے، سلامتی اسی کی جانب سے ہے، اس کا دربار، سلامتی کا دربار ہے۔ جب ہم سلام وسلامتی سے بھرے دلوں سے خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، ایک دوسرے کیلئے دعا کریں گے، اور ہم میں سے بعض دوسرے بعض افراد کیلئے رحمت کا سوال کریں گے، اور ہم میں سے بعض کی دعائیں اللہ کی رحمت نازل ہونے میں مؤثر ہوں گی تو ہم پر جو اللہ کی رحمت نازل ہوگی وہ سب کو شامل ہوگی، بیشک خداوند عالم کی رحمت محبت اور سلامتی کے مقامات پر نازل ہوتی ہے، جو قلوب مومنین سے محبت ومسالمت کرتے ہیں، ہمارے اعمال، نمازیں، دعائیں، اور قلوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں کلم طیب (پاکیزہ کلمات) اور کلم طیب (پاکیزہ کلمات) سے زندہ قلوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں:

"اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ"[4]

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ/ ۱۱۷۷، حدیث ۸۹۷۲؛ امالی الصدوق صفحہ/ ۱۹۱۔
[2] اصول کافی صفحہ ۴۳۸؛ عقاب الاعمال صفحہ ۴۱، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴، حدیث ۸۹۲۶۔
[3] اصول کافی صفحہ ۵۳۵، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴، حدیث/ ۸۹۲۷۔
[4] سورۂ فاطر آیت/ ۱۰۔

"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے"

جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے ٹیڑھے اور کینہ بھرے دل جن میں محبت وسلامتی نہ ہواُن کے ساتھ کھڑے ہو کرایک دوسرے مومن کے خلاف دعا کریں گے تو ہم سے خدا کی تمام نعمتیں منقطع ہوجائینگی، اوراس کائنات میں خدا کی وسیع رحمت ہم پر نازل نہیں ہوگی، اور ہمارے اعمال، نمازیں، دعائیں اور قلوب اللہ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

بیشک محبت سے لبریز اورمحبت سے زندہ دلوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور مومنین سے بلائیں اور عذاب دور ہوتا ہے اس کے برخلاف (مومنوں کے) مخالف اور دشمن دلوں کے ذریعہ ان سے اللہ کی رحمت دور ہوتی ہے اوران کے لئے بلائیں اور عذاب کونزدیک کرتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے اورانھوں نے حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے:

"انّ الله تبارك وتعالیٰ إذا رأى اهل قرية قد اسرفوا فى المعاصى وفيهم ثلاثة نفرمن المؤمنين، ناداهم جلّ جلاله: يا أهل معاصيتي، لو لا فيكم من المؤمنين المتحابين بجلا لى العامرين بصلاتهم ارضى و مساجدى المستغفرين بالاسحار خوفاً منى لأنزلت بكم العذاب."[1]

"بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ایک قریہ کے لوگوں کو معصیت میں زندگی بسر کرتے دیکھا حالانکہ ان کے مابین صرف تین افراد مومن تھے تو پروردگار عالم کی طرف سے ندا آئی: اے گناہ کرنے والو! اگر تمہارے درمیان محبت سے بھرے دل نہ ہوتے جو اپنی نمازوں کے ذریعہ میری زمین کو آباد رکھتے ہیں اور مسجدوں میں سحر کے وقت میرے خوف کی وجہ سے استغفار کیا کرتے ہیں تو میں تم پر عذاب نازل کردیتا"

جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"مَن فضّل الرجل عند الله محبّته لاخوانه، ومن عرّفه الله محبّة اخوانه احبّه الله ومَن احبّه الله أوفاه اجره يوم القيامة."[2]

"اللہ کے نزدیک وہ شخص بافضیلت ہے جو اپنے بھائیوں سے محبت کرتا ہے اور جس کو خداوند عالم اس کے بھائیوں کی محبت سے آشنا کردیتا ہے اس کو دوست رکھتا ہے اور جس کو دوست رکھتا ہے اس کو قیامت کے دن پورا اجر دیگا"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"لاتزال امتى بخيرما تحابوا، وأدّو الامانة، وآتوا الزكاة، وسيأتى علىٰ امتى زمان تخبث فيه

---

[1] بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ ۳۹۰۔

[2] ثواب الاعمال صفحہ/ ۴۸؛ بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ/ ۳۹۷۔

سرائرهم، وتحسن فيه علانيتهم ان يعمّهم الله ببلاء فيدعونه دعاء الغريق فلا يستجاب لهم"[1]

"میری امت اس وقت تک نیک رہے گی جب تک اس کے افراد ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں، امانت ادا کرتے رہیں، زکات دیتے رہیں، میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جب ان کے باطن برے ہوں گے اور ان کا ظاہر اچھا ہوگا اور اگر خداوند عالم ان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرے گا اور وہ ڈوبتے شخص کے مثل بھی دعا مانگیں گے تو بھی ان کی دعا قبول نہ ہوگی"

محبت بھرے دلوں سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے

حضرت امام جعفر دق علیہ السلام سے مروی ہے:

"انّ المؤمنين اذا التقيا فتصافحا انزل الله تعالىٰ الرحمة عليهما، فكانت تسعة وتسعين لأشدّهما حبّا لصاحبه، فاذا تواقفا غمرتهما الرحمة، و اذا قعدا يتحدثان قالت الحفظة بعضها لبعض: اعتزلوا بنا فلعل لهما سرّا و قد ستر الله عليهما"

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے ان میں سے ننانوے رحمتیں اس شخص کیلئے ہیں جو ان میں اپنے دوسرے بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور جب ان میں توافق ہو جاتا ہے تو دونوں کو رحمت خدا گھیر لیتی ہے اور جب وہ دونوں گفتگو کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے دور ہو جاؤ چونکہ یہ راز کی باتیں کر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے"

اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"انّ المؤمنين اذا اعتنقا غمرتهما الرحمة فاذا التزما لا يريدان عرضاً من اعراض الدنيا قيل لهما: مغفور لكما فأستأنفا، فاذا اقبلا على المساء لة قالت الملا ئكة بعضها لبعض: تنحّوا عنهما، فانّ لهما سرّا قد ستر الله عليهما۔

قال اسحق: فقلت: جعلت فداك، ويكتب عليهما لفظهما وقد قال الله تعالىٰ "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ"[2]؛ قال فتنفس ابو عبد الله الصعداء ثم بكى و قال: يا اسحق، انّ الله تعالىٰ انما امر الملائكة أن تعتزل المؤمنين اذا التقيا اجلالاً لهما، وان كانت الملائكة لا تكتب لفظهما، ولا تعرف كلاهما، فانه يعرفه ويحفظه عليهما عالم السر واخفىٰ"[3]

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کو رحمت گھیر لیتی ہے جب وہ بے

[1] عدۃ الداعی صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۷۴ صفحہ/ ۴۰۰۔
[2] سورۂ ق آیت/ ۱۸۔
[3] معالم الزلفی للمحدث البحرانی صفحہ/ ۳۴۔

لوٹ انداز میں ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے سب گناہ بخش دیئے گئے لہٰذا اب شروع سے نیک عمل انجام دو، جب وہ ایک دوسرے سے کچھ چیز دریافت کرنے کی جانب بڑھتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان دونوں سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ راز کی بات کر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے۔

اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میری جان آپ پر فدا ہو کیا ان دونوں کے الفاظ لکھے جاتے ہیں جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے مومن جو بھی بات کرتا ہے اس کے پاس ایک نگراں فرشتہ موجود ہوتا ہے اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق خداوند عالم نے فرشتوں کو مومنین سے ان کے ملاقات کے وقت جدا رہنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ ان مومنین کی تعظیم کر سکے اور فرشتے اگرچہ ان کے الفاظ نہیں لکھتے اور ان کے کلام کو نہیں پہچانتے لیکن خداوند عالم تو پہچانتا ہی ہے جو راز اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے"

مومنین کے ساتھ ملاوٹ کرنے سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے

اس موضوع سے جو چیز متعلق ہوتی ہے اور دعا وصاحب دعا کے درمیان حائل ہوتی ہے وہ مومنین کیلئے فریب ودھوکہ کا مخفی رکھنا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"من بات وفی قلبه غش لأخیه المسلم بات فی سخط الله، واصبح کذلك وهو فی سخط الله حتّیٰ یتوب ویرجع، واین مات کذلك مات علی غیر دین الاسلام."[1]

"جو ساری رات عبادت میں بسر کرے اور وہ اپنے دل میں ایسا ارادہ کرے جس کے ذریعہ مومن بھائی فریب کھا جائیں تو وہ پوری رات اللہ کے غضب وناراضگی میں بسر کرتا ہے اور یہی اس کے بعد والے دن کا حال ہے یعنی اللہ کے غضب میں پورا دن گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی اصلی حالت پر آجائے اور اگر وہ اسی کینہ وبغض کی حالت میں مرجائے تو وہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرے گا"

مومنین سے سوئے ظن قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ

جس طرح سے باطن میں برائی چھپائے رکھنے کی وجہ سے عمل خداوند عالم تک نہیں پہنچتا ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"لا یقبل الله من مؤمن عملاً وهو مضمر علیٰ اخیه المؤمن سوءاً"

"اللہ تبارک وتعالیٰ اس مومن کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو اپنے مومن بھائی سے اپنے دل میں برائی رکھے ہوئے ہو"

---

[1] الوسائل جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۴۔

خداوند عالم مومنین سے بغض رکھنے والوں پر اپنا کرم نہیں فرماتا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

"شرار الناس مَن يبغض المؤمنين وتبغضه قلوبهم، المشّاؤون بالنميمة المفرقون بين الأحبة، أُولئك لاينظر الله اليهم، ولايزكّيهم يوم القيامة"[1]

"لوگوں میں سب سے شریر لوگ وہ ہیں جو اپنے مومن برادران سے بغض رکھتے ہیں اور مسلسل چغلی کرتے رہتے ہیں دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں خداوند عالم قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا"۔

اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں میں حبّ خدا

اللہ سے لو لگانا

"قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُ كُمْ وَاَبْنَاؤُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَاوَمَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللهِ وَرَسُوْلِهِ وجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللهُ بِاَمْرِهِ وَاللهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ"[2]

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا، اولاد، برادرن، ازواج، عشیرہ وقبیلہ اور وہ اموال جنھیں تم نے جمع کیا ہے اور وہ تجارت جس کے خسارہ کی طرف سے فکرمند رہتے ہو اور وہ مکانات جنھیں پسند کرتے ہو تمہاری نگاہ میں اللہ، اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو وقت کا انتظار کرو یہاں تک کہ امر الٰہی آجائے اور اللہ فاسق قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے"

صحیح صورت میں خداوند عالم سے ایک دوسرے سے ہماہنگ اور تمام سازگار عناصر کے ذریعہ ہی لو لگائی جا سکتی ہے اور یہی چند چیزیں مجموعی طور پر اللہ سے لو لگانے کے صحیح طریقہ معین کرتی ہیں۔

اسلامی روایات میں ایک ہی عنصر جیسے خوف یا رجاء (امید) یا محبت یا خشوع کی بنیاد پر اللہ سے لو لگانے کو منع کیا گیا ہے۔ جو عناصر خداوند عالم سے مجموعی اور وسیعی طور پر رابطہ کو تشکیل دیتے ہیں ان کا آیات، روایات اور دعاؤں میں تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے جیسے امید، خوف، تضرع، خشوع، تذلل، ترس، محبت، شوق، اُنس، انابہ، ایک دوسرے سے کنارہ کشی، استغفار، استعاذہ، استرحام، انقطاع، تمجید، حمد، رغبت رھبت، طاعت، عبودیت، ذکر، فقر اور اعتصام ہیں۔

حضرت امام زین العابدین بن حسین علیہ السلام سے دعا میں وارد ہوا ہے:

"اللّٰهم انی اسالك انْ تملا قلبی حباًوخشيةمنك وتصديقاًلك وايماناًبك وفرقاًمنك

[1] وسائل جلد ۲۵ صفحہ/ ۲۰۴۔

[2] سورہ توبہ آیت/ ۲۴۔

وشوقاً اليك"[1]

"پروردگارا! میں تیری بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ میرے دل کو اپنی محبت سے لبریز فرمادے، میں تجھ سے خوف کھاؤں، تیری تصدیق کروں، تجھ پر ایمان رکھوں اور تجھ سے فرق کروں اور تیری طرف شوق سے رغبت کروں"

ان تمام عناصر کے ذریعہ خداوندعالم سے خاص طریقہ سے لولگائی جاتی ہے اوران عنصروں میں سے ہر عنصر اللہ کی رحمت اور معرفت کے ابواب میں سے ہر باب کیلئے ایک کنجی ہے۔

استرحام اللہ کی رحمت کی کنجی ہے اوراستغفار مغفرت کی کنجی ہے۔

ان عنصروں میں سے ہر عنصر بذات خود اللہ سے لولگانے کا ایک طریقہ ہے شوق محبت اورانسیت اللہ تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے،خوف اوررھبت اللہ تک پہنچنے کا دوسرا طریقہ ہے خشوع اللہ تک پہنچنے کا تیسرا طریقہ ہے۔دعااورتمنا اللہ تک رسائی کا ایک اورطریقہ ہے۔

انسان کیلئے اللہ تک رسائی کی خاطر مختلف طریقوں سے حرکت کرنا ضروری ہے اس کوایک ہی طریقہ پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہرطریقہ کا ایک خاص ذوق کمال اورثمر ہوتا ہے جودوسرے طریقہ میں نہیں پایا جاتا ہے۔

اس بنیاد پر اسلام اللہ تک رسائی کے متعدد طریقوں کو بیان کرتا ہے یہ ایک وسیع بحث ہے جس کو ہم اس وقت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام عناصر سے افضل اورقوی تر ہے، یہ انسان کو اللہ سے لولگانے کیلئے آمادہ کرتی ہے اوراللہ سے اس کے رابطہ کو محکم ومضبوط کرتی ہے۔

محبت کے علاوہ کسی اورطریقہ میں اتنا محکم اوربلیغ رابطہ خدااور بندے کے درمیان نہیں پایا جاتا ہے خداوند عالم سے یہ رابطہ اسلامی روایات میں بیان ہوا ہے جن میں سے ہم بعض روایات کا تذکرہ کررہے ہیں:

روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی:

"یاداود ذکری للذاکرین وجنتی للمطیعین وحبی للمشتاقین وانا خاصة للمحبین"[2]

"اے داؤد ذاکرین کے لئے میراذکر کرو، میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لئے ہے اورمیری محبت مشتاقین کے لئے ہے اورمیں محبت کرنے والوں کے لئے مخصوص ہوں"

امام جعفرصادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۹۲۔

[2] بحاالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶۔

"الحبّ افضل من الخوف"

"محبت، خوف سے افضل ہے"[1]

محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"العبّاد ثلا ثة:قوم عبدوا الله عزّوجلّ خوفاًفتلك عبادة العبيد، وقوم عبدوا الله تبارك وتعالىٰ طلب الثواب، فتلك عبادة التجار، وقوم عبدوا الله عزّوجلّ حبّاً، فتلك عبادةالاحرار، وهي افضل عبادة"[2]

"عبادت تین طرح سے کی جاتی ہے یا عبادت کرنے والے تین طریقہ سے عبادت کرتے ہیں ایک قوم نے اللہ کے خوف سے عبادت کی جس کو غلاموں کی عبادت کہا جاتا ہے، ایک قوم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طلب ثواب کی خاطر عبادت کی جس کو تاجروں کی عبادت کہا جاتا ہے اور ایک قوم نے اللہ عز وجل سے محبت کی خاطر عبادت کی جس کو احرار (آزاد لوگوں) کی عبادت کہا جاتا ہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے"۔

جناب کلینی نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

"افضل الناس مَن عشق العبادة، فعانقها، واحبّهابقلبه، وبأشرهابجسده، وتفرّغ لها، فهولا يبالى علىٰ ما اصبح من الدنيا على عسر أم يسر"[3]

"لوگوں میں سب سے افضل شخص وہ ہے جس نے عبادت سے عشق کرتے ہوئے اس سے معانقہ کیا، اس کو اپنے دل سے دوست رکھا اور اپنے اعضاء وجوارح سے اس سے وابستہ رہے، اس کو پرواہ نہیں رہتی کہ اس کا اگلا دن خوشی سے گزرے گا یا غم کے ساتھ گذرے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"نجوىٰ العارفين تدورعلىٰ ثلاثة اصول:الخوف، والرجاء والحبّ۔ فالخوف فرع العلم، والرجاء فرع اليقين، والحبّ فرع المعرفة۔ فدليل الخوف الهرب، ودليل الرجاء الطلب، ودليل الحبّ ايثار المحبوب، علىٰ ماسواه۔ فاذا تحقق العلم فى الصدر خاف، واذاصحّ الخوف هرب، واذاهرب نجاواذا اشرق نور اليقين فى القلب شاهد الفضل واذاتمكن من رؤية الفضل رجا، واذا وجد حلاوة الرجاء طلب، واذاوُفّق للطلب وجد۔ واذا تجلّىٰ ضياء المعرفة فى الفؤاد۔ هاج ريح المحبة، واذاهاج

[1] بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۲۲۶۔
[2] اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۸۴۔
[3] اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳۔

ریح المحبة استأنس ظلال المحبوب، وآثر المحبوب علیٰ ماسواہ، وباشر اوامرہ۔ ومثال ھذہ الاصول الثلاثة کالحرم والمسجد والکعبة، فمن دخل الحرم أمن من الخلق، ومن دخل المسجد أمنت جوارحه أن یستعملها فیالمعصیة، ومَن دخل الکعبة أمن قلبه من أن یشغله بغیر ذکر الله" [1]

"عارفوں کی مناجات تین اصول پر گردش کرتی ہے: خوف، امید اور محبت۔ خوف علم کی شاخ ہے، امید یقین کی شاخ ہے اور محبت معرفت کی شاخ ہے خوف کی دلیل ہرب (فرار اختیار کرنا) ہے، امید کی دلیل طلب ہے اور محبت کی دلیل محبوب کو دوسروں پر ترجیح دینا ہے، جب سینہ میں علم متحقق ہوجاتا ہے تو خوف ہوتا ہے اور جب صحیح طریقہ سے خوف پیدا ہوتا ہے تو فرار وجود میں اتا ہے اور جب فرار وجود میں اجاتا ہے تو انسان نجات پا جاتا ہے، جب دل میں یقین کا نور چمک اٹھتا ہے تو عارف انسان فضل کا مشاہدہ کرتا ہے اور جب فضل دیکھ لیتا ہے تو امیدوار ہوجاتا ہے، جب امید کی شرینی محسوس کرلیتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہے اور جب طلب کی توفیق ہوجاتی ہے تو اس کو حاصل کرلیتا ہے، جب دل میں معرفت کی ضیاء روشن ہوجاتی ہے تو محبت کی ہوا چل جاتی ہے اور جب محبت کی ہوا چل جاتی ہے تو محبوب کے سایہ میں ہی سکون محسوس ہوتا ہے اور محبوب کے علاوہ انسان ہر چیز سے لا پرواہ ہوجاتا ہے اور براہ راست اپنے محبوب کا تابع فرمان ہوجاتا ہے۔ ان تین اصول کی مثال حرم مسجد اور کعبہ جیسی ہے جو حرم میں داخل ہوجاتا ہے وہ مخلوق سے محفوظ ہوجاتا ہے، جو مسجد میں داخل ہوتا ہے اس کے اعضاء وجوارح معصیت میں استعمال ہونے سے محفوظ ہوجاتے ہیں جو کعبہ میں داخل ہوجاتا ہے اس کا دل یاد خدا کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے سے محفوظ ہوجاتا ہے"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"بکی شعیب من حبّ الله عزّ وجلّ حتّیٰ عمی۔۔۔ أوحیٰ الله الیه: یا شعیب، ان یکن ھذا خوفاً من النار، فقد أجرتك، و ان یکن شوقاً الی الجنة فقد ابحتك۔ فقال: الھی و سیدی، انت تعلم انی ما بکیت خوفا من نارك، و لا شوقا الی جنتك، و لکن عقد حبك علی قلبی، فلست اصبر ا و اراك، فاوحی الله جلّ جلاله الیه: اما اذا کان ھذا ھکذا فمن اجل ھذا ساخدمك کلیمی موسی بن عمران" [2]

"اللہ سے محبت کی وجہ سے گریہ کرتے کرتے حضرت شعیب علیہ السلام کی آنکھوں سے نور چلا گیا۔ تو اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام پر وحی کی: اے شعیب اگر یہ گریہ وزاری دوزخ کے خوف سے ہے تو میں نے تم کو اجر دیا اور اگر جنت کے شوق کی وجہ سے ہے تو میں نے تمہارے لئے جنت کو مباح کیا۔

جناب شعیب علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے اللہ اور اے میرے سید وسردار تو جانتا ہے کہ میں نہ تو دوزخ کے خوف سے گریہ کررہاہوں اور نہ جنت کے شوق ولالچ میں لیکن میرے دل میں تیری محبت ہے اللہ نے وحی کی اے شعیب! اگر ایسا ہے تو میں

[1] مصباح الشریعہ صفحہ ۲۔ ۳۔

[2] بحارالانوار جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰۔

عنقریب تمہاری خدمت کیلئے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو بھیجوں گا“

حضرت ادریس علیہ السلام کے صحیفہ میں آیا ہے:

"طوبیٰ لقوم عبدونی حبّاً، و اتخذونی الٰھاً و ربّاً، سھروا اللیل، ودأبوا النھار طلباً لوجھی من غیر رھبۃ و لا رغبۃ، ولا لنار، ولا جنّۃ، بل للمحبّۃ الصحیحۃ، و الارادۃ الصریحۃ والانقطاع عن الکل الیّ"[1]

”اس قوم کیلئے بشارت ہے جس نے میری محبت میں میری عبادت کی ہے، وہ راتوں کو جاگتے ہیں اور دن میں بغیر کسی رغبت اورخوف کے، نہ ان کو دوزخ کا خوف ہے اور نہ جنت کا لالچ ہے بلکہ صحیح محبت اور پاک وصاف ارادہ اور ہر چیز سے بے نیاز ہوکر مجھ سے لولگاتے ہیں۔

اور دعا کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عمیت عین لاتراك علیھا رقیباً وخسرت صفقۃ عبدلم تجعل لہ من حبّك نصیباً"[2]

”وہ آنکھ اندھی ہے جوخود پر تجھ کونگران نہ سمجھے، اوراس انسان کا معاملہ گھاٹے میں ہے جس کے لئے تو اپنی محبت کا حصہ نہ قرار دے“

ایمان اور محبت

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے بیشک ایمان محبت ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

"الایمان حبّ وبغض"

”ایمان محبت اور بغض ہے“[3]

فضیل بن یسار سے مروی ہے:

"سألت اباعبد اللہ علیہ السلام عن الحبّ والبغض، أمن الایمان ھو؟ فقال: "وھل الایمان الّا الحبّ والبغض؟"[4]

”میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محبت اور بغض کے بارے میں سوال کیا کہ کیا دونوں ایمان میں سے ہیں؟ آپ نے

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۵ صفحہ ۴۶۷۔
[2] بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ/ ۲۲۶۔
[3] بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ/ ۱۷۵۔
[4] اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵۔

فرمایا: کیا محبت اور بغض کے علاوہ ایمان ہوسکتا ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"هل الدين الّا الحبّ؟ انّ الله عزّ وجلّ يقول:

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللهُ" [۱]

"کیا دین محبت کے علاوہ ہے؟ بیشک خداوند عالم فرماتا ہے:

"اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

"الدين هو الحبّ والحبّ هو الدين" [۲]

"دین محبت ہے اور محبت دین ہے"

محبت کی لذت

عبادت اگر چہ محبت، شوق اور حسرت و درد کے ذریعہ ہوتی ہے اور اس سے بڑھکر کوئی لذت وحلاوت نہیں ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جنھوں نے اللہ کی محبت اور اس کے ذائقہ اور حلاوت کا مزہ چکھا ہے وہ فرماتے ہیں:

"الهي ما اطيب طعم حبّك وما اعذب شرب قُربك" [۳]

"پروردگار تیری محبت کے ذائقہ سے اچھا کوئی ذائقہ نہیں ہے اور تیری قُربت سے گوارا کوئی چیز گوارا نہیں ہے"

یہ حلاوت اور لذت، اولیاء اللہ کے دلوں میں پائی جاتی ہے یہ عارضی لذت نہیں ہے جو ایک وقت میں ہو اور دوسرے وقت میں ختم ہوجائے بلکہ یہ دائمی لذت ہے جب کسی بندہ کے دل میں اللہ سے محبت کی لذت مستقر ہوجاتی ہے تو اس کا دل اللہ کی محبت سے زندہ ہوجاتا ہے اور جو دل اللہ کی محبت سے زندہ ہوجائے خداوند وعالم اس پر عذاب نازل نہیں کرتا اور اللہ کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"الهي وعزّتك وجلالك لقد أحببتك محبة استقرّت حلاوتها في قلبي وما تنعقد ضمائر موحّديك على انك تبغضُ محبيك" [۴]

---

[۱] سورۂ آل عمران آیت/ ۳۱۔ بحار الانوار جلد ۶۹ صفحہ/ ۲۳۷

[۲] نور الثقلین جلد ۵ صفحہ/ ۲۸۵۔

[۳] بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ/ ۲۶۔

[۴] مناجات اھل البیت صفحہ ۹۶۔۹۷۔

"خدایا! تجھ کو تیرے عزت وجلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے"

اللہ کی محبت کی اسی مستقر اور ثابت حالت کے بارے میں حضرت امام علی بن الحسین فرماتے ہیں:

"فوعزّتك یاسیدی لو انتهرتنی مابرحت من بابك ولا كففت عن تملّقك لما انتهی الی من المعرفة بجودك و كرمك"[1]

"تیری عزت کی قسم! اے میرے مالک اگر مجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دے گا تو میں اس دروازے سے نہ جاؤنگا اور نہ تیری خوشامد سے باز رہونگا اس لئے تیرے جود و کرم کو مکمل طور پر پہچان لیا ہے"

محبت کے گہرے اور دل میں مستقر ہونے کی سب سے بلیغ تعبیر یہی ہے کہ وہ محبت دائمی ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر مولا اپنے غلام کو ذبح بھی کردے تو بھی وہ محبت اس کے دل سے زائل نہیں ہوسکتی اور جس غلام کے دل میں اس کے مولا کی محبت ثابت اور مستقر ہوگئی وہ اپنے غلام کو کبھی قتل نہیں کرسکتا ہے۔

جب انسان اللہ سے محبت کے ذائقہ اور اس سے انسیت کی قوت سے آشنا ہوجاتا ہے تو اس پر کوئی اور چیز اثر نہیں کرسکتی حضرت امام زین العابدین امام المحبین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَن ذاالذی ذاق حلاوة محبّتك فرام عنك بدلا؟ومن ذاالذی انس بقربك فابتغیٰ عنك حولا"[2]

"وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے بدل کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لحمہ کے لئے بھی تجھ سے روگردانی کرے"

لوگوں کا مسالک اور مذاہب میں تقسیم ہونا اللہ سے محبت کی لذت سے محروم ہونا ہے جو لوگ اپنی زندگی میں اللہ سے محبت کی معرفت حاصل کرلیتے ہیں وہ اس کے بعد اپنی زندگی میں کسی دوسری چیز کی جستجو نہیں کرتے ہیں۔

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ماذاوجدمن فقدك؟وماالذی فقدمن وجدك؟"

"جس نے تجھ کو کھودیا اس نے کیا پایا؟ اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا"[3]

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام اللہ سے محبت کی لذت کے علاوہ محبت سے استغفار کرتے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی

---

[1] بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ/ ۸۵۔

[2] بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ/ ۱۴۸۔

[3] بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ/ ۲۲۶۔

دوسرے ذکر میں مشغول ہونے سے استغفار کرتے ہیں اور اللہ کی قربت کے علاوہ کسی دوسری خوشی سے استغفار کرتے ہیں، اس اعتبار سے نہیں کہ خداوندعالم نے اس کو اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ محبت دل کو اللہ سے منصرف کر دیتی ہے اور انسان اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے لو لگانے لگتا ہے اگر چہ بہت کم مدت کیلئے ہی کیوں نہ ہو لیکن جس دل کو اللہ سے محبت کی معرفت ہوگئی ہے وہ دل اللہ سے منصرف نہیں ہوتا ہے۔

اولیائے خدا کی زندگی میں ہر چیز اور ہر کوشش اللہ سے دائمی محبت، اللہ کا ذکر اور اس کی اطاعت کے ذریعہ ہی آتی ہے اس کے علاوہ ہر چیز اللہ کی یاد سے منصرف کرتی ہے اور ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"واستغفرك من كل لذة بغير ذكرك ومن كلّ راحة بغير اُنسك، ومن كل سرور بغير قربك، ومن كلّ شغلٍ بغير طاعتك"[1]

"اور میں تیری یاد سے خالی ہر لذت، تیرے انس سے خالی ہر آرام، تیرے قرب سے خالی ہر خوشی، اور تیری اطاعت سے خالی ہر مشغولیت سے استغفار کرتا ہوں"

محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی

محبت عمل سے جدا نہیں ہے محبت انسان کے عمل، حرکت اور جدو جہد کی علامت ہے لیکن محبت، عمل کا جبران کرتی ہے اور جس شخص نے عمل کرنے میں کوئی کوتاہی کی ہے اس کی شفاعت کرتی ہے وہ اللہ کے نزدیک شفیع و مشفع ہے۔

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام ماہ رمضان میں سحری کی ایک دعا میں جو ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے اور بڑی عظیم دعا میں شمار ہوتی ہے فرماتے ہیں:

"معرفتي يامولاي دليلي عليك وحبي لك شفيعي اليك وانا واثق من دليلي بدلالتك ومن شفيعي الیٰ شفاعتك"[2]

"اے میرے آقا میری معرفت نے میری، تیری جانب راہنمائی کی ہے اور تجھ سے میری محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع قرار پائے گی اور میں اپنے رہنما پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں نیز مجھے اپنے شفیع پر اعتماد ہے"

معرفت اور محبت بہترین رہنما اور شفیع ہیں لہٰذا وہ انسان ضائع نہیں ہوسکتا جس کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ذات اسکی معرفت ہے اور وہ بندہ مقصد تک پہنچنے میں پیچھے نہیں رہ سکتا جس کی خداوندعالم کے سامنے شفاعت کرنے والی ذات محبت ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ/۱۵۱۔

[2] بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۲۔

"الهی انّك تعلم انّی وان لم تدم الطاعة منّی فعلا جزما فقد دامت محبّة وعزما"

"خدایا تو جانتا ہے کہ میں اگر چہ تیری مسلسل اطاعت نہ کرسکا پھر بھی تجھ سے مسلسل محبت کرتا ہوں"

یہ امام علیہ السلام کے کلام میں سے ایک لطیف و دقیق مطلب کی طرف اشارہ ہے بیشک کبھی کبھی اطاعت انسان کو قصور وار ٹھہراتی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت پر اعتماد کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے لیکن اللہ سے محبت کرنے والے انسانوں کے یقین و جزم میں شک کی کوئی راہ نہیں ہے اور جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے اس میں شک آ ہی نہیں سکتا۔ بندہ بذات خود ہی اطاعت میں کوتاہی کرتا ہے اور وہ ان چیزوں کا مرتکب ہوتا ہے جن کو خداوند عالم پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی معصیت کرنے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے لئے یہ امکان نہیں ہے کہ (بندہ اطاعت میں کوتاہی کرے اور معصیت کا ارتکاب کرے) اطاعت کو ناپسند کرے اور معصیت کو دوست رکھے۔

بیشک کبھی اعضا و جوارح معصیت کی طرف پھسل جاتے ہیں، ان میں شیطان اور خواہشات نفسانی داخل ہو جاتے ہیں اور اعضاء و جوارح اللہ کی اطاعت کرنے میں کوتاہی کرنے لگتے ہیں لیکن اللہ کے نیک و صالح بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت، اس کی اطاعت سے محبت اور اس کی معصیت کے ناپسند ہونے کے علاوہ اور کچھ داخل ہی نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک دعا میں آیا ہے:

"الهی احبّ طاعتك وانْ قصرت عنها واكره معصيتك وانْ ركبتها فتفضل علىّ بالجنّة"[1]

"خدایا! میں تیری اطاعت کرنا چاہتا ہوں اگر چہ میں نے اس سلسلہ میں کوتاہی کی ہے اور مجھے تیری معصیت کرنا ناگوار ہے اگر چہ میں تیری معصیت کا ارتکاب کر چکا ہوں لہٰذا مجھ کو بہشت کرامت فرما"

جوارح اور جوانح کے درمیان یہی فرق ہے بیشک جوارح کبھی جوانح سے ملحق ہونے سے کوتاہی کرتے ہیں اور کبھی جوانح اپنے پروردگار کی محبت میں مکمل طور پر خاضع و خاشع ہو جاتے ہیں اور جوارح ایسا کرنے سے کوتاہی کرتے ہیں لیکن جب دل پاک و پاکیزہ اور خالص ہو جاتا ہے تو جوارح اسکی اطاعت کرنے کیلئے ناچار ہوتے ہیں اور ہمارے لئے جوارح اور جوانح کی مطلوب چیز کا نافذ کرنا ضروری ہے اور ہم جوارح اور جوانح کے درمیان کے اس فاصلہ کو اخلاص قلب کے ذریعہ ختم کر سکتے ہیں

محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے

جب انسان گناہوں کے ذریعہ اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے اور انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب کیلئے پیش کیا جاتا ہے تو محبت انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب سے نجات دلاتی ہے۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام مناجات میں فرماتے ہیں:

---

[1] بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۰۱۔

"الهی انّ ذنوبی قداخافتنی ومحبّنی لك قداجارتنی"[1]

"خدایا! میرے گناہوں نے مجھے ڈرا دیا ہے اور تجھ سے میری محبت نے مجھے پناہ دے رکھی ہے"

محبت کے درجات اور اس کے طریقے

بندوں کے دلوں میں محبت کے درجے اور مراحل ہوتے ہیں

یعنی دل میں اتنی کم محبت ہوتی ہے کہ محبت کرنے والے کو اصلا اس محبت کا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔

ایک محبت ایسی ہوتی ہے جس سے بندے کا دل اس طرح پُر ہوجاتا ہے کہ انسان کے دل میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان لہوولعب میں مشغول ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔

اور ایک محبت ایسی ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے ذکر، اس سے مناجات کرنے اور اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے میں مہنمک ہوجاتا ہے اور وہ ذکر، دعا، نماز اور فی سبیل اللہ عمل کرنے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے سیراب نہیں ہوتا ہے۔

ایک دعا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سیّدی انامن حبّك جائع لااشبع, وانامن حبك ظمآن لاأروىٰ واشوقاه الىٰ مَن يرانى ولاأراه"

"میرے آقا و سردار میں تیری محبت کا بھوکا ہوں کہ سیر نہیں ہوسکتا، اور تیری محبت کا اتنا پیاسا ہوں کہ سیراب نہیں ہوسکتا اور میں کسی ذات کے دیدار کا مشتاق ہوں لیکن وہ مجھے اپنا دیدار نہیں کراتا"

حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین مناجات میں فرماتے ہیں:

"وغُلتی لایبردهاالاّوصلُك ولوعتی لایطفئوهاالّالقاءُ ك وشوقی الیك لایُبُلُّهُ الاالنَّظَرُاِلَیْكَ"[2]

"اور میری حرارت اشتیاق کو تیرے وصال کے علاوہ کوئی اور چیز ٹھنڈا نہیں کرسکتی اور میرے شعلۂ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی اور چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کرسکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا"

اللہ کی محبت میں والہانہ پن بھی ہے، زیارت امین میں آیا ہے:

"اللهم انّ قلوب المخبتين اليك والهة"[3]

"تیرے سامنے تواضع کرنے والوں کے دل مشتاق ہیں"

---

[1] بحار الانوار جلد ۹۵ صفحہ/۹۹۔

[2] بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۹۔

[3] مفاتیح الجنان دعاء ابوحمزہ ثمالی۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعا میں مروی ہے:

"الھی بك ھامت القلوب الوالھة... فلا تطمئنّ القلوب الابذ کراك ولا تسکن النفوس الاعند رؤیاك"[۱]

"خدایا! محبت بھرے دل تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔۔۔دل تیرے ذکر کے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور نفسوں کو تیرے دیدار کے بغیر سکون نہیں ملتا"

ان والھہ اور ہائمہ قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ ان کو اللہ کے ذکر کے بغیر سکون واطمینان نہیں ہوتا۔

ہم کو محبت کی آخری حد کا سبق امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس دعا کے کلمات میں ملتا ہے جس کی آپ نے کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم دی تھی جو دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہے:

"فھبنی یاسیّدی ومولای وربی صبرت علیٰ عذابك فکیف اصبر علیٰ فراقك، وھبنی صبرت علی حرنارك فکیف اصبر عن النظر الیٰ کرامتك ام کیف اسکن فی النار ورجائی عفوك؟!"[۲]

"تواے میرے خدا! میرے پروردگار! میرے آقا! میرے سردار! پھر یہ بھی طے ہے کہ اگر میں تیرے عذاب پر صبر بھی کر لوں تو تیرے فراق پر صبر نہیں کر سکتا۔ اگر آتش جہنم کی گرمی برداشت بھی کر لوں تو تیری کرامت نہ دیکھنے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تیری معافی کی امید رکھوں اور پھر میں آتش جہنم میں جلا دیا جاؤں"

یہ بندہ کی توجہ کو مبذول کرنے کے بہت ہی پاک و پاکیزہ اور سچے نمونے ہیں یعنی بندہ اپنے مولا وآقا کی طرف سے جہنم کے عذاب پر تو صبر کر سکتا ہے لیکن وہ اسکی جدائی اور غضب پر کیسے صبر کر سکتا ہے؟!

کبھی محب اپنے مولا کے عقاب کو برداشت کرتا ہے لیکن اس کے غضب کو برداشت نہیں کرتا کبھی وہ سب سے سخت عذاب دوزخ کو تو برداشت کر لیتا ہے لیکن مولا وآقا کے فراق کو برداشت نہیں کر پاتا ہے۔

جہنم کی آگ بندہ کا ٹھکانا کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ بندہ اپنے مولا وآقا سے مہربانی وعطوفت اور جہنم سے نجات دینے کی امید رکھتا ہے؟

محبت اور رجاء وامید یہ دونوں چیزیں بندے کے دل سے جدا نہیں ہو سکتی ہیں (حالانکہ اس کو اللہ کے غضب کی وجہ سے جہنم کی بھٹی میں جھونک دیا جاتا ہے) اس عظیم وجلیل دعا کی یہ پاک و پاکیزہ صورتیں ہیں۔

کبھی بندہ اپنے مولا سے محبت کرتا ہے اور اس کا مولا وآقا اس کو اپنی نعمت اور فضل سے نوازتا ہے یہ محبت کی تاکید کا ہی اثر ہے لیکن وہ محبت جس کو بندے کے دل سے جدا کرنے اور جدا نہ کرنے سے اس کی محبت میں کوئی اضافہ نہ ہوتا ہو تو اس کو بندے کے مولا

[۱] بحار الانوار جلد صفحہ/۱۵۱۔
[۲] مفاتیح الجنان دعائے کمیل۔

وآ قا کے عذاب جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔

امام زین العابدین نے جس دعاء سحر کی ابوحمزہ ثمالی کو تعلیم دی تھی اس میں فرماتے ہیں:

"فوعزّتك لو انتهرتنى مابرحت من بابك ولا كففت عن تملّقك لما اُلهم قلبى من المعرفة بكرمك وسعة رحمتك الى مَن يذهب العبد الاّ الى مولاه؟ والى مَن يلتجى المخلوق الاّالى خالقه ؟!الهى لوقرنتنى بالاصفاد، ومنعتنى سيبك من بين الاشهاد، ودللت علىٰ فضائحى عيون العباد، وامرت بى الى النار وحلت بينى وبين الابرار ماقطعتُ رجائى منك، وماصرفتُ تأميلى للعفو عنك، ولاخرج حبّك من قلبى" [1]

"تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھ کو جھڑک بھی دے گا تو ہم تیرے دروازے سے کہیں جائیں گے نہیں اور تجھ سے آس نہیں توڑیں گے ہمارے دل کو تیرے کرم کا یقین ہے اور ہمیشہ تیری وسیع رحمت پر اعتماد ہے میرے مالک بندہ اپنے مالک کو چھوڑ کر کدھر جائے اور مخلوق خالق کے ماسوا کس کی پناہ لے! میرے معبود اگر تو مجھ کو زنجیروں میں جکڑ بھی دے گا اور مجمع عام میں عطا سے انکار بھی کر دیگا اور لوگوں کو ہمارے عیوب سے آگاہ بھی کر دیگا اور ہم کو جہنم کا حکم بھی دیدیگا اور اپنے نیک بندوں سے الگ بھی کر دیگا تو بھی میں امید کو تجھ سے منقطع نہیں کرونگا اور جو تیری معافی سے آس نہیں توڑونگا اور تیری محبت کو دل سے نہ نکالونگا"

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ یہی محبت سچی محبت، امید، آرزو، اور پاک صاف محبت ہے یہ بندہ کے دل سے کبھی نکل نہیں سکتی چاہے مولا اس کو زنجیروں میں ہی کیوں نہ جکڑ دے اور اس کو لوگوں کے سامنے رسوا ہی کیوں نہ کرے۔

ہم محبت اور رجاء کی ان بہترین صورتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کو مولائے کائنات نے جلیل القدر دعا کمیل میں بیان فرمایا ہے:

دعا ابوحمزہ ثمالی۔

"فَبِعِزَّتِكَ يَاسَيِّدِىْ وَمَوْلَاىْ اُقْسِمُ صَادِقاً لَئِنْ تَرَكْتَنِىْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَيْكَ بَيْنَ اَهْلِهَاضَجِيْجَ الْاٰمِلِيْنَ وَلَأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَلَأَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بُكَاءَ الْفَاقِدِيْنَ وَلَأُنَادِيَنَّكَ اَيْنَ كُنْتَ يَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَاغَايَةَ آمَالِ الْعَارِفِيْنَ يَاغَيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَاحَبِيْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِيْنَ وَ يَااِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ"

اَفَتُرَاكَ سُبْحَانَكَ يَااِلٰهِىْ وَبِحَمْدِكَ تَسْمَعُ فِيْهَاصَوْتَ عَبْدٍمُسْلِمٍ سُجِنَ فِيْهَابِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِهَابِمَعْصِيَتِهِ وَحُبِسَ بَيْنَ اَطْبَاقِهَابِجُرْمِهِ وَجَرِيْرَتِهِ وَهُوَيَضِجُّ اِلَيْكَ ضَجِيْجَ مُؤَمِّلٍ لِرَحْمَتِكَ

---

[1] دعا ابوثمالی۔

وَيُنَادِيكَ بِلِسَانِ أَهْلِ تَوْحِيدِكَ وَيَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِرُبُوبِيَّتِكَ يَامَوْلايَ فَكَيْفَ يَبْقَى فِي الْعَذَابِ وَهُوَ يَرْجُو مَا سَلَفَ مِنْ حِلْمِكَ أَمْ كَيْفَ تُؤْلِمُهُ النَّارُ وَهُوَ يَأْمُلُ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ أَمْ كَيْفَ يُحْرِقُهُ لَهِيبُهَا وَأَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ وَتَرَى مَكَانَهُ أَمْ كَيْفَ يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ زَفِيرُهَا وَأَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ أَمْ كَيْفَ يَتَقَلْقَلُ بَيْنَ أَطْبَاقِهَا وَأَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ أَمْ كَيْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِيَتُهَا وَهُوَ يُنَادِيكَ يَارَبَّهُ أَمْ كَيْفَ يَرْجُو فَضْلَكَ فِي عِتْقِهِ مِنْهَا فَتَتْرُكُهُ فِيهَا هَيْهَاتَ مَا ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ وَلَا الْمَعْرُوفُ مِنْ فَضْلِكَ وَلَا مُشْبِهٌ لِمَا عَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِينَ مِنْ بِرِّكَ وَإِحْسَانِكَ"[1]

"تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا ومولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور "عزیز گم کردہ" کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس، صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے۔

اے میرے پاکیزہ صفات، قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والا اور جرم وخطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنا دے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امیدوار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا، ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔ جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔ وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل وکرم کا امیدوار ہوگا، ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میں تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تو نے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کر دیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا"

ہمارے ایک دوست نے ہم سے کہا: شجاعت حضرت علی علیہ السلام کی اصلی خصلت ہے اور یہ خصلت ان سے جدا نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ آپ رب العالمین کی بارگاہ میں اس شہامت کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ آپ نے جناب کمیل کو جو دعا تعلیم فرمائی تھی اس میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب گناہکار بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ آگ کے جنگل میں پھنس گیا ہے اور چاروں طرف سے اسکو آگ

---

[1] مفاتیح الجنان دعاء کمیل۔

نے گھیر لیا ہےتو وہ اس وقت نہ تو خاموش رہ سکتا ہے نہ کسی جگہ پر اسکو سکون ملتا ہے اور نہ ہی عذاب اور عقوبت کے لئے تسلیم ہوسکتا ہے اور یہی حال اس شخص کا ہے جس پر عذاب کا ہورہا ہو اور آگ کے شعلے اس کو ڈرا رہے ہوں تو وہ روتا ہے چلاتا ہے افسوس کرتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے۔

قارئین! کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس حالت کی دعا میں کس طرح تعبیر کی گئی ہے؟

"فَبِعِزَّتِكَ يَاسَيِّدِىْ وَمَوْلاَىْ اُقْسِمُ صَادِقاً لَاَ نْ تَرَكْتَنِىْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَيْكَ بَيْنَ اَهْلِهَا ضَجِيْجَ الْآمِلِيْنَ وَلَأصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُصْتَسْرِخِيْنَ وَلَاَبْكِيَنَّ عَلَيْكَ بُكَاءَ الْفَاقِدِيْنَ وَلَاُنَادِيَنَّكَ اَيْنَ كُنْتَ يَاوَلِىَّ الْمُؤْمِنِيْنَ"

ہم نے عرض کیا: تم نے مولائے کائنات کے کلام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ اگر مولائے کائنات یہ بیان فرماتے جو تم نے خیال کیا ہے تو اس خطاب کے مقدمہ میں "لو تَرَكْتَنِىْ نَاطِقاً" نہ فرماتے لیکن میں اس مقام پر حضرت علی علیہ السلام کی فطری حالت کا احساس کررہا ہوں جو آپ نے ان کلمات میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر فرمایا ہے کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں اس شیر خوار بچہ کے مانند ہے جو دنیا میں اپنی ماں کی عطوفت، مہربانی، رحمت اور محبت کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں رکھتا ہے جب بھی اسکو کوئی امر لاحق ہوتا ہے یا کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ دوڑ کر اپنی ماں کی آغوش میں چلا جاتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب وہ کسی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اسکی ماں اسکو کوئی سزا دینا چاہتی ہے اور وہ اپنی ماں کی سزا سے بچ کر کسی اور پناہگاہ میں جانا چاہتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ ہوتی ہی نہیں ہے لہٰذا اسکے لئے اسی سے فریاد کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اسکو اذیت و تکلیف دیتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ نہیں ہوتی ہے۔

یہی حال مولائے کائنات کا اس دعا میں ہے آپ نے اپنے عظیم قلب سے اس دعا کی تعلیم فرمائی: اللہ سے پناہ مانگو، اس سے فریاد کرو اور اسکے علاوہ کسی اور کو اپنا ملجاو ماوی نہ بناؤ۔

فقط خداوند تبارک و تعالی یکتا اسکا ملجاو ماوی ہے جس کے علاوہ وہ کسی کو پہچانتا ہی نہیں ہے جب بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ خداوند عالم کا عذاب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے [1]

کیا خداوند تبارک و تعالیٰ اسکا ملجاو ماویٰ نہیں ہے؟ تو پھر کیوں اس خدا سے استغاثہ کرنے میں تردد کرتا ہے؟

امام زین العابدین علیہ السلام مناجات میں اسی معنی کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فان طردتنی مِن بابك فبمن الوذ؟وان ردّدتنی عن جنابك فبمن اعوذ؟الهی هل يرجع

---

[1] یہاں ہم خود مولا علی کے کلمات سے مذکورہ مطالب کو اخذ کررہے ہیں اگر مولائے کائنات سے یہ کلمات صادر نہ ہوئے ہوتے تو اس طرح مولائے کائنات اور خداوند عالم کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی ہم جرأت نہیں کرسکتے ہیں۔

العبدالابق الّاالی مولاہ؟ ام ھل یجیرہ من سخطہ احدسواہ"[1]

"پس اگر تو مجھ کو اپنے دروازے سے ہٹادے گا تو میں کس کی پناہ لونگا اور اگر تو نے مجھ کو اپنی درگاہ سے لوٹا دیا تو کس کی پناہ میں رہونگا کیا فراری (بھاگا ہوا) غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس پلٹتا ہے یا اس کو آقا کی ناراضگی سے خودآقا کے علاوہ کوئی اور بچاتا ہے"

اور آپ نے ابوحمزہ ثمالی کو جو دعا کی تعلیم فرمائی تھی اس میں آپ فرماتے ہیں: "واناياسيدى عائذ بفضلك هارب منك اليك"[2]

"اور میں تیرے فضل کی پناہ چاہنے والا ہوں اور تجھ سے بھاگ کر تیری طرف آنے والا ہوں۔

اسی دعا میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"الیٰ مَن یذھب العبد إلا إلیٰ مولاہ والی مَن یذھب المخلوق الا الیٰ خالقہ"[3]

"کیا غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس جا سکتا ہے اور کیا مخلوق اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کے پاس جاتی ہے"

بندہ کے خداوند عالم سے لولگانے کے سلسلہ میں بندہ کا اللہ سے اللہ کی طرف بھاگ کر جانا یہ بہت دقیق معانی اور بلند افکار ہیں حضرت علی علیہ السلام نے بندہ کے اللہ سے لولگانے کی جو منظر کشی فرمائی ہے یہ محبت اور رجا و امید کے سب سے زیادہ دقیق اور لطیف مشاعر ہیں اور محبت کرنے والوں کے دلوں میں سچے دل سے گھر کرتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے دعا کے اس فقرے میں استغاثہ کرتے وقت شعراء کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا ہے بلکہ دعا کے اس مرحلہ کو پوار کیا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں اپنے احساس اور شعور کی تعبیر کرنے میں بالکل سچے ہیں۔

یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے، اللہ کی رحمت اور اسکے فضل کی معرفت رکھتے ہوئے بھی خدا اپنے بندہ سے رجا اور محبت میں سچے اور پاک وصاف احساس کو اس بندہ کی محبت اور اسکی امید کو رد فرمادے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

" فَكَيْفَ يَبْقٰى فِي الْعَذَابِ وَهُوَيَرْجُومٰاسَلَفَ مِنْ حِلْمِكَ اَمْ كَيْفَ تُؤْلِمُهُ النّٰارُوَهُوَيَأْمُلُ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ ،اَمْ كَيْفَ يُحْرِقُهُ لَهيبُهٰاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُوَتَرىٰ مَكٰانَهُ اَمْ كَيْفَ يَشْتَمِلُعَلَيْهِ زَفيرُهٰاوَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ اَمْ كَيْفَ يَتَقَلْقَلُ بَيْنَ اَطْبٰاقِهٰاوَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ كَيْفَ تَزْجُرُهُ زَبٰانِيَتُهٰاوَهُوَيُنٰاديكَ يٰارَبَّهُ"

[1] بحاالانوارجلد ۹۴ص ۱۴۲۔

[2] بحارالانوارجلد ۹۸ص ۸۴۔

[3] بحاالانوارجلد ۹۸ صفحہ/ ۸۸۔

"خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔ جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہوا اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔ وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا"

کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند عالم بندہ کی گردن میں اگ کا طوق ڈالدے، اسکو اس میں جلائے حالانکہ وہ خدا کو پکار رہا ہوا پنے کئے پر پچھتا رہا ہوا اور اپنی زبان سے اس کی وحدانیت کا اقرار کرر ہا ہو؟

ہماری زندگی میں جو کچھ اس کا حلم وفضل گذر چکا ہم اس کی مطلق اور قطعی ویقینی طور پر نفی کرتے ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام خدا وند عالم کے حلم وفضل پر اس کے فضل سے اسطرح استدلال فرماتے ہیں: ''وَهُوَيَرْجُومَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِكَ'' امام علیہ السلام قضیہ کے دونوں طرف یعنی خداوند عالم کے بندہ سے رابطہ برقرار رکھنے اور بندہ کے خداوند عالم سے لولگانے میں قاطع اور صاف صاف طور پر بیان فرما تے ہیں۔

جس طرح اس کو یقین ہے کہ اگر بندہ کو جہنم میں بھی ڈالدیا جائیگا تو اس کی محبت اور امید اس سے جدا نہیں ہوسکتی ہے اور ہرگز خداوند عالم کے علاوہ اس کا کوئی ملجاو ماویٰ نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح اس کو بھی یقین ہے کہ خداوند عالم سچی محبت اور امید کو بندے کے دل سے ختم نہیں کرتا ہے۔

اس جزم، قاطعیت اور صاف گوئی کے متعلق مولائے کائنات کے کلام میں غور فرمائیں:

"هيهات ماذلك الظّنُ بكَ وَلَاالْمَعْرُوْفُ مِنْ فَضْلِكَ وَلَامُشْبِهٌلِّمَا عَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ بِرِّكَ وَاِحْسَانِكَ فَبِالْيَقِيْنِ اَقْطَعُ لَوْلَامَاحَكَمْتَ بِهِ مِنْ تَعْذِيْبِ جَاحِدِيْكَ وَقَضَيْتَ بِهِ مِنْ اِخْلَادِ مُعَانِدِيْكَ لَجَعَلْتَ النَّارَ كُلَّهَا بَرْداًوَسَلَاماًوَمَا كَانَ لِاَحَدٍفِيْهَامَقَرّاًوَلَامُقَاماً" [1]

"ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے۔ تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میں تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تو نے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کردیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا"

یہ جزم ویقین جو بندہ خداوند عالم سے لولگانے میں رکھتا ہے یہ بلند مرتبہ ہے اور مولا کا اپنے بندے سے تعلق رکھنا یہ مرتبہ پائین ہے۔ ہم ان دونوں باتوں کا مولائے کائنات کے دوسرے کلام میں مشاہدہ کرتے ہیں جہاں پر آپ نے اپنی مشہور مناجات میں خداوند عالم کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"الهی وعزّتك وجلالك لقداحببتك محبّة استقرّت حلاوتها فی قلبی، وما تنعقد ضمائر

[1] مفاتیح الجنان دعائے کمیل۔

موحّدیك علیٰ انك تبغض محبیك». [1]

"خدایا! تجھ کو تیرے عزت وجلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے"

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات میں آیا ہے:

«الٰهی نفس اعززتهابتوحیدك کیف تذلّهابمهانة هجرانك وضمیر انعقد علیٰ مودّتك کیف تحرقه بحرارة نیرانك». [2]

"اے خدا جس نفس کو تو نے اپنی توحید سے عزت دی ہے اسے کیسے اپنے فراق کی ذلت سے ذلیل کرے گا اور جس نے عشق ومحبت کی گرہ باندھی ہے اس کو اپنی آگ کی حرارت سے کیسے جلائے گا"

حضرت سجاد علیہ السلام ابوحمزہ ثمالی کو تعلیم دینے والی دعا میں فرماتے ہیں:

«افتراك یاربّ تخلف ظنوننا او تخیّب آمالنا؟ كلّا یا كریم، فلیس هٰذا ظننابك، ولا هٰذا طمعنا فیك یاربّ اِنَّ لَنَا فِیْكَ اَمَلاً طَوِیْلاً كَثِیْراً، اِنَّ لَنَافِیْكَ رَجَاءً عَظِیْماً...». [3]

"اور تو یقینا ہمارے یقین کو جھوٹا نہیں کرے گا اور ہماری امید کو ناامید نہیں کرے گا؟ ہرگز نہیں کریم تیرے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہے ہم تجھ سے بہت امید رکھتے ہیں اور بہت کچھ امید لگائے بیٹھے ہیں"

محبت میں انسیت اور شوق کی حالت

محبت کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی محبت شوق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی محبت کسی سے انسیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور ان دونوں حالتوں کو محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ بندے کے اندر شوق کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے محب سے دور ہوتا ہے اور انس کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے حبیب کے پاس موجود ہوتا ہے۔

یہ دونوں حالتیں بندے کے قلب پر اس وقت طاری ہوتی ہیں جب وہ اللہ سے لو لگاتا ہے بیشک خداوند عالم کبھی بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے اور کبھی نزدیک سے تجلی کرتا ہے:

«اَلَّذِیْ بَعُدَ فَلَایُریٰ وَقَرُبَ فَشَهِدَ النَّجْویٰ». [4]

---

[1] مناجات اہل البیت صفحہ ۶۸۔۶۹۔
[2] بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۳۔
[3] مفاتیح الجنان دعائے ابوحمزہ ثمالی۔
[4] مفاتیح الجنان دعائے ابوحمزہ ثمالی۔

"جو اتنا دور ہے کہ دکھائی نہیں دیتا ہے اور اتنا قریب ہے کہ ہر راز کا گواہ ہے"

جب وہ بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے تو بندے میں شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جب وہ بندے پر قریب سے تجلی کرتا ہے اور بندہ اپنے مولا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے:

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ"[1]

"وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو"

"وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ"[2]

"اور ہم اس کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں"

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ"[3]

"اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں" تو بندہ میں انسیت کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

دعائے افتتاح میں ان دونوں حالتوں کی امام حجت المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دقیق طور پر عکاسی کی گئی ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يُهْتَكُ حِجَابُهُ وَلَا يُغْلَقُ بَابُهُ"[4]

"ساری حمد اس خدا کے لئے جس کا حجاب نور اٹھایا نہیں جا سکتا ہے اور اس کا دروازہ کرم بند نہیں ہو سکتا ہے"

حجاب کی بھی دو قسمیں ہیں: حجاب ظلمت اور حجاب نور۔ کبھی انسان گھپ اندھیرے کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا یعنی گھٹا ٹوپ اندھیرا اس کے دیکھنے میں مانع ہوتا ہے اس کو حجاب ظلمت اور تاریکی کہا جاتا ہے۔

کبھی انسان انتہائی روشنی اور نور کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا ہے جس طرح انسان وسط میں کسی رکاوٹ وحائل ہونے والی چیز کے بغیر سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا ہے یہ سورج کی انتہائی روشنی کی وجہ سے ہے اسی کو حجاب نور کہا جاتا ہے۔

"دنیا سے محبت"، برائیوں کی مقارنت اور "مَا يُرِيْنَ الْقَلْب" انسان کے اللہ سے لولگانے میں حجاب ظلمت شمار ہوتے ہیں۔

انسان کے اللہ سے لولگانے کے لئے حجاب نور دوسری چیز ہے، حجاب نور وہ حجاب ہے جو کبھی نہیں چھٹتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اس دعا میں فرمایا ہے۔

یہ وہ حجاب ہے جو بندوں کے دلوں میں شوق واشتیاق زیادہ کرتا ہے حضرت امام زین العابدین اپنی مناجات میں اللہ سے لو

---

[1] سورۂ حدید آیت/ ۴۔

[2] سورۂ ق آیت/ ۱۶۔

[3] سورۂ بقرہ آیت/ ۱۸۶۔

[4] مفاتیح الجنان دعائے افتتاح۔

لگانے کے شوق واشتیاق کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"وَغُلَّتِیْ لَایُبَرِّدُھَااِلَّاوَصْلُکَ وَلَوْعَتِیْ لَایُطْفِیْھَا اِلَّالِقَاؤُکَ وَشَوْقِیْ اِلَیْکَ لَایَبُلُّهُ اِلَّاالنَّظَرُ اِلٰی وَجْھِکَ وَقَرَارِیْ لَا یُقِرُّ دُوْنَ دُنُوِّیْ مِنْکَ وَلَھْفَتِیْ لَایَرُدُّھَا اِلَّارَوْحُکَ وَسُقْمِیْ لَایَشْفِیْهِ اِلَّاطِبُّکَ وَغَمِّیْ لَایُزِیْلُهُ اِلَّاقُرْبُکَ وَجُرحِیْ لَایُبْرِئُهُ اِلَّا صَفْحُکَ وَرِیْنَ قَلْبِیْ لَایَجْلُوْهُ اِلَّاعَفْوُکَ۔۔۔ فَیَامُنْتَھٰی اَمَلِ الآمِلِیْنَ، وَیَاغَایَةَ سُؤْلِ السَّائِلِیْنَ وَیَااَقْصٰی طَلَبَةِ الطَّالِبِیْنَ وَ یَا اَعْلٰی رَغْبَة الرَّاغِبِیْنَ وَیَاوَلِیَّ الصَّالِحِیْنَ وَیَاآمَانَ الْخَائِفِیْنَ، وَیَامُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَاذُخْرَالْمُعْدِمِیْنَ وَیَا کَنْزَالْبَائِسِیْنَ "[1]

"اورمیرے اشتیاق کی حرارت کو تیرے وصال کے علاوہ کوئی اور چیز ٹھنڈا نہیں کر سکتی اور میرے شعلۂ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کر سکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا میرا دل تیرے قرب کے علاوہ قرار نہیں پاتا ہے اور میری حسرت کو تیری رحمت کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے درد کو تیرے علاج کے سوا کوئی شفا نہیں دیتا ہے اور میرے غم کو تیرے قرب کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے زخم کو تیری چشم پوشی کے علاوہ کوئی ٹھیک نہیں کرتا اور میرے دل کے زنگ کو تیری معافی کی علاوہ کوئی جلا نہیں دیتا۔۔۔ اے امیدواروں کی امید کی انتہا اے سوال کرنے والوں کے منتہاءِ مقصود، اے طلب کرنے والوں کے بلند ترین مطلوب اے رغبت رکھنے والوں کی بلند ترین آرزو، اے نیکوں کے ولی اے خوف رکھنے والوں کے امان دینے والے اور اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے اور اے بینواؤں کے ہمنوا اور اے بیچاروں کے لئے امید کا خزانہ"

اس تجلی کے بالمقابل تجلی کا ایک اور طریقہ ہے اور وہ اپنے اور بندوں کے درمیان دروازہ بند کئے ہوئے بغیر تجلی کرنا ہے وہ ان کی مناجات کو سنتا ہے، وہ ان کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ ان سے قریب ہے، یحول بین المرءوقلبہ، اس سے بندوں کے دلوں میں آنے والی کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے، بندہ خود کو اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے وہ اپنے آقا کی کوئی بھی مخالفت اور معصیت کرنے سے ڈرتا ہے، اس کے ذکر و یاد سے مانوس ہوتا ہے، اپنی مناجات اور دعا میں ثابت قدم رہتا ہے، مناجات کو طول دیتا ہے، خدا کا ذکر اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس کے سامنے ٹھہرتا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ پروردگار عالم رات کی تاریکی میں اپنی بارگاہ میں اپنے بعض انبیاء کو رکوع وسجود سے متصف کرتا ہے جبکہ لوگ گہری نیند میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں:

"ولوتراهم وهم یقیمون لی فی الدجیٰ، وقد مثلت نفسی بین اعنیهم یخاطبونی، وقد جللت عن المشاهدة و یکلّمونی وقد عززت عن الحضور "[2]

"اگر تم ان کو رات کی تاریکی میں دیکھو گے تو وہ حالت قیام میں ہونگے وہ میرے وجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مجھ سے

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۵۰۔

[2] لقاءاللہ صفحہ/۱۰۱۔

مخاطب ہوتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں درحالیکہ میں ان سے غائب ہوں''

بندہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نہیں اکتاتا اور نہ ہی وقت گذرنے کا احساس کرتا ہے۔کیا آپ نے یہ مشاہدہ نہیں کیا کہ جب انسان اپنے کسی ایسے دوست کے پاس جاتا ہے جس سے اس کو بہت زیادہ محبت ہوتی ہے تو وہ نہ اس کے پاس جانے سے اکتاتا ہے اور نہ ہی اس کو اپنے وقت گذرنے کا احساس ہوتا ہے؟

تو پھر انسان، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے کیسے اکتائے گا؟ جبکہ پروردگار عالم اس کی بات سنتا ہے، اس کو دیکھتا ہے اس کے خطاب اور کلام کو سنتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ہے۔

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ "[1]

تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے"

اللہ کے ذکر سے اس کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے:

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"[2]

"اور آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے"

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف مشہور ومعروف دعائے افتتاح میں فرماتے ہیں:

فصرت ادعوك آمنا واسألك مستانساً، لا خائفاً ولا وجلا، مدلا عليك فيما قصدت فيه اليك "[3]

"تو اب میں بڑے اطمینان کے ساتھ تجھے پکار رہا ہوں اور بڑے انس کے ساتھ تجھ سے سوال کر رہا ہوں نہ خوفزدہ ہوں نہ لرزاں ہوں اپنے ارادوں میں تجھ سے اصرار کر رہا ہوں"

بیشک یہ حالت اللہ سے اُنس اور اس سے اطمینان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اللہ سے مدد اور امن کا احساس ایسی کیفیت ہے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری، اس کی قُربت اور معیت سے وجود میں آتی ہے اور یہ بندہ کی اللہ سے لولگانے کی سب سے افضل حالت ہے لیکن ہر چیز کی اللہ سے لولگانے کی مثال نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ اس سے حالت شوق کا ملا ہوا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ اس حالت کو کامل متوازن اور منظم ہونا چاہئے۔

اولیاء اللہ اور اس کے نیک بندوں کی عبادت اور ان کے اللہ سے لولگانے کے سلسلہ میں یہ دو اہم حالتیں ہیں کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لولگانے میں شوق اور ہم وغم غالب رہتا ہے اور کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لولگانے میں اُنس، سکون واطمینان غالب رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے اور کبھی ویسا ہوتا ہے یہی سب سے افضل حالتیں ہیں اور اللہ سے لولگانے میں نظم وانس کی حالت سے

---

[1] سورۂ حدید آیت/ ۴۔

[2] سورہ رعد آیت/ ۲۸۔

[3] مفاتیح الجنان دعاء افتتاح۔

بہت قریب ہیں۔

حماد بن حبیب عطار کوفی سے مروی ہے: ہم حاجیوں کا قافلہ اپنا رخت سفر باندھ کر نکلا تو ہم رات کے وقت "زبالہ" (عراق سے حاجیوں کے راستہ میں آنے والا مقام) نامی جگہ پر پہنچے تو کالی

آندھی آئی اور میں قافلہ سے بچھڑ گیا اور بقیہ رات اسی جنگل و بیابان میں گذری جب میں ایک چٹیل میدان پر پہنچا جب رات آئی تو میں نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور جب گھپ اندھیرا چھا گیا تو میرے پاس ایک نوجوان آیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، اس کے منھ سے مسک کی خوشبو آرہی تھی میں نے سوچا: یہ کوئی اللہ کا ولی ہے۔

میں کچھ ڈرا کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے، وہ ایک جگہ پر پہنچا اور نماز کے لئے تیاری کرنے لگا، پھر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہونے لگا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

یامَن احاز کل شیءٍ ملکوتاوقھر کل شیءٍ جبروتا، اولج قلبی فرح الاقبال علیك والحقنی بمیدان المطیعین لك"

"اے وہ کہ جو ہر چیز پر محیط ہے اور غالب ہے میرے دل میں ہر مناجات کی خوشی ڈال دے اور اپنے اطاعت گذار بندوں میں شمار فرما"

اس کے بعد وہ نماز میں مشغول ہو گیا۔۔۔

جب اندھیرا چھٹ گیا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

"یامَن قصد ہ الطالبون فاصابوہ مرشدا، وامّہ الخائفون فوجدوہ متفضّلا و لجأالیہ العابدون فوجدوہ نوالا متیٰ وجد راحۃ مَن نصب لغیرك بدنہ ومتیٰ فرح مَن قصد سواك بنیتہ الھی قد تقشع الظلام ولم اقض من خدمتك وطراً، ولامن حاضّ مناجاتك مدراً، صلِّ اللہ علیٰ محمّد وآلہ، وافعل بی اولی الامرین بك یاارحم الراحمین"

"اے وہ ذات جس کا حقیقت کے طالبوں نے قصد کیا تو اس کو رہنما پایا اور خائفین نے اس کو اپنا پیشوا قرار دیا تو اس کو سخی پایا، عابدین نے اس کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا تو اس کو آسان پناہ گاہ پایا وہ شخص کیسے آرام پا سکتا ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کے لئے خود کو خستہ کرے اور وہ کب خوش ہو سکتا ہے جو اپنے باطن میں تیرے علاوہ کسی اور کا قصد کرے۔ خدایا! تاریکیاں چھٹ گئیں لیکن میں تیری ذرہ برابر خدمت نہ کر سکا اور نہ ذرہ برابر تجھ سے مناجات کر سکا، محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج اور دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے زیادہ سزاوار ہے اے ارحم الراحمین"

میں نے خیال کیا کہ کہیں یہ شخص دنیا سے نہ گذر جائے اور اس کا اثر مجھ تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا: آپ سے رنج و تعب کیسے دور ہوا اور آپ کو ایسا شوق شدید اور لذت و رغبت کس نے عطا کی ہے۔۔۔ آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: میں علی بن

الحسین بن علی بن ابوطالب علیہم السلام ہوں۔ [1]

اصمعی سے مروی ہے: میں رات میں خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے دیکھا ایک خوبصورت جوان کعبہ کے پردے کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے کہہ رہا ہے:

"نامت العیون وعلت النجوم وانت الملك الحی القیوم، غلّقت الملوك ابوابها، واقامت علیها حرّاسها، وبابك مفتوح للسائلین، جئتك لتنظر الیّ برحمتك یاارحم الراحمین"

"آنکھیں محوخواب ہیں ستارے نکل آئے ہیں اور تو حی وقیوم بادشاہ ہے، بادشاہوں کے دروازے بند ہیں اوران پر پہرے دار کھڑے ہیں جبکہ حاجتمندوں کے لئے تیرادروازہ کھلا ہوا ہے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نظر رحمت ڈال دے"

پھر اس کے بعد زبان پر یہ اشعار جاری کئے:

"یامَن یُجیب دعاالمضطرّ فی الظلم یاکاشف الضرّ والبلویٰ مع السقم"

"اے وہ ہستی جو تاریکیوں میں مجبور شخص کی دعا قبول کرتی ہے اے وہ ہستی جو ہماری پریشانی اور بلا کو دور کرنے والی ہے"

قد نام وفدك حول البیت قاطبة وانت وحدك یاقیوم لم تنم

"خانۂ کعبہ کے اردگرد تیری تمام مخلوق سوگئی جبکہ اے قیوم! تونہیں سویا"

ادعوك ربّ دعاءً قد امرت بها فارحم بكائی بحقّ البیت والحرم

"پروردگارا! تیرے حکم کے مطابق میں تجھے پکار رہا ہوں لہٰذا خانۂ کعبہ اورحرم کے واسطے میرے گریہ پر لطف نازل فرما"

ان كان عفوك لایرجوه ذوسرف فمن یجود علی العاصین بالنعم

"اگر چہ زیادہ روی کرنے والا تیری معافی کا امیدوار نہ ہوتو گناہگاروں پر نعمتوں کی بارش کون کرے گا"

جب میں نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ آپ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ [2]

طاؤوس فقیہ سے مروی ہے:

"رأیته یطوف من العشاء الیٰ السحر و یتعبّد فلما لم یر أحداً رمق السماء بطرفه و قال: الهی غارت نجوم سماواتك، و هجعت عیون انامك، و ابوابك مفتحات للسائلین، جئتك لتغفر لی و ترحمنی و ترینی وجه جدی محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ فی عرصات القیامة"

ثم بكیٰ وقال وعزّتك وجلالك ما اردت بمعصیتی مخالفتك، وما عصیتك اذ عصیتك وانا بك

---

[1] بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۷۔۷۸۔

[2] بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۰۔۸۱۔

شاك ولابنكالك جاهل، ولالعقوبتك متعرض، ولكن سوّلت لی نفسی واعاننی علیٰ ذالك سترك المرخیٰ به علیّ. فالآن من عذابك من يستنقذنی ؟ وبحبل من اعتصم ان قطعت حبلك عنی؟ فوا سوا تاه غداًمن الوقوف بين يديك. اذاقيل للمخفّيْنَ جُوزوا، وللمثقلين حطّوا. أمع المخفين، أجوز؟ أم مع المثقلين احط؟ويلی كلما طال عمری كثرت خطايای ولم اتب، أماآن لی ان استحيی من ربّی"؟

ثم بکیٰ وانشأيقول:

اتحرقنی بالناریاغاية المنیٰ فأين رجائی ثم اين محبّتی اتيت بأعمال قباح رزيّة ومافی الوریٰ خلق جنیٰ كجنايتی

ثم بکیٰ وقال:

سبحانك تُعصی كانّك لاتریٰ، وتحلم كأنّك لم تُعصَ۔ تتودّدالیٰ خلقك بحسن الصنيع كأنّ بك الحاجة اليهم، وانت ياسيدی الغنی عنهم۔

ثمَّ خرَّالی الأرض ساجداً۔ قال:فدنوت منه وشِلت برأسه ووضعته علیٰ ركبتی وبكيت حتّیٰ جرت دموعی علیٰ خدّه. فاستویٰ جالساًوقال:من الّذی أشغلنی عن ذكر ربّی؟فقلت:أناطاووس يابن رسول الله ماهذاالجزع والفزع؟ونحن يلزمناأن نفعل مثل هذاونحن عاصون جانون۔ أبوك الحسين بن علیّ وأُمّك فاطمةالزهراء، وجدُّك رسول الله ﷺ۔ قال:فالتفت الیَّ و قال:هيهات هيهات ياطاووس دع عنّی حديث أبی وأُمّی وجدّی خلق الله الجنّة لمن أطاعه وأحسن، ولوكان عبداًحبشيّاً، وخلق النارلمن عصاه ولوكان ولداً قرشيّاً۔ أماسمعت قوله تعالیٰ:"فَإِذَانُفِخَ فِي الصُّورِفَلَاۤأَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍوَلَا يَتَسَاءَلُونَ"[1]والله لاينفعك غداًالّاتَقْدِمَةٌتقدّمهامن عمل صالح"[2]

"میں نے آپ کوعشاء کے وقت سے لے کرسحر تک خانہ کعبہ کا طواف اورعبادت کرتے دیکھا جب وہاں پرکوئی دکھائی نہ دیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کرفرمایا:"معبود تیرے آسمان کے ستارے غروب کر چکے ہیں تیری مخلوق کی آنکھیں بند ہیں جبکہ حا جتمندوں کے لئے تیرے دروازے کھلے ہیں میں تجھ سے رحمت اور مغفرت کا خواہاں اورعرصۂ قیامت میں اپنے جد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدارکی آرزو لےکرآیاہوں"

پھرآپ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] سورۂ آل عمران آیت/ ۱۹۰۔

[2] بحارالانوارجلد ۴٦ صفحہ ۸۱۔ ۸۲۔

" تجھ کو اپنی عزت وجلال کی قسم، میں نے گناہ کے ذریعہ تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے جو تیری مخالفت کی ہے وہ اس حالت میں مخالفت نہیں کی ہے کہ مجھ کو تیری ذات میں شک رہا ہو اور میں تیرے عذاب سے ناواقف رہا ہوں نیز تیری سزا کی طرف بڑھنے والا ہوں بلکہ میرے نفس نے میرے لئے امور کو مزین کر دیا اور سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ تو نے میری پردہ پوشی کی تو اب مجھ کو تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ نیز اگر تو مجھ سے اپنی ریسمان کو توڑ لے تو میں کس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑوں؟ کل تیرے سامنے کھڑا ہونا میرے لئے کتنا رسوائی کا سبب ہوگا جب ہلکے بوجھ والوں سے آگے بڑھ جانے کیلئے کہا جائیگا اور زیادہ بوجھ والوں سے کہا جائیگا کہ اتر جاؤ؟ کیا میں ہلکے بوجھ والوں کے ساتھ گذر جاؤنگا یا زیادہ بوجھ والوں کے ساتھ گر جاؤنگا؟ کتنا افسوس ہے کہ جتنی میری عمر بڑھ رہی ہے مجھ سے غلطیاں زیادہ سرزد ہو رہی ہیں جبکہ میں نے ابھی توبہ بھی نہیں کی ہے؟ کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار سے توبہ کروں؟

پھر آپ نے رو کر اس مفہوم کے یہ اشعار کہنا شروع کئے:

اتحرقنی بالنار یاغایة المنیٰ فأین رجائی ثم این محبتی

"اے آرزوؤں کی انتہا کیا تو مجھ کو آگ میں جلائیگا تو میری امید اور محبت کہاں گئی؟

اتیت بأعمال قباح رزیّة ومافی الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتی

"میں برے کام کر کے آیا ہوں اور میری طرح کسی نے جرم نہیں کیا ہے"

پھر آپ نے رو کر فرمایا:

تو پاک ومنزہ ہے تیری نافرمانی کی جاتی ہے گویا تو نہیں دیکھتا اور تو برداشت کرتا ہے گویا تیری نافرمانی نہیں کی گئی ہے، تو اپنی مخلوقات سے اچھے کام کے ذریعہ محبت کرتا ہے گویا تجھ کو ان کی ضرورت ہے جبکہ اے میرے آقا تو اس سے بے نیاز ہے۔

پھر آپ سجدے میں گر پڑے۔ طاؤس فقیہ کا کہنا ہے کہ میں ان کے نزدیک گیا اور ان کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور اتنا رویا کہ میرے آنسو ان کے رخسار پر بہنے لگے۔ امام علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کس نے مجھ کو میرے رب کی یاد سے روک دیا؟ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طاؤس ہوں یہ بیتابی کس لئے ہے؟ ایسا تو ہمیں کرنا چاہئے درانحالیکہ ہم گنا ہگار اور مجرم ہیں۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں، مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جد بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ طاؤس کہتے ہیں کہ پھر میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: اے طاؤس ہرگز ہرگز مجھ سے میرے والدین اور جد بزرگوار کی گفتگو مت کرو خداوند عالم نے بہشت اطاعت گذار اور نیک افراد کے لئے خلق کی ہے چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور دوزخ گنا ہگار کیلئے خلق کی ہے چاہے وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو؟ کیا تم نے خداوند عالم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے:

"فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ" [1]

---

[1] سورۂ مومنون آیت/۱۰۱۔

"پھر جب صور پھونکا جائیگا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا"

خدا کی قسم کل تمھیں وہی نیک عمل فائدہ پہنچائے گا جس کو تم پہلے سے بجالا چکے ہوگے"

حبّہ عرنی سے مروی ہے:

"بينا أنا و"نوف"نائمين فی رحبة القصر، اذنحن بأمر المؤمنين فی بقية من الليل، واضعاً يده علیٰ الحائط شبه الواله، وهو يقول: "إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰاوٰاتِ وَ الْأَرْضِ..." ثم جعل يقرأ هذه الآيات، و يمر شبه الطائر عقله فقال: أراقد ياحبة أم رامق؟

قلت: رامق، هذا أنت تعمل هذا العمل فكيف نحن؟!

فأرخیٰ عينه فبكی، ثم قال لی: ياحبة انّ لله موقفاً ولنا بين يديه موقف، فلا يخفیٰ عليه شیء من أعمالنا، ياحبة انّ الله أقرب اليك والیَّ من حبل الوريد، ياحبة انّه لن يحجبنی ولا اياك عن الله شیء ثم قال: أراقد أنت يانوف؟

قال: لا ياأمير المؤمنين ما أنا براقد، ولقد أطلت بكائی هذه الليلة... ثم وعظهما وذكرهما، وقال فی أواخره: فكونوا من الله علیٰ حذر فقد أنذر تكما ثم جعل يمرّ وهو يقول:

"ليت شعری فی غفلاتی أمعرض أنت عنی أم ناظر الیَّ وليت شعری فی طول منامی وقلة شكری فی نعمك علیّ ما حالی؟

قال: فوالله ما زال فی هذه الحالة حتّیٰ طلع الفجر"[1]

میں اور نوف قصر کی کشادہ زمین پر سور ہے تھے کہ اتنے میں مولائے کائنات رات کے آخری حصہ میں حیران شخص کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے تھے:

"إِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰاوٰاتِ وَالْأَرْضِ..."

"بیشک زمین وآسمان کی خلقت..."

اور ایک حیران و پریشان پرندہ کی طرح چلے جا رہے تھے؟ پھر آپ نے فرمایا: اے نوف سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: جاگ رہا ہوں۔ جب آپ ایسا کہہ رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟!

پھر آپ نے آنکھیں نیچی کر کے گریہ فرمایا اس کے بعد مجھ سے فرمایا: بیشک خدا کا ایک موقف ہے اور ہمارا ایک موقف ہے لہٰذا ہمارا اس پر کوئی عمل مخفی نہیں رہتا۔ اے حبہ! خداوند عالم ہم سے اور تم سے شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اے حبہ مجھ کو اور تم کو خداوند عالم سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے نوف سو رہے ہو؟

---

[1] فلاح السائل لابن طاؤس صفحہ ۲۶۶۔

میں نے عرض کیا: نہیں امیر المومنین میں بیدار ہوں، کیونکہ اس شب میں آپ نے بہت زیادہ گریہ فرمایا۔ پھر آپ نے نوف اور حبہ کو نصیحت فرمائی اور یاددہانی کرائی، اورآخر میں فرمایا: خدا سے ڈرتے رہو میں نے تم کو ڈرا دیا۔ پھر آپ یہ کہہ کر گذرنے لگے:

"کاش مجھ کو اپنی غفلتوں کی حالتوں میں معلوم ہوتا کہ اے خدا تو مجھ سے بے توجہی کر رہا ہے یا میری طرف نظر کرم کئے ہوئے ہے، کاش مجھ کو اپنی طولانی نیند کی حالت میں نیز نعمتوں کے سلسلہ میں کم شکری کے وقت معلوم ہوتا کہ میری کیا حالت ہے۔ خدا کی قسم آپ طلوع فجر تک اسی حالت میں رہے"

اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعائیں اور مناجات میں خاص طور سے وہ پندرہ مناجات جن کو علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے اُنس اور شوق کی حامل ہیں۔

ہمارے لئے اہل بیت علیہم السلام کی میراث (دعاؤں) میں ان صورتوں اور معانی کا لازوال خزانہ موجود ہے جبکہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے پاس اس طرح کا ذخیرہ بہت کم پایا جاتا ہے ہم اس محبت کو ختم کرنے سے پہلے بعض صورتوں کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

"الٰهی من ذاالذی ذاق حلاوة محبتك فرام منك بدلاومن ذالذی انس بقربك فابتغیٰ عنك حولا؟

الهی فاجعلنامن اصطفیته لقربك وولایتك واخلصته لودك و محبّتك، وشوقته الیٰ لقائك، ورضّیته بقضائك، و منحته النظر الیٰ وجهك، و حبوته برضاك، واعذته من هُجرك وقلاك، وبوّاته مقعد الصدق فی جوارك، و خصصته بمعرفتك، واهّلته لعبادتك، وهیّمت قلبه لارادتك واجتبیته لمشاهدتك، واخلیت وجهه لك، و فرّغت فئواده لحبك، و رغّبته فیما عندك، والهمته ذكرك، واوزعته شكرك، وشغلته بطاعتك، وصیّرته من صالحی بریتك، واخترته لمناجاتك، و قطعت عنه كل شئی یقطعه عنك۔

اللهم اجعلنامّن دابهم الارتیاح الیك والحنین ودهرهم الزفرة والانین، جباههم ساجدة لعظمتك، و عیونهم ساهرة لخدمتك، ودموعهم سائلة من خشیتك وقلوبهم متعلقة بمحبتك، وافئدتهم منخلعة من مهابتك یا من انوارقد سه لابصار محبیه رائقة وسبحات وجهه لقلوب عارفیه شائقة، ویامنیٰ قلوب المشتاقین، و یا غایة آمال المحبّین اسألك حبّك وحبّ من یحبّك، وحبّ كلّ عمل یوصلنی الی قربك، وان تجعلك احبّ الیّ مماسواك وان تجعل حبی ایّاك قائداًالی رضوانك وشوقی الیك ذائداًعن عصیانك، وامنن بالنظر الیك علیّ وانظربعین

الودو العطف الیَّ، و لا تصرف عنی وجھك" [1]

"خدایا! وہ کون ہے جس کو تیری محبت کا مزہ مل گیا ہے ہو اور اس کے بعد بھی تیرا بدل تلاش کر رہا ہے اور وہ کون ہے جو تیرے انس سے مانوس ہو گیا اور اس کے بعد تجھ سے ہٹنا چاہتا ہے؟

خدایا! ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جن کو قرب اور اپنی محبت کے لئے منتخب کیا ہے اور دوستی کے لئے خالص قرار دیا ہے اپنی ملاقات کا مشتاق بنایا ہے اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضا کا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایا ہے اور اپنے

ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کرلیا ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انھیں چُن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کے لئے ان کے دلوں کو خالی کرلیا ہے اپنے ثواب کے لئے راغب بنایا ہے اور اپنے ذکر کا الہام کیا ہے اپنے شکر کی توفیق دی ہے اور اپنی اطاعت کے لئے مشغول کیا ہے اپنے نیک بندوں میں قرار دیا ہے اور اپنی مناجات کے لئے چُن لیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندے کو تجھ سے الگ کر سکے۔

خدایا! مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کا طریقہ تیری طرف توجہ اور اشتیاق ہے اور ان کی زندگی عاشقانہ نالہ وآہ سے پُر ہیں اور پیشانیاں تیرے سجدہ میں جھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اور ان کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں۔ ان کے قلوب تیرے خوف سے دنیا سے الگ ہو گئے ہیں اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کے لئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کے لئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اور اے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا میں تجھ سے تیری اور تیرے چاہنے والوں کی، اور ہر نیک عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھ کو تیرے قرب تک پہونچا دے اور تجھے ساری کائنات سے محبوب بنا دے اور اس کے بعد تو اسی رضا کو اپنی رضا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور اسی شوق کو اپنی معصیت سے بچنے کا وسیلہ بنا دینا، مجھ پر یہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے اور تو خود مجھے عطوفت کی نگاہ سے دیکھتا رہے اور اپنے منھ کو مجھ سے موڑ نہ لینا"

دعاء کے یہ فقرے محبت، شوق اور اُنس کا بیکراں خزانہ ہیں ہم دعا کے ان فقروں پر کوئی حاشیہ نہیں لگانا چاہتے اور ہرگز ہمارے اندر اتنی استطاعت بھی نہیں ہے جو ان دعاؤں کے فقروں کو اور خوبصورت بنا کر بیان کریں اور ہم اتنی صلاحیت واستعداد کے مالک بھی نہیں ہیں کہ اللہ سے دعا محبت اور ادب پر کوئی حاشیہ لگا سکیں۔

سب سے پہلے ہماری نظر دعا کے ان فقروں پر مرکوز ہو جاتی ہے جن کے ذریعہ امام نے اپنے رب کو پکارا ہے:

"یامنیٰ قلوب المشتاقین ویاغایة آمال المحبّین..."۔ " یامن انوارقدسه لابصار محبیه

[1] بحارالانوار جلد ۶۴ صفحہ/ ۱۴۸۔

رائقة وسبحات وجهه لقلوب عارفيه شائقة"

"اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کے لئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کے لئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو"

اس دعا میں امام علیہ السلام نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں اور بندہ اپنے پروردگار سے ان ہی تین عظیم چیزوں کو طلب کرتا ہے۔

1۔آپ نے سب سے پہلے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ ان نفس کا انتخاب فرمائے اُن کے نفس (قلب) کو اپنی محبت کے لئے خالص کردے،جن چیزوں کا وہ مالک ہے ان کی طرف رغبت دلائے،ان کے دل کو اپنی محبت میں مشغول کردے،جو چیزیں اس نے خود سے منقطع کی ہیں اُن سے بھی منقطع کردے اور جو چیزیں خود سے دور کی ہیں ان سے بھی دور فرمادے۔

امام علیہ السلام نے خداوند عالم سے جو کچھ طلب فرمایا ہے اس پر گامزن ہونے کیلئے سب سے پہلے اس چیز کا ہونا ضروری ہے اور اس کے آغاز وابتداء کے بغیر انسان اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے اس مشکل راستہ پر گامزن نہیں ہوسکتا اور وجہ اللہ کا ہر نبی اور صدیق بآسانی مشاہدہ کرسکتا ہے۔

اگرچہ وجہ اللہ پر نظر کرنا رزق ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ رزق عطا کرنے کے لئے منتخب کرلیتا ہے لہٰذا بندے کے لئے اللہ کے رزق کو حاصل کرکے اس کی کنجیاں حاصل کرنا ضروری ہے جب خداوند عالم اپنے بندہ کو رزق عطا کرتا ہے تو اس کو اس رزق کے دروازے اور کنجیاں بھی عطا کردیتا ہے اور اس کے اسباب مہیا کردیتا ہے۔

کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے بغیر دروازے اور کنجیوں کے رزق طلب کرتے ہیں وہ اللہ کو اس کی ان سنتوں اور قوانین کے خلاف پکارتے ہیں جن کو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے۔

انسان کو جن دروازوں سے خداوند عالم سے ملاقات اور وجہ کریم کا مشاہدہ کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔دل کو ہر طرح کے گناہ رنج وغم اور دنیا سے لولگانے سے پرہیز کرنا چاہئے جس کو علماء تخلیہ کہتے ہیں (یعنی دل کو ہر طرح کے رنج وغم اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لولگانے سے خالی ہونا چاہئے)

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"**واجعلنا ممن اخلصته لودّك ومحبّتك، واخليت وجهه لك، وفرّغت فؤاده لحبّك، وقطعت عنه كل شيء يقطعه عنك**"

"خدایا! ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جن کو اپنی محبت اور مودت کے لئے خالص کیا ہے اور اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عطا کی ہے اور اپنی محبت کے لئے ان کے دلوں کو خالی کرلیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کردیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کرسکے"

منفی پہلو کے اعتبار سے ابتداء میں یہ پہلا مرحلہ ہے۔

علماء کے قول کے مطابق ابتداء میں دوسرا مرحلہ ''التحلیہ ۔التخلیہ'' کے بالمقابل ہے یہ وہ ایجابی مطلب ہے جس کو امام علیہ السلام نے مندرجہ ذیل فقروں میں خداوند عالم سے طلب فرمایا ہے:

''رضّیته بقضائك، وحبوته برضاك وخصصته بمعرفتك، واهّلته لعبادتك، ورغّبته فیما عندك، والهمته ذکرك، و او زعته شکرك، وشغلته بطاعتك، وصیّرته من صالحی بریتك، واخترته لمناجاتك''

و اجعلنا جباههم ساجدة لعظمتك، وعیونهم ساهرة فی خدمتك، و دموعهم سائلة من خشیتك، وافئدتهم منخلعة من رهبتك''

''اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضا کا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایا ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کرلیا ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انھیں چُن لیا ہے''

''اور پیشانیاں تیرے سجدہ میں جھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اور ان کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں''

ان دونوں باتوں سے گفتگو کا آغاز اللہ سے لو لگانے کی کنجی ہے یہ وہ راستہ ہے جس پر انسان کے گامزن رہنے کی غرض اللہ سے ملاقات، اس کے وجہ کریم اور جمال وجلال کا مشاہدہ کرنا ہے۔

2۔ دوسرا مرحلہ بھی پہلے مرحلہ پر مترتب ہے اور یہ اللہ سے ملاقات کرنے کا درمیانی راستہ ہے۔ اور اسکے بغیر انسان اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اسکے قرب وجوار تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔

''فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ ''[1]

''اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے''

انسان کو اس مقصد تک پہنچانے والی سواری جس کی ہر نبی، ولی، صدیق اور شہید نے تمنّا کی ہے وہ محبت اللہ سے انس اور اللہ سے شوق ملاقات ہے محبت شوق اور انس کے بغیر انسان اللہ کے بتائے ہوئے اس بلند مرتبہ تک ترقی کرنا ممکن نہیں ہے۔

محبت شوق اور اُنس، اللہ کے رزق ہیں بیشک اللہ اپنا رزق بندوں میں سے جس بندہ کا چاہے انتخاب کر کے عطا کرسکتا ہے لیکن جن مقدمات کو امام نے ذکر کیا ہے ہم ان مقدمات کو اس مناجات کے فقروں میں الگ الگ مشاہدہ کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام بڑے ہی اصرار کے ساتھ ان چیزوں کو خدا سے طلب کرتے ہیں اور مختلف وسیلوں اور تعبیروں سے خدا سے متوسّل ہوتے ہیں آپ عمدہ جملوں سے خداوند عالم کو پکارتے ہیں:

[1] سورۂ قمر آیت ۵۵

"یامنیٰ قلوب المشتاقین ویاغایة آمال المحبین"

"اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اور اے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا"

پھر آپ اللہ کی محبت، خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کی محبت اور ہر اس عمل کی محبت مانگتے ہیں جو بندہ کو اللہ کے قرب و جوار تک پہنچا تا ہے۔

ہم براہ راست امام علیہ السلام کے کلمات میں غور وفکر کرتے ہیں اس لئے کہ حاشیہ پردازی ہمارے براہ راست آفاق میں محبت کے سلسلہ میں غور وفکر کرنے کے لحات واوقات کو تباہ و برباد کردے گی جس محبت کو امام علیہ السلام نے ہمارے لئے اس دعا میں پیش کیا ہے:

"أسأ لُكَ حبّكَ وَحبَ مَن یحبّكَ، وحبّ کل عمل یوصلنی الیٰ قربك، وان تجعلك احبّ الیَّ مماسواك، وان تجعل حبی ایاك قائِداً الیٰ رضوانكَ، وشوقی الیك ذائدا عن عصیانك وامنن بالنظر الیك علیّ وانظر بعین الود والعطف الیولا تصرف عنّی وجهك"

اور آپ نے فرمایا:

"واجعلنا ممن شوّقته الیٰ لقائك، واعذته من هجرك وقلاك وهیمت قلبه لارادتك"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"اللهم اجعلنا ممّن دابهم الارتیاج الیك والحنین، ودهرهم الزفرة والانین... قلوبهم متعلقة بمحبّتك، وافئدتهم منخلعة من مهابتكَ"

ان جملوں کو مندرجہ ذیل چار چیزوں میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ہم اس کے ہجر وفراق سے پناہ چاہتے ہیں۔

۲۔ہم کو اپنی محبت اور مودّت کا رزق عطا کر۔

۳۔ہم کو اپنے سے مانوس ہونے کا رزق عطا کر۔

۴۔ہم کو اپنی ملاقات کا شوق عطا کر۔

امام علیہ السلام نے "انس اور شوق" کو اس مختصر سے جملہ میں سمو دیا ہے:

"واجعلنا ممن دابهم الارتیاح الیك والحنین"

اللہ سے خوش ہونا اس کی طرف راغب ہونے کے علاوہ ہے اور ان دونوں چیزوں کو امام علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیا ہے۔ ارتیاح (خوش ہونا) وہ انسیت ہے جو ملاقات سے پیدا ہوتی ہے اور رغبت وہ شوق ہے جو انسان کو اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے اُکساتا ہے۔

3۔اس عظیم و بزرگ دعا میں اللہ سے لولگانے کے لئے سواری، سب سے عظیم آخری مقصد جس کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین نے بھی طلب فرمایا ہے وہ خداوند عالم کے وجہ کا دیدار کرنا ہے، اس مقصد تک وہی افراد پہنچ سکتے ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنے قرب و جوار کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ مَنَحْتَهُ النَّظَرَ اِلیٰ وَجْهِكَ وَبَوَّأْتَهُ مَقْعَدَ الصِّدْقِ فِي جِوَارِكَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِكَ۔۔۔ وَامْنُنْ بِالنَّظَرِ اِلَيْكَ عَلَيَّ"

"اور ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کو اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انھیں چُن لیا ہے۔۔۔اور مجھ پر یہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے"

انسان اپنے پروردگار کے وجہ کا دیدار اور اس کے جلال و جمال کا قریب سے مشاہدہ کرنے کی آرزو رکھتا ہے، اس کے قرب و جوار میں بیٹھنے کی خواہش و تمنا رکھتا ہے اور اپنے پروردگار سے شراباً طھوراً سے سیراب ہونا چاہتا ہے۔

دوسری صورت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں میں شوق اور انس و محبت کی دوسری صورت پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے:

"اِلٰهِي فَاسْلُكْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُولِ اِلَيْكَ وَسَيِّرْنَا فِي اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُودِ عَلَيْكَ قَرِّبْ عَلَيْنَا الْبَعِيدَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسِيرَ الشَّدِيدَ وَاَلْحِقْنَا بِعِبَادِكَ الَّذِينَ هُمْ بِالْبِدَارِ اِلَيْكَ يُسَارِعُونَ وَبَابَكَ عَلَى الدَّوَامِ يَطْرُقُونَ وَ اِيَّاكَ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ يَعْبُدُونَ وَهُمْ مِنْ هَيْبَتِكَ مُشْفِقُونَ الَّذِينَ صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ وَاَنْجَحْتَ لَهُمُ الْمَطَالِبَ وَ قَضَيْتَ لَهُمْ مِنْ فَضْلِكَ الْمَآرِبَ وَمَلَاْتَ لَهُمْ ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّكَ وَرَوَّيْتَهُمْ مِنْ صَافِي شِرْبِكَ فَبِكَ اِلَى لَذِيذِ مُنَاجَاتِكَ وَ صَلُوا وَمِنْكَ اَقْصَى مَقَاصِدِهِمْ حَصَّلُوا فَيَا مَنْ هُوَ عَلَى الْمُقْبِلِينَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ وَبِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ وَبِالْغَافِلِينَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحِيمٌ رَؤُفٌ وَبِجَذْبِهِمْ اِلَى بَابِهِ وَدُودٌ عَطُوفٌ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ اَوْفَرِهِمْ مِنْكَ حَظّاً وَ اَعْلَاهُمْ عِنْدَكَ مَنْزِلاً وَ اَجْزَلِهِمْ مِنْ وُدِّكَ قِسْماً وَاَفْضَلِهِمْ فِي مَعْرِفَتِكَ نَصِيباً فَقَدِ انْقَطَعَتْ اِلَيْكَ هِمَّتِي وَانْصَرَفَتْ نَحْوَكَ رَغْبَتِي فَاَنْتَ لَا غَيْرُكَ مُرَادِي وَلَكَ لَا سِوَاكَ سَهَرِي وَ سُهَادِي وَلِقَاؤُكَ قُرَّةُ عَيْنِي وَوَصْلُكَ مُنَى نَفْسِي وَاِلَيْكَ شَوْقِي وَفِي مَحَبَّتِكَ وَلَهِي وَاِلَى هَوَاكَ صَبَابَتِي وَرِضَاكَ بُغْيَتِي وَ رُؤْيَتُكَ حَاجَتِي وَجِوَارُكَ طَلَبِي وَ قُرْبُكَ غَايَةُ سُؤْلِي وَفِي مُنَاجَاتِكَ رَوْحِي وَرَاحَتِي وَعِنْدَكَ دَوَاءُ عِلَّتِي وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَرْدُ لَوْعَتِي وَ كَشْفُ كُرْبَتِي فَكُنْ اَنِيسِي فِي وَحْشَتِي وَمُقِيلَ عَثْرَتِي وَغَافِرَ زَلَّتِي وَقَابِلَ تَوْبَتِي وَمُجِيبَ دَعْوَتِي وَوَلِيَّ عِصْمَتِي وَمُغْنِيَ فَاقَتِي وَلَا تَقْطَعْنِي عَنْكَ وَلَا تُبْعِدْنِي مِنْكَ يَا نَعِيمِي وَجَنَّتِي وَيَا دُنْيَايَ

وَآخِرَتِيْ"[1]

"خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں کی ہدایت فرمادے اور ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے، ہر دور کو قریب، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنادے اور ہمیں ان بندوں سے ملادے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے در کرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی ہیبت سے خوفزدہ رہتے ہیں جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے اور ان کے مطالب کو پورا کردیا ہے اور اپنے فضل سے ان کی حاجتوں کو مکمل کردیا ہے اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کردیا ہے وہ تیرے ہی ذریعہ تیری لذیذ مناجات تک پہنچے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ انھوں نے اپنے بلندترین مقاصد کو حاصل کیا ہے اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اور ان پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پر بھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنادے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلندترین مرتبہ دیدے چونکہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا شوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بے قراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے اور تیری ہی رضا میری آرزو ہے تیری ہی ملاقات میری حاجت ہے اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے اور تیری مناجات میں میری راحت اور سکون ہے تیرے پاس میرے مرض کی دوا ہے اور میری تشنگی کا علاج ہے، غم کی بیقراری کی ٹھنڈک، رنج وغم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے، تو میری وحشت میں میرا انیس لغزشوں میں کا سنبھالنے والا اور خطاؤں کو معاف کرنے والا اور میری توبہ کو قبول کرنے والا اور میری دعا کا قبول کرنے والا، میری حفاظت کا ذمہ دار فاقہ میں غنی بنانے والا ہے مجھے اپنے سے الگ نہ کرنا اپنی بارگاہ سے دور نہ کرنا اے میری نعمت، اے میری جنت اے میری دنیا وآخرت"

یہ مناجات کا نہایت ہی بزرگ ٹکڑا ہے اور دعا کے آداب میں سے بہت ہی عمدہ طریقہ ہے، اہل بیت علیہم السلام کے عمدہ وبہترین کلمات میں سے ایک بہترین کلمہ ہے: دعا، تضرع اور محبت کے سلسلہ میں، اور یہ بہت زیادہ غور وفکر کا مستحق ہے۔

ہم اس مناجات میں بیان کی گئی حب الٰہی کی بعض صورتوں اور افکار پر سرسری نظر ڈالتے ہیں:

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مناجات کے آغاز میں پروردگار عالم سے سہارے کی تمنا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم کو اپنی طرف پہنچنے والے راستوں پر چلادے۔ اس پوری دعا کا خلاصہ یہی جملے ہیں اور دعا کے سب سے اہم مطالب ہیں اس دعا میں حضرت امام زین العابدین خدا سے دنیا اور آخرت کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ آپ خدا سے اپنے سے شرعی محبت کا مطالبہ فرماتے ہیں، اس کا قرب، اس تک رسائی اور اس کا جوار طلب کرتے ہیں اور اپنا ٹھکانا انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صدیقین کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔

[1] بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اِلٰهِی فَاسْلُكْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْكَ"

آپ نے واحد کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جمع کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا چونکہ خداوند عالم تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے متعدد راستے نہیں ہیں اور قرآن کریم نے بھی واحد "صراط" راستہ کا تذکرہ کیا ہے:

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝" [1]

"ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں"

"وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" [2]

"اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے"

"وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" [3]

"اور انھیں صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے"

"جْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" [4]

"انھیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستے کی ہدایت کر دی"

لیکن "سبیل" جمع کے صیغہ کے ساتھ قرآن کریم میں حق اور باطل کے سلسلہ میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ" [5]

"جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے"

"وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ" [6]

"اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے"

---

[1] سورۂ فاتحہ آیت/ ۶۔۷
[2] سورۂ بقرہ آیت/ ۲۱۳
[3] سورۂ مائدہ آیت/ ۱۶
[4] سورۂ انعام آیت/ ۸۷
[5] سورۂ مائدہ آیت/ ۱۶
[6] سورۂ انعام آیت/ ۱۵۳

"وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا"[1]

"اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جب کہ اسی نے ہمیں ہمارے راستوں کی ہدایت دی ہے"

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ"[2]

"اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اور یقینا اللہ حسن عمل والوں کے ساتھ ہے"

اللہ نے انسانوں کے چلنے کے لئے متعدد راستے بنائے ہیں جن پر وہ اللہ تک رسائی کے لئے گامزن ہوتے ہیں اور علماء کے درمیان یہ مشہور ہے:

"اِنَّ الطّرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق"

"خداوند عالم کی طرف جانے والے راستے اتنے ہی ہیں جتنی مخلوقات کے سانس کی تعداد ہے"

یہ تمام راستے اللہ تک پہنچنے والے صراط مستقیم کے ماتحت جاری ہوتے ہیں لیکن خداوند عالم نے ہر انسان کے لئے ایک طریقہ قرار دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے اور خدا تک پہنچنے کے لئے اس پر گامزن ہوتا ہے۔

کچھ لوگ علم اور عقل کے راستہ کے ذریعہ خدا تک رسائی حاصل کرتے ہیں، کچھ لوگ اور دل کے ذریعہ خدا تک پہنچتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے ساتھ معاملات اور تجارت کے ذریعہ اس کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں اور سب سے افضل و بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان براہ راست خداوند عالم سے معاملہ کرے اور اس کی عطاو بخشش اخذ کرے۔ اس سلسلہ میں خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ"[3]

"ایمان والو کیا تمھیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے"

اور خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ"[4]

"اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضیٔ پروردگار کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے"

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خداوند عالم سے اس تک پہنچنے کے متعدد راستے طلب کرتے ہیں۔ جب انسان خداوند عالم تک رسائی کی خاطر متعدد راستے طے کرے گا تو اس کا خدا کے قرب و جوار تک پہنچنا زیادہ قوی و بلیغ ہوگا۔

---

[1] سورۂ ابراہیم آیت/ ۱۲
[2] سورۂ عنکبوت آیت/ ٦۹
[3] سورۂ صف آیت/ ۱۰
[4] سورۂ بقرہ آیت/ ۲۰۷

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پروردگار عالم سے اُس کے اُن صالحین بندوں سے ملحق ہونے کی خواہش کرتے ہیں جو اللہ سے لو لگانے میں دوسروں سے سبقت کرتے ہیں اور رات دن اللہ کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

اللہ تک رسائی کا راستہ بہت دشوار ہے اس طریقہ کی قرآن کریم نے "ذات الشوکۃ" کے نام سے تعبیر کی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو اس طریقہ کی بڑے عزم وصدق وصفا سے سیر کا آغاز کرتے ہیں لیکن وہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ڈنوا ڈول (بہک) ہوجاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خدا سے یوں سوال کرتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو اپنی قربت عطا کر، اس مشکل سفر میں میرے راستہ کو آسان کر، مجھے گذشتہ صالحین سے ملحق فرما چونکہ اولیاء اور خاردار راستہ کو طے کرنے کے لئے صالحین کی معیت اور مصاحبت سب کے دلوں کو محکم کردیتی ہے اور راستہ تک پہچانے کے لئے ان کے عزم وارادہ میں اضافہ کرتی ہے۔

بیشک اللہ تک رسائی بہت مشکل ہے جب کچھ صالحین بندے اس راستہ کو طے کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے تمسک اختیار کرتے ہیں، حق اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے لئے "ذات الشوکہ" راستہ طے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس مشکل اور طویل راستہ کو طے کرنے اور صالحین کے تقرب اور ان سے ملحق ہونے کے لئے فرماتے ہیں:

"وَسَيِّرْنَا فِيْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَيْكَ قَرِّبْ عَلَيْنَا الْبَعِيْدَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسِيْرَ الشَّدِيْدَ، وَاَلْحِقْنَا بِعِبَادِكَ الَّذِيْنَ هُمْ بِالْبِدَارِ اِلَيْكَ يُسَارِعُوْنَ وَبَابَكَ عَلَى الدَّوَامِ يَطْرُقُوْنَ وَاِيَّاكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَعْبُدُوْنَ"

"خدایا ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے، ہر دور کو قریب، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنادے اور ہمیں ان بندوں سے ملادے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں"

دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صالحین کی صفات بیان فرماتے ہیں جن سے آپ ملحق ہونے کے لئے اللہ سے سوال کرتے ہیں اور ان کو ایسی عظیم صفت سے متصف کرتے ہیں جس کے بارے میں بہت زیادہ تفکر اور غور وفکر کی ضرورت ہے:

" صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ... وَمَلَاْتَ لَهُمْ ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّكَ وَ رَوَّيْتَهُمْ مِنْ صَافِيْ شِرْبِكَ"

"جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے۔۔۔ اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کردیا ہے"

یہ کونسی صاف، شفاف اور پاکیزہ شراب ہے جس سے ان کا پروردگار انھیں دنیا میں سیراب کریگا؟ اور وہ کونسا ظرف ہے جن کو اللہ نے اپنی محبت سے پُرکر دیا ہے؟

بیشک وہ پاک و پاکیزہ اور صاف وشفّاف شراب، محبت، یقین، اخلاص اور معرفت ہے اور ظرف دل ہے۔

خداوند عالم نے انسان کو معرفت، یقین اور محبت کے لئے بہت سے ظروف کا رزق عطا کیا ہے لیکن قلب، دل ان سب میں اعظم ہے۔

جب خداوند عالم کسی بندہ کو منتخب کر لیتا ہے تو اس کے دل کو پاک و پاکیزہ اور صاف وشفاف شراب سے سیراب کر دیتا ہے تو اس کا عمل رفتار و گفتار اور اس کی عطا و بخشش بھی اس شراب کے مثل پاک و پاکیزہ اور صاف وشفاف ہوگی۔

بیشک دل کی واردات اور صادرات میں مشابہت اور سنخیت پائی جاتی ہے جب دل کی واردات پاک صاف خالص اور گوارا ہیں تو دل کی صادرات بھی اسی کے مشابہ ہونگی تو پھر بندہ کا فعل گفتار، نظریات اخلاق موقف اور اس کی عطا و بخشش صاف اور گوارا ہوگی جب دل کی واردات گندی یا کثافت سے مخلوط ہوگی جن کو شیاطین اپنے دوستوں کو بتایا کرتے ہیں تو لامحالہ دل کی صادرات کذب ونفاق، خبث نفس اور اللہ ورسول سے روگردانی کے مشابہ ہوگی۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

"انّ فی القلب لمّتین: لمّة من الملك، و ایعاد بالخیر و تصدیق بالحق، و لمّة من العدو: ایعاد بالشرّ و تکذیب للحق. فمن وجد ذالك فلیعلم انه من الله، و من وجد الآخر فلیتعوّذ بالله من الشیطان" ثمّ قرأ "اَلشَّیْطَانُ یَعِدُ کُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللهُ یَعِدُ کُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلاً"۔ [1]

اور حق کی تصدیق کے لئے ہوتی ہے جبکہ دوسری حالت دشمن کی جانب سے ہوتی ہے جو برائی کے وعدے اور حق کی تکذیب کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے جس کو پہلی حالت مل جائے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے اور جس کو دوسری حالت ملے اس کو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"اَلشَّیْطَانُ یَعِدُ کُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللهُ یَعِدُ کُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلاً"۔ [2]

"شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل واحسان کا وعدہ کرتا ہے"

فرشتہ والی حالت یہ دل کی طرف ربّانی واردات ہے اور شیطان کی حالت یہ دل کی طرف شیطانی واردات ہے۔

کیا تم نے شہد کی مکھی کا مشاہدہ نہیں کیا جو پھولوں سے رس چوستی ہے لوگوں کے لئے میٹھا شہد مہیا کرتی ہے اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے لہٰذا جب وہ کثیف جگہوں سے اپنی غذا مہیا کرے گی تو اس کا بھی ویسا ہی اثر ہوگا۔

---

[1] سورۂ بقرہ آیت/ ۲۶۸

[2] تفسیر المیزان جلد ۲ صفحہ ۴۰۴۔

خداوندعالم اپنے خلیل ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام سے فرماتا ہے:

"وَ اذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَ الْاَبْصَارِ اِنَّا اَخْلَصْنَا هُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ" [1]

"اور اے پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم اسحاق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور صاحبان بصیرت تھے ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے"

یہ عظیم صفت جو اللہ نے ان جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہے وہ قوت اور بصیرت ہے ایدی اور ابصار یہ اس خالص شراب کا نتیجہ ہے جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے:

"اِنَّا اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ" [2]

"ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا"

اگر خداوندعالم نے ان کو اس خالص ذکری الدار سے مزیّن نہ فرمایا ہوتا تو وہ ان کے لئے نہ قوت ہوتی اور نہ بصیرت۔ [3]

اگر انسان پاک وصاف اور اچھے اعمال انجام دیتا ہے تو اس کے لئے پاک وشفاف غذا نوش کرنا ضروری ہے اور انسان کا دل وہی واپس کرتا ہے جو کچھ وہ اخذ کرتا ہے۔

اصل اختیار

ہم قلب ودل کی واردات اور صادرات اور ان کے مابین مشابہت اور سنخیت کو بیان کرنے کے بعد یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں: یہ گفتار اصل اختیار سے کوئی منافات نہیں رکھتی ہے جو متعدد قرآنی مفاہیم اور افکار کی بنیاد ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دل ایک خالی ظرف ہے جو کچھ خیر وشر اس میں ڈالا جاتا ہے اسی کو واپس کرتا ہے بلکہ دل ایسا ظرف ہے جو کچھ اس میں ڈالا جاتا ہے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور حق کو باطل اور خیر کو شر سے جدا کرتا ہے۔

افکار اسلامی اصولوں میں سے یہ ایک اصل ہے اس اصل کی بنیاد "دعا القلب" ہے اور اسی "اختیار" پر اسلام کے متعدد مسائل، اصول اور قضایا موقوف ہیں۔

---

[1] سورۂ ص آیت ۴۵۔۴۷۔

[2] سورۂ ص آیت/۴۶۔

[3] اس مقام پر قلب کی واردات اور صادرات کے مابین جدلی تعلق ہے اگر دل کی واردات اچھی ہوں گی اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی جب انسان نیک اعمال انجام دیتا ہے تو خداوندعالم اس کو منتخب کر لیتا ہے اور جب انسان برے کام انجام دیتا ہے تو خداوندعالم اس سے پاک وصاف خالص شراب سے پردہ کر لیتا ہے اور اس کو خود اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ اسی طرح کھاتا پیتا ہے جس طرح شیطان اور خواہشات نفسانی اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور لوگ شیطان اور خواہشات نفسانی کے دسترخوان سے غذا نوش کرتے ہیں۔

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسانی حیات میں دل کے کردار کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ حق و باطل کو جدا کرنے پر قادر ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یوں مناجات کی ہے:

"الٰھی لکل ملك خزانة، فأین خزائنك؟

فقال جلّ جلاله: لی خزانة أعظم من العرش، واوسع من الکرسی، و اطیب مِن الجنّة، وأزین من الملکوت، أرضها المعرفة، و سماء و ها الایمان، و شمسها الشوق، و قمرها المحبة، و نجومها الخواطر، و سحابها العقل، و مطرها الرحمة، و شجرها الطاعة، و ثمرها الحکمة، و لهااربعة ارکان: التوکّل و التفکیر، و الأُنسُ و الذکر و لها اربعة ابواب: العلم و الحکمة و الصبر و الرضا۔۔ الا و ھی القلب"[1]

"اے میرے پروردگار ہر ملک کا خزانہ ہوتا ہے تو تیرا خزانہ کہاں ہے؟

پروردگار عالم نے فرمایا: میرا خزانہ عرش اعظم ہے، کرسی سے وسیع ہے، جنت سے زیادہ پاکیزہ ہے، ملکوت سے زیادہ مزین ہے، زمین اس کی معرفت ہے، آسمان اس کا ایمان ہے، سورج اس کا شوق ہے، قمر اس کی محبت ہے، ستارے اس کے خیالات ہیں، عقل اس کے بادل ہیں، بارش اس کی رحمت ہے، طاقت اس کا درخت ہے، حکمت اس کا پھل ہے، اس کے چار رکن ہیں: توکل، تفکر، انس اور ذکر۔ اس کے چار دروازے ہیں: علم، حکمت، صبر اور رضا۔۔۔ آگاہ ہو جاؤ یہ دل ہی ہے"

روایت (جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے) سوال اور جواب کی صورت میں رمزی طور پر گفتگو کرتی ہے اور اسلامی روایات میں یہ مشہور و معروف لغت ہے۔ روایت میں ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

"یاموسیٰ جرّد قلبك لحبّی، فانی جعلت قلبك میدان حبی، وبسطت فی قلبك ارضاً من معرفتی، وبنیت فی قلبك شمساًمن شوقی، وامضیت فی قلبك قمراًمن محبتی، وجعلت فی قلبك عیناًمن التفکّروادرت فی قلبك ریحاًمن توفیقی، وامطرت فی قلبك مطراًمن تفضّلی، وزرعت فی قلبك زرعاًمن صدقی، وانبت فی قلبك اشجاراًمن طاعتی، ووضعت فی قلبك جبالاًمن یقینی"[2]

"اے موسیٰ اپنے دل کو میری محبت کے لئے خالی کر دو، کیونکہ میں نے تمہارے دل کو اپنی محبت کا میدان قرار دیا ہے، اور تمہارے دل میں اپنی معرفت کی کچھ زمین ایجاد کی ہے، اور تمہارے دل میں اپنے شوق کا سورج تعمیر کیا ہے تمہارے دل میں اپنی محبت کا چاند بنایا ہے، تمہارے دل میں فکر کی آنکھ بنائی ہے تمہارے دل میں اپنی توفیق کی ہوا چلائی ہے تمہارے دل میں اپنے فضل کی

---

[1] بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۔

[2] بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۔

بارش کی ہے تمہارے دل میں اپنی سچائی کی کھیتی کی ہے تمہارے دل میں اپنی اطاعت کے درخت اُگائے ہیں تمہارے دل میں اپنے یقین کے پہاڑ رکھے ہیں"

اس روایت میں بھی راز دارانہ گفتگو کی گئی ہے اور دونوں روایات دل کے لئے حق کو باطل اور ہدایت کو ضلالت و گمراہی سے جدا کرنے کے لئے واعی کی شرح کر رہی ہیں۔

ہم پھر مناجات کا رخ کرتے ہیں

اس کے بعد امام علیہ السلام خداوند عالم کو اس لطیف و رقیق انداز میں پکارتے ہیں:

"فَيَامَنْ هُوَعَلىٰ الْمُقْبِلِيْنَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ، وَ بِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ، وَ بِا الْغَافِلِيْنَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحِيْمٌ رَءُوفٌ، وَبِجَذْبِهِمْ اِلىٰ بَابِهِ وَدُوْدٌ عَطُوْفٌ"

"اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اور ان پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پر بھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے"

اس مناجات میں دو باتیں شامل ہیں:

بیشک پروردگار عالم اس بندے کا استقبال کرتا ہے جو اس کی خدائی کا اقرار کرتا ہے اور اس پر اپنا فضل و کرم کرتا ہے۔

خداوند عالم اپنے سے غفلت کرنے والے بندوں پر مہربانی و عطوفت کرتا ہے اور ربانی جذبات کے ذریعہ ان سے غفلت دور کر دیتا ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام اللہ سے اس طرح مناجات کرتے ہیں:

"اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِنْ اَوْفَرِهِمْ مِنْكَ حَظّاً وَاَعْلَاهُمْ عِنْدَكَ مَنْزِلاً وَاَجْزَلِهِمْ مِنْ وُدِّكَ قِسْماً وَاَفْضَلِهِمْ فِيْ مَعْرَفَتِكَ نَصِيْباً"

"خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے لئے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنا دے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرما دے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے"۔

دعا کے اس فقرہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے: اس جملہ سے پہلے تو امام علیہ السلام خداوند عالم سے یہ درخواست کر رہے تھے کہ مجھ کو ان سے ملحق کر دے اور اب یہ تمنا و آرزو کر رہے ہیں کہ اپنے پاس سے میرے زیادہ فضل اور بلند ترین مقام و منزلت قرار دے، اب اس سوال کو پہلے سوال سے کیسے ملایا جا سکتا ہے؟

دعا میں اور دعا کرتے وقت امام علیہ السلام کے نفس میں کونسی چیز موجزن ہو رہی تھی کہ امام علیہ السلام نے صالحین سے ملحق ہونے کی دعا کرنے سے پہلے ان پر اپنی سبقت اور امامت کی دعا فرمائی؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس سوال کی تشریح ضروری ہے اور یہ دعا کے اسرار میں سے ایک راز ہے۔ خداوند عالم

نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم اس سے دعا کرنے سے فرار اختیار نہ کریں، دعا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں، جب ہمارا مولا کریم ہے، جب مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے) کریم ہے تو اس سے سوال کرنے میں بخل سے کام لینا بہت بری بات ہے، جس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، جو ختم ہونے والے نہیں ہیں اور اس کی کثرت عطا سے صرف اس کا جود و کرم ہی زیادہ ہوتا ہے۔[1]

خداوند عالم نے ہم کو "عباد الرحمن" کے آداب و اخلاق میں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم خداوند عالم سے یہ سوال کریں کہ وہ ہم کو متقین کا امام قرار دے:

"وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً"۔[2]

"اور ہم کو متقین کا امام قرار دے"

ہم معصوم علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں یہ اولوا العزمی والا جملہ بہت زیادہ پڑھا کرتے ہیں:

"آثِرْنِيْ وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيَّ اَحَداً"۔

"مجھ کو ترجیح دے اور مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے"

دعائے قاع اور قمہ

دعاؤں کی دو قسمیں ہیں ایک میں بندہ کے مقام اور ان برائیوں اور گناہوں کو مجسم کیا جاتا ہے جن سے انسان مرکب ہے جس کو عربی میں قاع کے نام سے یاد کیا گیا ہے دوسری قسم میں خداوند عالم کے سلسلہ میں انسان کے شوق اور رجحان کو مجسم کیا جاتا ہے اور خداوند عالم کے جود و کرم و سخاوت اور اس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی حد نہیں ہے اس کو عربی میں قمہ کہا جاتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے اسحار میں دونوں کے مابین اسی نفسی فاصلہ کو بیان فرماتے ہیں:

"اِذَا رَاَيْتُ مَوْلَى ذُنُوْبِيْ فَزِعْتُ، وَاِذَا رَاَيْتَ كَرَمَكَ طَمِعْتُ"۔

"جب میں اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں اور جب میں تیرے کرم کو دیکھتا ہوں تو پُر امید ہو جاتا ہوں"

اور اسی دعا میں آپ فرماتے ہیں:

"عَظُمَ يَا سَيِّدِيْ اَمَلِي وَسَاءَ عَمَلِي فَاَعْطِنِيْ مِنْ عَفْوِكَ بِمِقْدَارِ عَمَلِيْ وَلَا تُؤَاخِذْنِيْ بِاَسْوَءِ عَمَلِيْ"۔

---

[1] دعائے افتتاح میں آیا ہے:
"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَاشِيْ فِي الْخَلْقِ اَمْرُهُ وَحَمْدُهُ الظَّاهِرِ بِالْكَرَمِ مَجْدُهُ الْبَاسِطِ بِالْجُوْدِ يَدَهُ الَّذِيْ لَا تَنْقُصُ خَزَائِنُهُ وَلَا تَزِيْدُهُ كَثْرَةُ الْعَطَاءِ اِلَّا جُوْداً وَكَرَماً اِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ"۔
"ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس کا امر اور اس کی حمد مخلوقات میں نمایاں ہے اور جس کی بزرگی اس کے کرم کے ذریعہ نمایاں ہے، اور اس کے دونوں ہاتھ بخشش کے لئے کھلے ہوئے ہیں، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے، اور کثرت عطا اس کے یہاں سوائے جود و کرم کے کسی بات کا اضافہ نہیں ہوتا ہے"

[2] سورۂ فرقان آیت/ ۷۴

"اے میرے مالک میری امیدیں عظیم ہیں اور میرے اعمال بدترین ہیں مجھے اپنے عفو کرم سے بقدر امید دیدے اور میرے بدترین اعمال کا محاسبہ نہ فرما"

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو دعا کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فرمائی تھی اس میں آپ نے قارع سے ہی آغاز فرمایا ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تَهْتِكُ الْعِصَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تَحْبِسُ الدُّعَاءَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَاءَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ خَطِيْئَةٍ اَخْطَاْتُهَا اَللّٰهُم اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِذِكْرِكَ وَاَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى نَفْسِكَ وَاَسْئَلُكَ بِجُوْدِكَ اَنْ تُدْنِيَنِيْ مِنْ قُرْبِكَ وَاَنْ تُوْزِعَنِيْ شُكْرَكَ وَاَنْ تُلْهِمَنِيْ ذِكْرَكَ اَللّٰهُم اِنِّيْ اَسْئَلُكَ سُؤَالَ خَاضِعٍ مُتَذَلِّلٍ خَاشِعٍ اَنْ تُسَامِحَنِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَتَجْعَلَنِيْ بِقِسْمِكَ رَاضِياً قَانِعاً وَفِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ مُتَوَاضِعاً اَللّٰهُم وَاَسْئَلُكَ سُؤَالَ مَنِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهُ وَاَنْزَلَ بِكَ عِنْدَ الشَّدَائِدِ حَاجَتَهُ وَعَظُمَ فِيْمَا عِنْدَكَ رَغْبَتُهُ اَللّٰهُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُكَ وَعَلَا مَكَانُكَ وَخَفِيَ مَكْرُكَ وَظَهَرَ اَمْرُكَ وَغَلَبَ قَهْرُكَ وَجَرَتْ قُدْرَتُكَ وَلَا يُمْكِنُ الْفِرَارُ مِنْ حُكُوْمَتِكَ اَللّٰهُم لَا اَجِدُ لِذُنُوْبِيْ غَافِراً وَلَا لِقَبَائِحِيْ سَاتِراً وَلَا لِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِي الْقَبِيْحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيْرَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَتَجَرَّأْتُ بِجَهْلِي وَسَكَنْتُ اِلٰى قَدِيْمِ ذِكْرِكَ لِيْ وَمَنِّكَ عَلَيَّ اَللّٰهُم مَوْلَايَ كَمْ مِنْ قَبِيْحٍ سَتَرْتَهُ وَكَمْ مِنْ فَادِحٍ مِنَ الْبَلَاءِ اَقَلْتَهُ وَكَمْ مِنْ عِثَارٍ وَقَيْتَهُ وَكَمْ مِنْ مَكْرُوْهٍ دَفَعْتَهُ وَكَمْ مِنْ ثَنَاءٍ جَمِيْلٍ لَسْتُ اَهْلاً لَهُ نَشَرْتَهُ اَللّٰهُمَّ عَظُمَ بَلَائِيْ وَاَفْرَطَ بِيْ سُوْءُ حَالِيْ وَقَصُرَتْ بِيْ اَعْمَالِيْ وَقَعَدَتْ بِيْ اَغْلَالِيْ وَحَبَسَنِي عَنْ نَفْعِيْ بُعْدُ اَمَلِيْ وَخَدَعَتْنِيْ الدُّنْيَا بِغُرُوْرِهَا وَنَفْسِي بِجِنَايَتِهَا وَمِطَالِيْ يَا سَيِّدِي فَأَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ لَا يَحْجُبَ عَنْكَ دُعَائِيْ سُوْءُ عَمَلِيْ وَفِعَالِيْ وَلَا تَفْضَحَنِيْ بِخَفِيِّ مَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنْ سِرِّيْ"

"خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگا دیتے ہیں۔ ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو نعمتوں کو متغیر کر دیا کرتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو دعاؤں کو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو بخش دے جن سے بلائیں نازل ہوتی ہیں خدایا میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو بخش دے خدایا میں تیری یاد کے ذریعہ تجھ سے قریب ہو رہا ہوں اور تیری ذات کو تیری بارگاہ میں شفیع بنا رہا ہوں تیرے کرم کے سہارے میرا یہ سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنا لے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما خدایا! میں نہایت درجہ خشوع خضوع اور ذلت کے ساتھ یہ سوال کر رہا ہوں کہ میرے ساتھ مہربانی فرما مجھ پر رحم کر اور جو کچھ مقدر میں ہے مجھے اسی

پر قانع بنا دے، مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما، خدایا! میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو، خدایا! تیری سلطنت عظیم، تیری منزلت بلند، تیری تدبیر مخفی، تیرا امر ظاہر، تیرا قہر غالب، اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے۔۔۔ خدایا میرے گناہوں کے لئے بخشنے والا۔ میرے عیوب کے لئے پردہ پوشی کرنے والا، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔ خدایا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، اپنی جہالت سے جسارت کی ہے اور اس بات پر مطمئن بیٹھا ہوں کہ تو نے مجھے ہمیشہ یاد رکھا ہے اور ہمیشہ احسان فرمایا ہے۔۔۔ خدایا میری مصیبت عظیم ہے۔ میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے۔ میرے اعمال میں کوتاہی ہے۔ مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑ کر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے۔۔۔ میرے آقا و مولا! تجھے تیری عزت کا واسطہ۔ میری دعاؤں کو میری بداعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر برسرعام رسوا نہ ہونے پاؤں"

یہ قاع عبودیت اور اس پر محیط برائیوں کا مخزن ہے۔ پھر دعا کے آخر میں ہم محبت کی اس بلندی تک پہونچتے ہیں جو بندہ کی آرزو اور اللہ کی وسیع رحمت کے سایہ میں اس کی عظیم آرزو کو مجسم کرتی ہے:

وَهَبْ لِيَ الْجِدَّ فِيْ خَشْيَتِكَ وَالدَّوَامَ فِي الاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِكَ حَتّٰى اَسْرَحَ اِلَيْكَ فِيْ مَيَادِيْنِ السَّابِقِيْنَ وَاُسْرِعَ اِلَيْكَ فِي الْبَارِزِيْنَ وَاَشْتَاقَ اِلٰى قُرْبِكَ فِي الْمُشْتَاقِيْنَ وَاَدْنُوَ مِنْكَ دُنُوَّ الْمُخْلِصِيْنَ۔۔۔ وَاَخَافَكَ مَخَافَةَ الْمُوْقِنِيْنَ وَاجْتَمِعَ فِيْ جِوَارِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِيْ بِسُوْءٍ فَاَرِدْهُ وَمَنْ كَادَنِيْ فَكِدْهُ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَحْسَنِ عَبِيْدِكَ نَصِيْباً عِنْدَكَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْكَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَيْكَ فَاِنَّهُ لَايُنَالُ ذٰلِكَ اِلَّا بِفَضْلِكَ"[1]

"اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تا کہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں۔ مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں۔۔۔ خدایا جو بھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا اور مجھے بہترین حصہ پانے والا، قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا کہ یہ کام تیرے جود و کرم کے بغیر نہیں ہوسکتا"

ہم ابوحمزہ ثمالی سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ماہ رمضان المبارک کی دعائے اسحار میں "قاع" اور "قمہ" کے مابین بہت زیادہ فاصلہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اس دعا میں امام علیہ السلام "قاع" سے شروع فرماتے ہیں:

"وَمَا اَنَا يَا رَبِّ وَمَا خَطَرِيْ هَبْنِيْ بِفَضْلِكَ وَتَصَدَّقْ عَلَيَّ بِعَفْوِكَ اَيْ رَبِّ جَلِّلْنِيْ بِسِتْرِكَ وَاعْفُ عَنْ تَوْبِيْخِيْ بِكَرَمِ وَجْهِكَ"

[1] دعائے کمیل

”اے میرے خدا میں کیا اور میری اوقات کیا؟ تو مجھ کو اپنے فضل و کرم و مغفرت سے بخش دے اے میرے خدا اپنی پردہ پوشی سے مجھے عزت دے اور اپنے کرم سے میری تنبیہ کو نظر انداز گناہ فرمادے“۔

«فَلَا تُحْرِقْنِيْ بِالنَّارِ وَاَنْتَ مَوْضِعُ اَمَلِيْ وَلَا تُسْكِنِّيْ الْهَاوِيَةَ فَاِنَّكَ قُرَّةُ عَيْنِيْ... اِرْحَمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا غُرْبَتِيْ وَعِنْدَ الْمَوْتِ كُرْبَتِيْ وَفِيْ الْقَبْرِ وَحْدَتِيْ وَفِي اللَّحْدِ وَحْشَتِيْ وَاِذَا نُشِرْتُ فِيْ الْحِسَابِ بَيْنَ يَدَيْكَ ذُلَّ مَوْقِفِيْ وَاغْفِرْ لِيْ مَا خَفِيَ عَلَى الْاٰدَمِيِّيْنَ مِنْ عَمَلِيْ وَاَدِمْ لِيْ مَا بِهٖ سَتَرْتَنِيْ وَارْحَمْنِي صَرِيْعاً عَلَى الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِيْ اَيْدِيْ اَحِبَّتِيْ وَتَفَضَّلْ عَلَيَّ مَمْدُوْداً عَلَى الْمُغْتَسَلِ يُقَلِّبُنِيْ صَالِحُ جِيْرَتِيْ وَتَحَنَّنْ عَلَيَّ مَحْمُوْلاً قَدْ تَنَاوَلَ الْاَقْرِبَاءُ اَطْرَافَ جَنَازَتِيْ وَجُدْ عَلَيَّ مَنْقُوْلاً قَدْ نَزَلْتُ بِكَ وَحِيْداً فِيْ حُفْرَتِيْ»

”تو مجھ کو ایسے حالات میں جہنم میں جلا نہ دینا اور قعر جہنم میں ڈال نہ دینا کیونکہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔اس دنیا میں میری غربت اور موت کے وقت میرے کرب، قبر میں میری تنہائی اور لحد میں میری وحشت اور وقت حساب میری ذلت پر رحم کرنا، اور میرے تمام گناہوں کو معاف کر دینا جن کی لوگوں کو اطلاع بھی نہیں ہے اور اس پردہ داری کو برقرار رکھنا۔ پروردگار! اس وقت میرے حال پر رحم کرنا جب میں بستر مرگ پر ہوں اور احباب کروٹیں بدلوا رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب میں تختۂ غسل پر ہوں اور ہمسایہ کے نیک افراد مجھ کو غسل دے رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب تابوت میں اقرباء کے کاندھوں پر سوار ہوں اس وقت مہربانی کرنا جب میں تنہا قبر میں وارد ہوں“

اس کے بعد امام علیہ السلام مرحلۂ اولوا العزمی اور قمۂ دعا کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

«اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ وَاَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰى اَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَوَلَدِيْ، وَارْغَدْ عَيْشِيْ، وَاَظْهِرْ مُرُوَّتِيْ، وَاَصْلِحْ جَمِيْعَ اَحْوَالِيْ، وَاجْعَلْنِيْ اَطَلْتَ عُمْرُهٗ وَحَسَّنْتَ عَمَلَهٗ وَاَتْمَمْتَ عَلَيْهِ نِعْمَتَكَ وَرَضِيْتَ عَنْهُ وَاَحْيَيْتَهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً... اَللّٰهُمَّ خُصَّنِيْ بِخَاصَّةِ ذِكْرِكَ... وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْفَرِ عِبَادِكَ نَصِيْباً عِنْدَكَ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ اَنْزَلْتَهٗ وَتُنْزِلُهٗ»

اے خدا میں تجھ سے وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جو بندگان صالحین نے مانگا ہے کہ تو بہترین مسئول اور سخی ترین عطا کرنے والا ہے میری دعا کو میرے نفس، میرے اہل وعیال، میرے والدین، میری اولاد، متعلقین اور برادران سب کے بارے میں قبول فرما، میری زندگی کو خوشگوار بنا مروت کو واضح فرما کر میرے تمام حالات کی اصلاح فرما مجھے طولانی عمر، نیک عمل، کامل نعمت اور پسندیدہ بندوں کی مصاحبت عطا فرما۔۔۔خدایا! مجھے اپنے ذکر خاص سے مخصوص کر دے۔۔۔اور میرے لئے اپنے بندوں میں ہر نیکی میں جس کو تو نے نازل کیا ہے اور جس کو تو نازل کرتا ہے سب سے زیادہ حصہ قرار دے۔

اس ”قاع“ سے ”قمۂ“ تک کے سفر کو انسان کے اللہ تک سفر کی تعبیر سے یاد کیا گیا ہے یہ ساری آرزو، امید اور اولوا العزمی ہے جب انسان کی آرزو، رجاء (امید) اور اولوا العزمی اللہ سے ہو تو اس سفر کی کوئی حد نہیں ہے۔